روسؒ
میں
اِنقلابات

"میں اپنی جماعت کو رشیا میں ریت کی مانند دیکھتا ہوں"

روس میں احمدیت کے فروغ سے متعلق روح پرور پیشخبریاں

محمد اسماعیل منیر

احمد اکیڈمی۔ ربوہ (پاکستان)

أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ

فہرست مضامین

حاجتیں پُوری کرینگے کیا تیرِی عاجز بشر
کر بیاں سب حاجتیں حاجت رَوا کے سامنے

کمپوزنگ : طاہر کمپوزنگ سنٹر رائل پارک لاہور
طابع : لاہور آرٹ پریس لاہور
ناشر : جمال الدین انجم - احمد اکیڈمی ربوہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عظیم الشان بشارت

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع کا اعلان:

"حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو روس میں ریت کے ذروں کی مانند دیکھتا ہوں۔ پس اگر روس کی کامل تباہی مراد ہوتی تو ریت کے ذروں کا ذکر نہ ہوتا۔ مراد یہ ہے کہ نظام ٹوٹے گا۔ روسی قوم سلامت رہے گی اور اسے یہ توفیق ملے گی کہ احمدیت کے نور سے منور ہو اور نئی زندگی حاصل کرے۔ پس روس کو نئی زندگی دینے والے ہم ہی ہوں گے اس لئے دعائیں بھی کریں، زبانیں بھی سیکھیں اور اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش بھی کریں اور یقین رکھیں کہ جیسا پیش گوئیوں کا پہلا حصہ پورا ہوا ان کا بقیہ حصہ بھی پورا ہو گا" (الفضل ۲۲ اگست ۱۹۹۰ء)

مٹا کے نقش و نگار دیں کو یونہی ہے خوش دشمن حقیقت
جو پھر کبھی نہ مٹ سکے گا اب ایسا نقشہ بنائیں گے ہم

(کلام محمود ۱۹۲۰ء)

بساط دنیا الٹ رہی ہے حسین اور پائیدار نقشے
جہان نو کے ابھر رہے ہیں بدل رہا ہے نظام کہنا

(کلام طاہر ۱۹۸۶ء)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا مقدس کلام

(۱) ”.... خدا تو وہی ہے جو ہمیشہ سے اور قدیم سے آپ انا الموجود کہہ کر لوگوں کو اپنی طرف بلاتا رہا۔ یہ بڑی گستاخی ہوگی کہ ہم ایسا خیال کریں کہ اس کی معرفت میں انسان کا احسان اس پر ہے اور اگر فلاسفر نہ ہوتے تو گویا وہ گم ہی رہتا اور یہ کہنا کہ خدا کیونکر بول سکتا ہے کیا اس کی زبان ہے؟ یہ بھی ایک بڑی بے باکی ہے کیا اس نے جسمانی ہاتھوں کے بغیر تمام آسمانی اجرام اور زمین کو نہیں بنایا۔ کیا وہ جسمانی آنکھوں کے بغیر تمام دنیا کو نہیں دیکھتا۔ کیا وہ جسمانی کانوں کے بغیر ہماری آوازیں نہیں سنتا۔ پس کیا ضروری نہ تھا کہ اسی طرح وہ کلام بھی کرے۔ یہ بات ہرگز صحیح نہیں ہے کہ خدا کا کلام کرنا آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گیا ہے ہم اس کے کلام اور مخاطبات پر کسی زمانہ تک مہر نہیں لگاتے بے شک وہ اب بھی ڈھونڈنے والوں کو الہامی چشمہ سے مالا مال کرنے کو تیار ہے۔ جیسا کہ پہلے تھا اور اب بھی اس کے فیضان کے ایسے دروازے کھلے ہیں جیسے پہلے تھے۔ ہاں ضرورتوں کے ختم ہونے پر شریعتیں اور حدود ختم ہو گئیں اور تمام رسالتیں اور نبوتیں اپنے آخری نقطہ پر آکر جو ہمارے سید و مولیٰ محمد ﷺ کا وجود تھا کمال کو پہنچ گئیں“ (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۵۳)

(۲) ہمارا زندہ حي وقیوم خدا ہم سے انسان کی طرح باتیں کرتا ہے ہم ایک بات پوچھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں تو وہ قدرت کے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ جواب دیتا ہے۔ اگر یہ سلسلہ ہزار مرتبہ تک بھی جاری رہے تب بھی وہ جواب دینے سے اعراض نہیں کرتا۔ وہ اپنے کلام
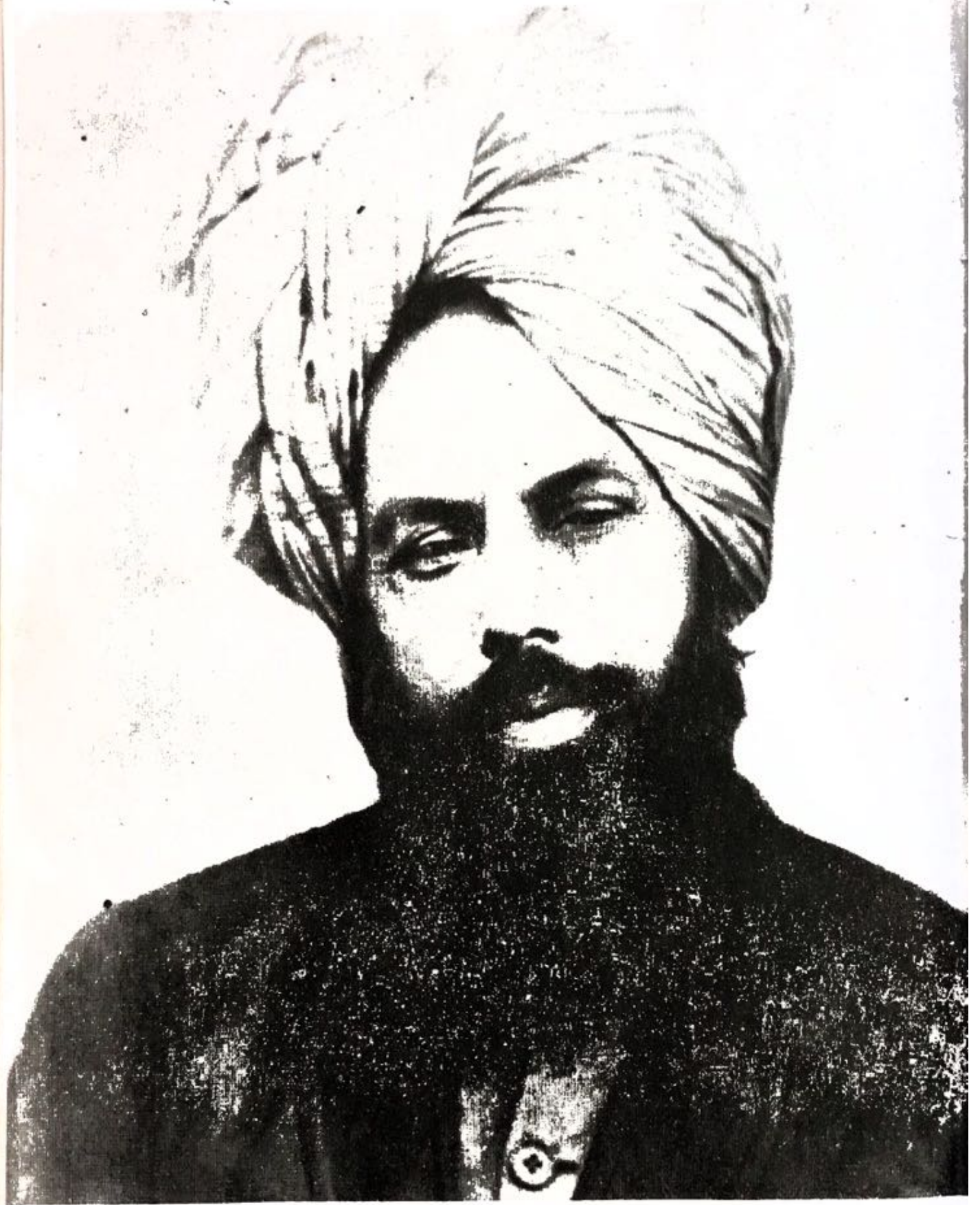
(1835ء تا 1908ء)

بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی مسعود جن کو خدا تعالیٰ نے روس کے بارے میں بھی پیش خبریاں دی تھیں جو اب پوری ہو رہی ہیں۔

میں عجیب در عجیب غیب کی باتیں ظاہر کرتا ہے اور خارق عادت قوتوں کے نظارے دکھلاتا ہے یہاں تک کہ وہ یقین کرا دیتا ہے کہ وہ وہی ہے جس کو خدا کہنا چاہیئے۔ دعائیں قبول کرتا ہے اور قبول کرنے کی اطلاع دیتا ہے وہ بڑی بڑی مشکلات حل کرتا ہے جو مُردوں کی طرح بیمار ہوں ان کو بھی کثرت دعا سے زندہ کر دیتا ہے اور یہ سب ارادے قبل از وقت اپنے کلام سے بتلا دیتا ہے خدا وہی خدا ہے جو ہمارا خدا ہے وہ اپنے کلام سے جو آئندہ کے واقعات پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہم پر ثابت کرتا ہے کہ زمین و آسمان کا وہی خدا ہے" (نسیم دعوت صفحہ ۸۲ مطبوعہ ۱۹۰۳ء)

(۳)- خدا نے اپنے کلام سے بلاواسطہ مجھے یہ اطلاع دی ہے اور مجھے اس نے کہا ہے کہ اگر تیرے لئے یہ مشکل پیش آوے کہ لوگ کہیں کہ ہم کیونکر سمجھیں کہ تو خدا کی طرف سے ہے تو انہیں کہہ دے کہ اس پر یہ دلیل کافی ہے کہ اس کے آسمانی نشان میرے گواہ ہیں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ قبل از وقت غیب کی خبریں بتلائی جاتی ہیں اور وہ اسرار جن کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں وہ قبل از وقت ظاہر کئے جاتے ہیں اور دوسرا نشان یہ ہے کہ اگر کوئی ان باتوں میں مقابلہ کرنا چاہے مثلاً کسی دعا کا قبول ہونا اور پھر پیش از وقت اس قبولیت کا علم دیئے جانا یا اور غیبی واقعات معلوم ہونا جو انسان کی حد علم سے باہر ہیں تو اس مقابلہ میں وہ مغلوب رہے گا گو وہ مشرقی ہو یا مغربی یہ وہ دو نشان ہیں جو مجھ کو دیئے گئے ہیں"

(ضمیمہ رسالہ جہاد صفحہ ۸)

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار
تھا برس چالیس کا میں اس مسافرخانہ میں
جب کہ میں نے وحی ربانی سے پایا افتخار
وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار
ہے یہی وحی خدا عرفان مولیٰ کا نشاں
جس کو یہ کامل ملے اس کو ملے وہ دوستدار
اس قدر ظاہر ہوئے ہیں فضل حق سے معجزات
دیکھنے سے جن کے شیطاں بھی ہوا ہے دلفگار
کیوں عجب کرتے ہو گر میں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار
آسماں پر دعوت حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار
آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمہ توحید پر از جاں نثار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

عرض مؤلف!

عاجز ۱۹۶۶ء میں ماریشس میں دینی فرائض کی سر انجام دہی میں مصروف تھا۔ انہی دنوں ہمارے آقا سیدنا حضرت خلیفتہ المسیح الثالثؒ کا ارشاد موصول ہوا کہ تعلیم و تربیت اور دعوت و اشاعت کے لئے رنگین سلائیڈز کو رائج کیا جائے۔ تب سے خاکسار نے سلائیڈز کے نظام کو اپنایا اور بے حد مفید پایا پھر یہ سلسلہ مقبولیت حاصل کرتا گیا اور بہترین نتائج و اثرات کے لحاظ سے خدائے قادر نے خوب نوازا۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک

۱۹۸۹ء کے صد سالہ جشن تشکر کے موقعہ پر سلائیڈ لیکچرز بھی حضرت خلیفتہ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی حسب ہدایت پروگرام میں شامل کئے گئے چنانچہ اب تو سلائیڈ لیکچرز کے پروگرام تمام براعظموں میں رائج ہو چکے ہیں جن کے ذریعہ عاجز کے بیسیوں شاگرد نہایت کامیابی کے ساتھ عوام و خواص کی خدمت کر رہے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک

تازہ آسمانی نشان "Friday The 10th" کے نتیجہ میں دنیا کے نقشے تبدیل ہو رہے ہیں خصوصاً" سویت یونین کے ٹوٹنے سے جو انقلاب عظیم برپا ہوا اسکی اہمیت بہت زیادہ ہے کیونکہ اسکی خبریں ہمارے خدا نے ایک صدی پیشتر اپنے فرستادہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو دی تھیں جن کے مطابق روس اور احمدیت پر سلائیڈز تیار کرنے کے سلسلہ میں تصاویر اور تاریخی مواد جمع کرنا شروع کیا تو کئی فائلیں بھر گئیں جن سے دلچسپ

سلائیڈز تیار کرنے کے بعد اس روح پرور تفصیل کو اب کتابی شکل میں پیش کرنے کا مقصد خلقِ خدا کی خدمت ہے جو پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعاؤں کا پھل ہے۔

کتاب کی تیاری و اجازت و طباعت وغیرہ کے جملہ مراحل میں تعاون کرنے والے تمام بزرگوں اور دوستوں کا دل سے ممنون ہوں جزاھم اللہ احسن الجزاء

قارئین کرام کا احسان ہوگا کہ کتاب کے متعلق اپنی رائے کے علاوہ قیمتی مشوروں اور مزید مثبت تجاویز اور مواد بھجوا کر ممنون فرمادیں

۲-۶-۹۳ (یوم عیدالاضحیہ)　　محمد اسماعیل منیر ربوہ

تعارف

آرہا ہے نیا نظام چلو!

چودھویں صدی ہجری یا بیسویں صدی عیسوی کا دور تاریخ عالم میں ہمیشہ غیر معمولی انقلابات کا دور شمار ہوتا رہے گا۔ انقلابات کی اس بیسویں صدی کے آغاز میں روئے زمین پر وقت کے سب سے عظیم اور طاقتور ملک روس میں زار کی حکومت تھی دو کروڑ چوالیس لاکھ دو ہزار مربع کلومیٹر کے رقبہ پر مشتمل حکومت کا سربراہ زار (یعنی انتہائی طاقتور یا ناقابل تسخیر) کا لقب رکھنے والا بادشاہ مذہب کے لحاظ سے عیسائی تھا۔

انقلابات کی تاریخ میں سب سے زیادہ حیرت انگیز انقلاب اسی سرزمین پر ظاہر ہوئے۔ ۱۹۰۵ء میں فضائے بسیط نے بظاہر ایک انہونی للکار سنی۔ کا سر صلیب نے فرمایا ؎

زار بھی ہو گا تو ہو گا اس گھڑی با حال زار

اس روحانی آواز کے چند سال بعد ظاہر ہونے والا انقلاب کمیونزم کا انقلاب دراصل مذہب کے خلاف ایک زبردست اعلان کفرو الحاد تھا جس کے اثرات دیگر متعدد ملکوں میں بھی پھیلتے چلے گئے۔ صدی کے آخری حصہ میں یہ زمین ایک اور تحیر خیز انقلاب کی لپیٹ میں آئی جو حقیقت میں از سرنو مذہب کی زندگی یا نشاۃ ثانیہ کی نوید ہے۔

"روس میں انقلابات" ایک بروقت تیار ہونے والی ایسی کتاب ہے جس میں ان تبدیلیوں اور انقلابات کے پس منظر و پیش منظر کو نمایاں کیا گیا ہے۔ کتاب دراصل عصر حاضر کی ضرورتوں کا ادراک ہے۔ آج ہر طرف کسی نئے عالمی نظام کی طلب عروج پر ہے۔ یاجوج ماجوج کے نام سے فتنہ دجالیت کا ذکر قدیم نوشتوں کے حوالہ سے اس کتاب کا اہم موضوع ہے۔ مختلف ادوار کے مفکرین کی سوچیں اس کیفیت سے آشنا ہیں۔ آخر ایک انہونی بات جو صرف

خدائی نوشتوں کے اعتبار سے ہونی تھی، ہو کر رہی۔

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

دنیا کے مختلف خطوں میں کامیابی کے ساتھ دینی خدمات سرانجام دینے والے خادم سلسلہ اور مبشر محترم مولانا محمد اسماعیل صاحب منیر (سیکرٹری حدیقہ المبشرین) نے کمال مہارت سے موضوع کا حق ادا کرتے ہوئے گنجینۂ معلومات مہیا کر دیا ہے جو اپنے دامن میں روس اور زار روس کی اہمیت، اندرون روس کا تفصیلی تعارف، اس میں برپا ہونے والے انقلابات کا مربوط سفر خصوصاً کمیونزم کا عروج و زوال اور اسلام سے موازنہ نیز ایشیا کی تاریخ اسلام کا نچوڑ ضمناً دیوار برلن کا انہدام، ساتھ ساتھ الٰہی نوشتوں کی عبارات سے تزئین و توقیر کے علاوہ کھلے حقائق کی مجموعی گواہی لئے ہے یعنی روس میں اسلام کا مستقبل نہایت روشن ہے جس کا تقاضا ہمارے محبوب آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے الفاظ میں آخری صفحات کی زینت ہے دراصل یہی تقاضائے وقت ہے جس کی اہمیت اجاگر کرنے کے لئے مولانا موصوف نے سعی فرمائی ہے تا مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے علوم و فنون کے ماہرین وقف عارضی کے ذریعہ آنے والے دینی و روحانی پائیدار انقلاب میں حصہ دار ہو کر خدائے قادر و کریم کی رضا حاصل کریں۔

بکوشید اے جواناں تا بدیں قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

خاکسار
محمد اعظم اکسیر ربوہ

۱۲ اپریل ۱۹۹۳ء

پہلا باب

روس میں انقلابات

روس اور زار روس کی اہمیت و پس منظر

روس کا لفظ بالعموم اردو میں اس تمام علاقہ یا ریاستوں کے لیے استعمال ہوتا ہے جن پر ماسکو سے حکومت کی جاتی تھی۔ روس فنش (FINISH) زبان کا لفظ ہے جو سب سے پہلے ان روسی سیاحوں کے لئے بولا گیا جو نویں صدیں عیسوی میں اس علاقہ کی سیاحت کے لیے آئے۔ اصل لفظ روتسی (Routsi) ہے۔ جس سے روس کا لفظ اردو تک پہنچا۔ ان سب علاقوں پر مشتمل ریاست جن کی تعداد آہستہ آہستہ کئی صدیوں میں بڑھتی رہی یہاں تک کہ ان سب کو جب U.S.S.R (یونین آف سوویٹ سوشلسٹ ری پبلکس) کے نام سے پکارا جانے لگا تو یہ ایک ایسی عظیم سلطنت بن گئی جو رقبہ کے لحاظ سے دنیا کی سب سے بڑی مملکت تھی۔

نویں صدی عیسوی سے قبل روس کے علاقوں کا شیرازہ بکھرا ہوا تھا۔ مختلف علاقوں میں مختلف حکمران تھے۔ دسویں صدی میں سیاتاس لاوے (Suyatas Lave) نامی حکمران کا نام نظر آتا ہے جس نے مرکزیت پیدا کرنے کی کوشش کی جس کے بعد اس کا بیٹا اس سے زیادہ

معروف حکمران نظر آتا ہے جس کا نام ولادی میر (Viladimir) تھا۔ یہ نام روس اور اس کے ملحقہ علاقوں میں بہت معروف ہے۔ ولادی میر نے ۹۸۸ء میں باقاعدہ عیسائیت قبول کی اور اکثر شہریوں نے بھی اس کی تقلید کی۔ ولادی میر کے بعد مختلف بادشاہ ان علاقوں پر حکمران رہے اس عرصہ میں روسی قوانین کو مرتب کرنے کی کوشش کی گئی۔ جس کا نام رسکایا پراودا (Russkaya Pravda) رکھا گیا۔ ۱۱۴۷ء میں ماسکو شہر کی بنیاد رکھی گئی اور مملکت کا صدر مقام بنایا گیا۔ بعدہ انقلاب آتے رہے۔ منگولوں اور تاتاریوں نے چڑھائیاں کیں اور وقتی طور پر بہت سے علاقوں پر قبضہ کر لیا اور روسی حکمران طبقہ کے نوجوانوں نے ان میں شادیاں بھی کیں اس زمانہ میں لاطینی چرچ نے عروج حاصل کیا۔ پندرھویں صدی میں روس کے حکمرانوں نے اپنے پرانے نام (خطاب) یو فلیکی نیاز (Uflikiniaz) ترک کرنے کا فیصلہ کیا۔

زار کا لقب

بادشاہ آئیون (Ivon) (۱۵۸۴ء - ۱۵۳۳ء) نے جو اپنے زمانہ میں مظالم کی وجہ سے آئیون دی ٹیریبل (Ivon The Terrrible) کہلاتا تھا۔ اپنے لیے زار (Tsar ر Czar ر Tzar) کا نام اختیار کیا۔ اس کے معنی طاقتور حکمران، شہنشاہ، گرینڈ ڈیوک (Grand Duke) کے بیان کیے

گئے ہیں۔ یہ لفظ لاطینی لفظ سیزر (CESAR) سے لیا گیا ہے۔ زار کا لفظ دنیا کے سب سے طاقتور ملک روس کے حکمران کے لئے متصور ہونے لگا۔ جس کے زوال کے متعلق سوچنا بھی ایک ناممکن اور محال امر تھا۔ یکے بعد دیگرے بائیس زار گذرے۔ آخری زار اومانوف نکولس ثانی کے وقت روس دنیا کی عظیم سلطنت بن چکی تھی۔ اس ملک کی سرحدیں ایک طرف ایشیا کے ممالک چین، ایران، پاکستان، افغانستان اور ترکی سے ملتی تھیں تو دوسری طرف یورپ کے مختلف ممالک بھی اس کی سرحدوں کے ساتھ واقع تھے۔ اور سائبیریا کے وسیع علاقے کی وجہ سے کینڈا اور امریکہ سے بھی اس کی سرحد کا تعلق تھا۔ دنیا کی اس عظیم ترین مملکت کا رقبہ دو کروڑ چوالیس لاکھ دو ہزار (۲,۴۴,۰۲,۰۰۰) مربع کلومیٹر تھا جو فرانس سے سات گنا بڑا تھا۔ آبادی پچیس کروڑ پچپن لاکھ (۲۵,۵۵,۰۰,۰۰۰) میں روسی، جرمن، اٹالین، ترک اور لاطینی قومیں شامل تھیں۔ جنکی زبانیں بھی مختلف تھیں لیکن روسی زبان واسطہ کا کام دیتی تھی۔

زار کی حکومت

زار مطلق العنان حکمران ہوتا تھا۔ اس کا کہا ہوا لفظ قانون کی حیثیت رکھتا تھا۔ ملک میں زار اور اس کی بیوی زارینہ کی حکومت ہوتی تھی۔ زار عیسائیت قبول کر چکے تھے۔ دسویں صدی میں ملک کی اکثریت کا

مذہب عیسائیت تھا۔ ولادی میر نے بپتسمہ لیکر باقاعدہ عیسائیت قبول کی تھی۔ ماسکو میں زیادہ تر آرتھوڈکس چرچ کا قبضہ رہا۔ آئیون پنجم نے روس کے سکولوں میں مذہب کی تعلیم لازمی قرار دی۔ بعض حکمرانوں نے اپنی زندگی چرچ کی خدمت کرتے ہوئے گزاری۔ الیکسی (Alexi) کے زمانہ میں چرچ کی پر زور مدد کی گئی اور اس نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ عیسائیت کو مستحکم کرنے میں گزارا۔ آرتھوڈکس کے علاوہ کیتھولک اور یہودی بھی موجود تھے۔ مغربی ایشیا کی طرف سے مسلمانوں نے اس علاقے میں پھیلنا شروع کیا اور بہت وسیع علاقے میں اسلام پھیل گیا۔ مگر زاروں نے اپنے ۳۵۰ سالہ عہد میں مسلمانوں کو خوب دبایا۔ اٹھارویں صدی کے نصف اول میں پیٹر اعظم کا عہد تو مسلم کشی کی بدترین مثال رہا۔ کلیسیا نے سرکاری محکمہ کی شکل اختیار کر کے شان و شوکت حاصل کر لی تھی۔ زار اپنی قوت، شان و شوکت اور وسیع اختیارات کے سبب اور عیسائیت زاروں کی حمایت و تائید کے سبب ایسی حیثیت اختیار کر گئے تھے کہ بظاہر زار اور عیسائیت ناقابل شکست و زوال تھے۔ حکومت کی مضبوطی کے لئے پولیس کے محکمہ کو مضبوط کیا جاسوسی ادارہ کو بے پناہ اختیارات دے کر ظلم و استبداد کی چکی میں اہل روس کو پیسا جا رہا تھا۔ اس امر کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جنگ ترکی و روس کے وقت (۹۱-۱۸۸۷) فوج ۴ لاکھ تھی اور جنگ کریمیا کے وقت روسی سپاہ کی تعداد ۱۶ لاکھ تھی۔

۱۹۱۷ء سے پیشتر سلطنت روس کا شمار یورپ کی ان سربر آوردہ اور طاقتور قوموں اور حکومتوں میں کیاجاتا تھا جن کا دبدبہ نہ صرف یورپ بلکہ تمام دنیا پر بیٹھا ہوا تھا۔ یورپ کی انیسویں صدی کی تاریخ کا کوئی باب مشکل سے ایسا ہوگا جس میں روس یا زار روس کا تذکرہ پیش نظر نہ رہا ہو

(انقلاب روس صفحہ ۷)

ایک اہم پیشگوئی

۱۵ اپریل ۱۹۰۵ء کو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنی کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم میں زار روس کے بارہ میں ایک نظم میں یہ عظیم الشان پیشگوئی فرمائی کہ وہ ایک ہولناک نشان کی زد میں آکر باحال زار ہو جائے گا۔ اس قہری نشان کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت اقدس نے فرمایا:

اک نشان ہے آنیوالا آج سے کچھ دن کے بعد
جس سے گردش کھائیں گے دیہات و شہر اور مرغزار
یک بیک اک زلزلہ سے سخت جنبش کھائیں گے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار
اک جھپک میں یہ زمیں ہو جائے گی زیر و زبر
نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آب رودبار

رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگ یاسمن
صبح کر دے گی انہیں مثل درختان چنار
ہوش اڑ جائیں گے انسانوں کے، پرندوں کے حواس
بھولیں گے نغموں کو اپنے سب کبوتر و ہزار
خون سے مردوں کے کوہستان کے آب رواں
سرخ ہو جائیں گے جیسے ہو شراب انجبار
مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جن وانس
زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار
اک نمونہ قہر کا ہوگا وہ ربانی نشاں
آسماں حملے کرے گا کھینچ کر اپنی کٹار

پیشگوئی میں مذکور فوق العادت نشان ۱۹۱۴ء میں جنگ عالمگیر اول کی صورت میں ظاہر ہوا۔ جس کے نتیجہ میں زار روس (اوماوف نکولس ثانی) اللہ تعالیٰ کے قہری نشان کا شکار ہوا۔ اس پیشگوئی میں واضح طور پر یہ اشارہ ہے کہ دنیا کو ہلا دینے والے اس قہری نشان سے قبل زار بالکل محفوظ رہے گا۔ اور اس کی زاریت برقرار رہے گی مگر جب خدا کے اس قہری نشان کے ظہور کی گھڑی آئے گی تو اس وقت زار کی حالت بھی زار ہو جائے گی۔ اور اس کی ہیبت اور مطلق العنانی برقرار نہیں رہے گی اور وہ ذلیل و رسوا ہو جائے گا۔

چنانچہ جنگ عظیم اوّل میں یہ بات پوری ہو گئی۔ جنگ سے قبل زار کو معزول کرنے کے کئی بار منصوبے بنے مگر انہیں عملی جامہ نہ پہنایا جاسکا۔ زار کی ہیبت اور رعب اس قدر تھا کہ اس کے خلاف کسی قسم کی کوئی بات بھی کسی کی زباں پر نہ آئی۔

آخری زار

اومانوف نکولس ثانی ۶ مئی ۱۸۶۸ء کو پیدا ہوا۔ اس کے والد کا نام الیگزنڈر ثالث اور والدہ کا نام میری فیوڈرونا تھا۔ زار نکولس ثانی نے جس وقت آنکھیں کھولیں اس وقت زار خاندان تقریباً" تین سو سال سے روس پر مطلق العنان حکومت کر رہا تھا۔ اس کے والد الیگزنڈر ثالث کے رعب کا یہ عالم تھا کہ سارا یورپ اس کے نام سے کانپتا تھا۔

زار ۔ نکولس ثانی ۔ کو شاہی رسم و رواج کے علاوہ مذہبی تعلیم بھی خاصی دی گئی تھی اس اعتبار سے بھی شروع سے ہی اسکی شہرت تھی۔ چنانچہ روس کے کسان اسے "ہمارا ننھا روحانی باپ" کہا کرتے تھے۔

زار کی شادی ملکہ وکٹوریہ (برطانیہ کی آنجہانی ملکہ وکٹوریہ) کی نواسی الیگزنڈرا سے ہوئی۔ ملکہ وکٹوریہ کی بیٹی شہزادی ایلس ایک جرمن شہزادے سے بیاہی گئی تھی اس کی بیٹی سے زار روس نکولس ثانی نے شادی کی۔ اس طرح نکولس ثانی انگلستان کے بادشاہ جارج پنجم کی پھوپھی زاد بہن کا شوہر تھا۔

زارینہ (ملکہ الیگزنڈرا) اپنے خاوند اور ملک کی دل سے خیر خواہ تھی لیکن نہایت سخت اور ضدی مزاج تھی۔ اپنی بات ہر حالت میں منوانے اور مخالفت برداشت نہ کرنے کی عادی تھی۔ زارینہ میں بھی مذہبی روح نمایاں تھی اور اس وجہ سے وہ ایک مذہبی راہب راسپوٹین (Rasputin) کی بہت مداح تھی۔

زار کی تاج پوشی

۱۸۹۰ء میں الیگزنڈر ثالث کی وفات پر جب نکولس ثانی کی رسم تاجپوشی ادا کی گئی اس وقت زار خاندان روس کی وسیع و عریض اور ناقابل تسخیر حکومت کا مطلق العنان حاکم تھا۔ اس وقت زار شاہی صلیبی قوت کا بھی ایک بڑا سرچشمہ تھا قبل ازیں ۱۷۷۴ء میں عثمانی سلطنت کے ساتھ روس کا ایک معاہدہ گینزکا کے مقام پر ہوا تھا۔ جس کے مطابق زار روس وسیع و عریض سلطنت عثمانیہ میں رہنے والے عیسائیوں کا بھی "روحانی پیشوا" تسلیم کیا جانے لگا۔ زار روس نے قسطنطنیہ میں ایک کلیسا بنانے کی اجازت بھی حاصل کر لی اور ترکوں سے تمام مسیحی کلیساؤں کی حفاظت کا وعدہ بھی لے لیا تھا۔ تخت نشین ہونے کے بعد اس کے تکبر اور نشے کا یہ عالم تھا کہ اس نے اعلان کیا کہ:۔

"اسکی زار شاہی ازلی ابدی ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اس کو تبدیل نہیں کر سکتی"۔

بائیں طرف والا روس کا آخری زار اومانوف نکولس ثانی اپنے فوجی جرنیل کو 1912ء میں ہدایات دے رہا ہے۔

زار نکولس ثانی اپنے وقت کا سب سے زیادہ طاقتور اور بااختیار حکمران تھا۔ اس کی جاہ و حشمت کی نظیر دیگر سلاطین یورپ میں کم ہی ملے گی۔ اس وقت اسکی سطوت و جبروت کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے بادشاہ اسکی نگاہ کرم کے محتاج نظر آتے تھے۔ زار فرعون کی طرح اپنی حکومت کو ازلی ابدی سمجھتا تھا۔ روئے زمین پر اس زمانہ میں اسکی سلطنت میں ہی رعایا پر بھی سب سے بڑھ کر ظلم ہوتا تھا۔

زارینہ

زار کے ہاں یکے بعد دیگرے چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ زارینہ کو ولی عہد کے نہ ہونے کا شدید صدمہ تھا۔ وہ چونکہ شدید مذہبی رجحان رکھنے والی اور توہم پرست تھی اس لیے اس نے نرینہ اولاد کے لئے جادو ٹونے اور مختلف ٹوٹکے آزمانے شروع کردیئے۔ اس غرض کے لئے وہ مختلف راہبوں سے دعائیں اور ٹوٹکے وغیرہ کرواتی رہتی تھی۔ اتفاق سے کچھ عرصہ بعد اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا مگر وہ صحت مند نہ تھا۔ چنانچہ اس نے راہب راسپوٹین سے رابطہ مزید بڑھایا وہ ایک جرمن جاسوس تھا اور ہپناٹزم کا ماہر تھا راسپوٹین زارینہ کو یہ یقین دلانے میں کامیاب ہو گیا کہ اس کا بیٹا صرف اس کی توجہ اور دعا سے ہی صحت یاب ہو سکے گا۔ نہ

صرف یہ بلکہ اس راہب نے زارینہ کو یقین دلایا کہ روس کی نجات بھی اس کی دعاؤں سے وابستہ ہے۔ راسپوٹین اس قربت سے مختلف فوائد حاصل کر رہا تھا۔ اور مزید فوائد حاصل کرنا چاہتا تھا مگر زار پر اس کا بالکل اثر نہ تھا۔ راسپوٹین کو خوب معلوم تھا کہ جب تک زار کو بھی اپنی روحانیت کا قائل نہ کرے، محل میں ٹکنا مشکل ہو گا۔ چنانچہ اس نے زار کے روحانی پیشوا ہونے کا پرچار شروع کر دیا کہ اس زمانہ میں صرف نکولس ہی کو خدا نے اپنے ہاتھ سے ممسوح کیا ہے زار جو طبعاً پہلے ہی مزید شہرت کا خواہشمند تھا اپنے آپ کو خدا کے عطر سے ممسوح یا مسیح کہا کرتا تھا ا؎

ا؎ Nicholas II The Last of The Tsars By Prinsess Catherine Radgwill (London)

دوسرا باب

روس میں پہلا انقلاب

”زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار“

زار اپنی طاقت کے نشہ میں سارے یورپ پر قبضہ کے خواب دیکھنے لگا تھا وہ اسلام کا بھی سخت دشمن تھا۔ ایک وقت اس نے راسپوٹین کے مشورہ سے ترکی پر حملہ کر کے سینٹ صوفیہ کی مسجد سے ہلال اتار کر اس کی جگہ صلیب نصب کرنے کا منصوبہ بھی بنایا مگر وہ اپنے اس ارادہ میں کامیاب نہ ہوسکا۔

زار کی حالت زار

بالاخر اس موعود گھڑی کا آغاز ہو گیا۔ ۱۹۱۴ء میں جنگ عظیم شروع ہوئی تو سارا یورپ آگ میں کود پڑا۔ روس کو بھی اپنے اتحادیوں کا ساتھ دینا پڑا اور جنگ میں شریک ہو گیا۔ زار ملک کے اندرونی حالات سے بے خبر اپنی طاقت اور مطلق العنانی کے نشہ میں مخمور تھا۔ کچھ ہی دیر کے بعد روسی فوج میں سخت بدنظمی پیدا ہو گئی اور سامانِ رسد اور گولہ بارود کی بھی قلت ہونے لگی جب یہ صورتحال کھل کر سامنے آگئی تو ایسی صورت میں جنگ کو جاری رکھنا سخت ظلم تھا مگر زار کو ان باتوں کی مطلق پرواہ نہ تھی۔

چنانچہ روسی فوج کو شکست پر شکست ہونے لگی۔ زار نے محاذ جنگ سے آنے والی رپورٹوں کی پہلے تو کچھ پرواہ نہیں کی مگر پھر یہ فیصلہ کیا کہ وہ خود محاذ جنگ پر جاکر فوج کی ہمت بندھائے۔ اس وقت روسی فوجیں جرمنی کی فوجوں سے برسرپیکار تھیں۔ زارینہ اور راسپوٹین نے یہ مشورہ دیا کہ جنگ میں روسی فوجوں کی ہزیمت اصل میں کمانڈرانچیف گرینڈڈیوک (جو زار نکولس ثانی کا چچا تھا) کی نااہلی کا نتیجہ ہے۔ اس لیے مناسب ہوگا کہ کمانڈر انچیف کو معزول کر کے کمان اپنے ہاتھ میں لے لی جائے۔ چنانچہ زار نے ایسا ہی کیا اور محاذ جنگ میں جاکر کمان اپنے ہاتھ میں لے لی۔

زار کو حالت زار کی طرف لے جانے والے الٰہی فیصلوں کی گھڑیاں اب قریب آنا شروع ہو گئیں۔ خود کو ہر غلطی سے منزہ سمجھنے والے اور اپنے آپ کو خدائی بادشاہت کا نمائندہ خیال کرنے والے کی کمان جو طبعی نتیجہ پیدا کر سکتی تھی واقعات نے جلد ہی اسکی تصدیق کردی۔ ہزیمت کے باوجود زار میدان جنگ میں فوج کو مسلسل آگے بڑھنے کا حکم دیتا رہا۔ روسی فوج تجربہ کار جرمن سپاہیوں کے ہاتھوں گاجر مولی کی طرح کٹ گئی۔ ادھر زارینہ اورراسپوٹین عملاً روس کے حاکم تھے۔ انہوں نے ان تمام جرنیلوں اور وزراء کو قید یا قتل کروا دیا جو زارینہ اور اس کے روحانی بزرگ راسپوٹین کے مخالف تھے۔ فوج شکست پہ شکست کھانے کے بعد اپنی ہمت پوری طرح کھو بیٹھی فوجی افسروں کے دل سے زار کی عظمت کا

خوف اٹھ گیا۔ انہوں نے کھلے طور پر بغاوت کر دی۔ اور لڑنے سے انکار کر دیا۔ لوگ زارینہ اور راسپوٹین سے سخت نفرت کرنے لگے۔ راسپوٹین راھب کو شہزادہ یوسوپاف نے قتل کروادیا۔

زار محاذ جنگ پر ہی تھا کہ دارالحکومت میں گورنر کی بعض غلطیوں کی وجہ سے اچانک لوگوں کا جوش بھڑک اٹھا اور فساد رونما ہو گیا زار کو اس کی اطلاع دی گئی مگر اس نے اپنی طاقت کے نشہ میں حسب معمول لوگوں پر سختی کرنے اور بغاوت کو دبانے کا حکم بھیجا۔ اس وقت خدا کی تقدیر حرکت میں تھی اس بار سختی کام نہ آئی اور لوگوں کا جوش اور بھی بڑھ گیا۔ زار نے گورنر بدل دیا مگر پھر بھی ہنگامہ ختم نہ ہوا یہ سن کر زار خود دارالحکومت کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں اس کے بعض وفاداروں نے یہ مشورہ دیا کہ لوگ بہت مشتعل ہیں۔ اس لئے اس وقت دارالحکومت کی طرف جانا مناسب نہیں مگر زار جو اپنے تکبر اور طاقت کے نشہ میں تھا دارالحکومت کی طرف بڑھتا ہی گیا اچانک اطلاع ملی کہ انقلاب پسندوں کا دارالحکومت پر کنٹرول ہو گیا ہے۔ اور قومی حکومت کے قیام کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ یہ سب کچھ ۱۲ مارچ ۱۹۱۷ء کو ہی رونما ہو گیا۔

زار کی دست برداری

زار راستہ میں ہی باغیوں کے ہاتھوں گرفتار ہوا۔ ۱۵ مارچ کو باغیوں

کے سامنے دنیا کے سب سے مقتدر بادشاہ اور روس کی وسیع و عریض سلطنت کے مطلق العنان حکمران زار.روس کو اپنے تخت سے دست برداری کا ان الفاظ میں اعلان کرنا پڑا:۔

"مجھے جہاں بھی چاہو بھیجو وہاں جانے کے لیے تیار ہوں اور آپ کے ہر ایک فیصلے کے آگے سر تسلیم خم کرتا ہوں۔"

یہ الفاظ اس شہنشاہ کے ہیں جو اس اعلان سے صرف چند دن قبل اپنے آپ کو ناقابل تسخیر طاقت کا مالک اور دنیا کا عظیم مطلق العنان بادشاہ سمجھتا تھا۔

اس طرح صلیبی قوت کے محافظ زار شاہی کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہو گیا اور زار نکولس ثانی کی حالت زار کی موعود گھڑیاں قریب تر آنے لگیں۔ چند ہی دنوں میں زار کے حلیفوں امریکہ، انگلستان، فرانس اور اٹلی نے خلاف توقع نئی قومی حکومت کو تسلیم کر لیا اور زار کی تمام امیدوں پرپانی پھیر دیا۔ زار نے اپنی آنکھوں سے یہ ذلت آمیز اور حسرتناک منظر دیکھا کہ اس کی دوست حکومتیں جنکی مدد پر اسے بھروسہ تھا اور جن کے لیے وہ جنگ کر رہا تھا۔ انہوں نے چند ہی دنوں میں اسکی باغی حکومت کو تسلیم کر لیا اور اسکی تائید میں کمزور سی آواز بھی نہ اٹھائی ملکی ڈاکخانے کا یہ حال تھا کہ ایک خط "زار" کے نام واپس آیا جس پر لکھا تھا "مکتوب الیہ کا پتہ نہیں"

لیکن اس کے مقدر میں صرف یہی ذلت نہ تھی اس سے بھی زیادہ ذلت آمیز تکالیف ابھی اسکی منتظر تھیں تاکہ وہ اپنی حالت زار کے انتہائی نقطہ تک پہنچ کر خدا کے کلام کو پورا کرے اور کاسر صلیب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک زندہ جاوید ثبوت بن جائے۔

زار قید میں

زار شاہی کے خاتمہ کے بعد روس کی حکومت کی باگ ڈور شاہی خاندان کے ہی ایک شہزادہ دلواوَ کے ہاتھ میں آئی۔ جس کی وجہ سے زار اور اس کے بیوی بچوں سے کچھ عرصہ احترام کا سلوک رہا مگر جولائی ۱۹۱۷ء کو اس شہزادہ کو بھی حکومت سے علیحدہ ہونا پڑا۔ اور حکومت کی باگ ڈور کرنسکی کے ہاتھ میں چلی گئی۔ اس کی حکومت کے عرصہ میں زار کے خاندان پر سختیاں بڑھ گئیں۔ تاہم انسانیت کی حدود سے آگے نہیں نکلی تھیں۔ اس دوران زار اپنے بیوی بچوں کے ساتھ سکوسیلو کے شاہی محل میں قید تھا۔ ۷ نومبر ۱۹۱۷ء کو بالشویک بغاوت نے کرنسکی کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ نئی حکومت کے قیام کے ساتھ ہی زار کی وہ خطرناک اور ذلت آمیز حالت شروع ہوئی جسے سن کر سنگدل سے سنگدل انسان بھی کانپ جاتا ہے۔

بالشویکوں نے زار کو ٹوبالسک (Tobolsk) جیل میں بھیجنے کا فیصلہ

کیا۔ جو ماسکو سے ڈیڑھ ہزار میل کے فاصلہ پر تھا۔ زار اپنی بیوی بچوں کے ہمراہ قید کی حالت میں باغیوں کی نگرانی میں آٹھ دن کا ریل اور بحری جہاز کا سفر طے کرنے کے بعد ٹوبالسک کی جیل میں پہنچا یہاں انہیں ایک معمولی اور تنگ مکان میں رکھا گیا۔ جس میں نہ فرنیچر تھا نہ دوسرا سامان۔ جگہ نمی والی تھی اور سردی سے بچاؤ کا بھی کوئی انتظام نہ تھا۔ زار کو مزید ذلیل اور تنگ کرنے کے لیے اپریل ۱۹۱۸ء میں جیل یورال کے مشرق میں ایک چھوٹے سے قصبہ اکیٹرن برگ (Ekaterin Burg) میں بھیج دیا گیا یہ قصبہ ماسکو سے ایک ہزار چار سو چالیس (۱۴۴۰) میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں وہ مشینیں تیار ہوتی تھیں جو سائبیریا کی کانوں میں جہاں روسی قیدی کام کرتے تھے، استعمال ہوتی تھیں۔ اس طرح اسے ایسی جگہ پر رکھا گیا جہاں اسے ان مظالم کی مسلسل یاد آتی رہے جو وہ سائبیریا کی قید میں اپنی بے کس رعایا پر کیا کرتا تھا۔ گویا اس کے اعمال کا نقشہ ہر وقت اس کے سامنے رہتا تھا۔

یہاں اسے دو کمروں کے ایک بوسیدہ مکان میں رکھا گیا۔ جہاں نمی تھی۔ چوہوں کے بل - چڑیوں کے گھونسلے اور مکڑی کے جالے تھے سردی سے بچاؤ کا بھی کوئی سامان نہ تھا۔ سوویٹ حکومت نے یہاں کھانے پینے کی چیزوں میں بھی تنگی شروع کر دی دن میں صرف دو مرتبہ سیاہ آٹے کی روٹی اور سبزیوں کا گاڑھا پھیکا شوربا ملتا تھازار سے یہاں سڑکوں کو صاف کروانے
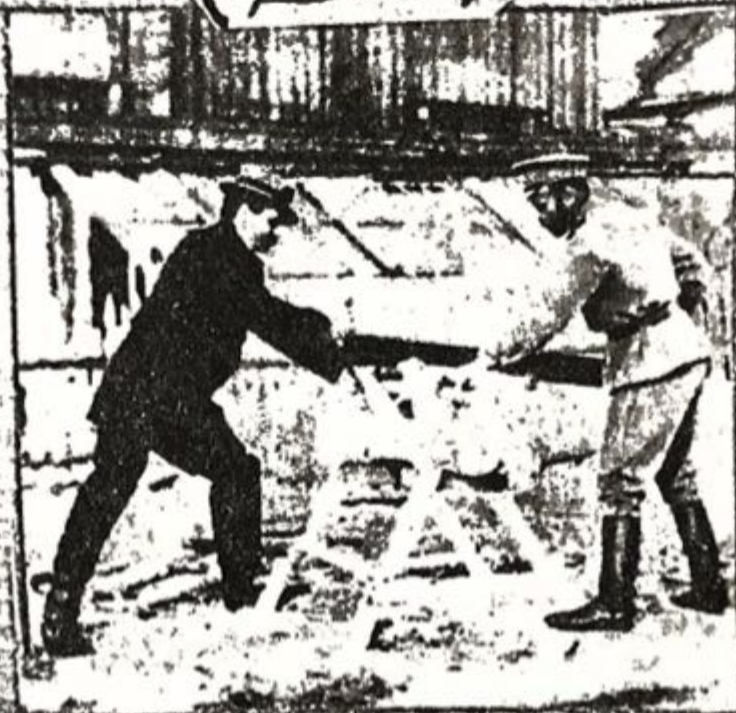
دائیں طرف والا روس کا آخری زار رومانوف نکولس ثانی ہے جس سے 1917ء میں
قید خانہ میں سکیورٹی گارڈ کے ہمراہ لکڑی چردائی جا رہی ہے۔

جھاڑو پھروانے اور آری سے لکڑی چیرنے کی مشقت لی جاتی رہی ا۔ سپاہی اس شاہی خاندان کے ساتھ نہایت ہی ظالمانہ سلوک کرتے۔ ان کے بیمار بچے کو وحشیانہ طریقہ سے مارتے اور شہزادیوں سے نہایت بے ہودہ جنسی مذاق اور فقرے بازی کرتے۔ ایک دن ایک سپاہی نے زارینہ کا پرس چھین کر اس سے نقدی نکال لی اور کہا کہ تمہیں اب اس کی ضرورت نہیں۔ سپاہی ہر روز ایذا رسانی کے نت نئے طریقے ایجاد کرتے لیکن ان سب مظالم کے باوجود ان کا دل ٹھنڈا نہ ہوا۔ آخر ایک دن زارینہ کو سامنے کھڑا کر کے نوجوان شہزادیوں کی جبراً عصمت دری کی گئی۔ اس دردناک منظر کو دیکھ کر جب زارینہ روتے ہوئے اپنا منہ دوسری طرف کر لیتی تو ظالم سپاہی سنگینیں مار مار کر اس کا منہ اس طرف کرتے جس طرف ظالم وحشی سپاہیوں کا ایک گروہ انسانیت سے گری ہوئی کارروائیوں میں مشغول تھا۔

زار کا خاتمہ

اس دوران ایک رات ایکٹرین برگ کے کمیونسٹوں نے ایک خفیہ میٹنگ کی اور فیصلہ کیا کہ زار اور اس کے خاندان کو قتل کر دیا جائے۔ اس فیصلہ کی اطلاع یوروسکی داروغہ جیل کو دی گئی۔ یوروسکی یہودی تھا۔ جیل ار کے ساتھ ذلت آمیز سلوک کی ایک وجہ داروغہ جیل کا یہودی ہونا

بھی تھی کمیونسٹوں نے داروغہ کو حکم دیا کہ شاہی خاندان کو رات کے وقت قتل کر دو۔ داروغہ نے عرض کی کہ تحریری حکم دیا جائے چنانچہ اس فیصلہ پر ۱۲ سرکردہ کمیونسٹوں نے دستخط کیے اور زار کے خاندان کو قتل کرنے کا حکم نامہ داروغہ کے سپرد کر دیا گیا ۲۔

آخر ۱۶ جولائی ۱۹۱۸ء کو آدھی رات کے اندھیرے میں اس شاہی خاندان کو اچانک جگایا گیا۔ اور کہا گیا کہ شہر میں ہنگامہ ہو گیا ہے۔ اس مکان میں آپ کی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے بہتر ہو گا کہ آپ سب تہہ خانہ میں چلے جائیں کیونکہ وہاں گولی وغیرہ کے اثر سے محفوظ رہیں گے زارینہ خوف کے مارے سخت مضمحل ہو رہی تھی اور چل نہیں سکتی تھی ان سب کو جگا کر غلیظ اور تاریک تہہ خانہ میں بند کر دیا گیا۔

تھوڑی دیر میں داروغہ جیل یوروسکی تہہ خانہ میں داخل ہوا قیدیوں کو تہہ خانہ کے ایک گوشہ میں کھڑا کر دیا اور ٹارچ کی روشنی میں قتل کا حکم جلدی جلدی سنا دیا زار نے آگے بڑھ کر مہمل الفاظ میں کچھ کہا جو سمجھ نہ آسکا۔ یوروسکی نے بجائے اس کے الفاظ پر توجہ دینے یا جواب دینے کے فوراً بعد اپنا ریوالور نکال کر زار کے سر میں گولی مار دی داروغہ نے دوسرا فائر ولی عہد پر اور تیسرا زارینہ پر کیا اس کے بعد چاروں لڑکیوں کو بھی اسی طرح گولی ماری گئی۔ اس کے بعد سپاہیوں نے ہلہ بول دیا اور اپنی بندوقوں کی سنگینوں سے لاشوں پر حملہ کر کے انہیں کچلنے لگے کہتے ہیں پہلی

گولی لگنے کے بعد بڑی شہزادی کو کچھ ہوش آگیا تھا اور وہ اٹھ کر بیٹھ گئی تھی مگر جلد ہی سپاہیوں نے اپنی سنگینوں سے اس کے ٹکڑے کردیئے۔ کہتے ہیں کہ اس خاندان کے ساتھ ایک ڈاکٹر اور چند خادم بھی تھے جو ساتھ ہی مارے گئے ۔

چند دنوں کے بعد لاشوں کو اس تہہ خانہ سے نکالا گیا اور اس حالت میں کہ وہ بری طرح متعفن ہو چکی تھیں ان کو ایک چھکڑے پر لاد کر شہر سے باہر لے جایا گیا۔ ایک ویران جگہ پر ڈھیر لگا کر پٹرول ڈال کر سب لاشوں کو جلا دیا گیا۔

اس طرح مامور زمانہ کی پیشگوئی چودہ سال میں اپنی پوری شان کے ساتھ پوری ہو گئی کہ۔

مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جن وانس
زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

اس طرح ایک مطلق العنان ، ناقابل شکست ، ایک وسیع و عریض اور عظیم سلطنت کا حکمران اپنے آپ کو صلیب کا محافظ اور خدا کے عطر سے ممسوح سمجھنے والا خود ساختہ مسیح اپنے انجام کو پہنچ گیا اور خدا کے کاسر صلیب ، سچے مسیح موعود کی صداقت کیلئے ایک نشان ٹھہرا۔

زار دکھوں اور تکلیفوں کو برداشت کرتا ہوا حالت زار تک پہنچ کر مرگیا۔ اس کی بے مثال حالت زار آج بھی دنیا کو فسانہ عبرت سنا رہی

ہے۔ مامور زمانہ کی پیشگوئی کا مظہر بنتے ہوئے جنگ عظیم اول میں آسٹرین اور کئی دوسرے بادشاہ بھی مضمحل ہو کر اپنی حکومتوں سے بے دخل ہو گئے تھے۔ دنیا کا نظام درھم برہم ہو گیا خون کی ندیاں بہہ گئیں اور پیشگوئی میں مذکور قہری نشان اپنی تمام تفصیلات کے ساتھ ظہور پذیر ہو گیا

نوٹ :- زار کے قتل کی تاریخ ۱۶ جولائی ۱۹۱۸ء عام مشہور ہے جو اس زمانہ کے اخبارات میں شائع ہوئی اور شہزادی کیتھرائن کی کتاب میں وہی درج ہے مگر ایک روسی سکالر ایڈورڈ راڈزنکی نے ۲۲ سالہ تحقیق کے بعد ایک کتاب "آخری زار نکولس ثانی کی زندگی اور موت" لکھی ہے جس پر امریکن ٹائمز نے بھی تبصرہ کیا ہے اس میں یہ ۱۷ جولائی لکھی ہے نیز لندن سے ایک باتصویر کتاب
Nicholas II the last tsar by Marvin Lyons چھپی ہے جس میں ۱۸ جولائی کی تاریخ درج ہے۔

۱۔ Nicholas II The last Tsar by Marvin Lyons (London)

۲۔ Nicholas II The last Tsar by Prinsers Catherin Radgiwll

۔ (بہت سے واقعات اس زمانہ کے یورپین اخبارات سے بھی ماخوذ ہیں)
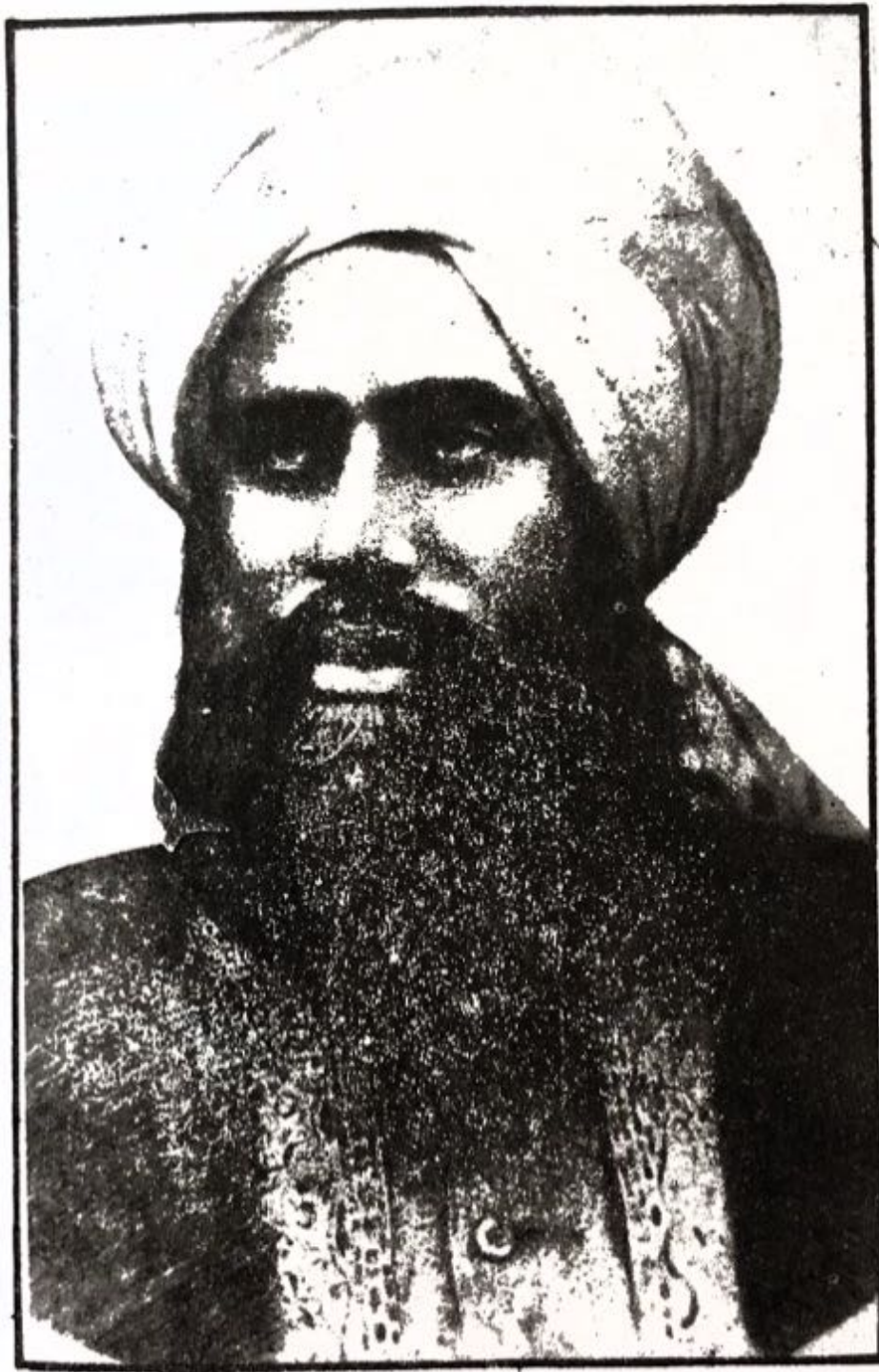
حضرت حکیم مولانا نور الدین خلیفہ المسیح الاول جن کی پیش خبری کے مطابق مغربی افریقہ میں پانچ لاکھ پڑھے لکھے عیسائی مسلمان ہو چکے ہیں۔

تیسرا باب

روس میں دوسرا انقلاب

روسی نظام کے بدلنے کی آسمانی خبر

۲۲ جنوری ۱۹۰۳ء کو اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بذریعہ رویا اطلاع دی کہ مستقبل میں روسی حکومت کا نظام آپ کی جماعت کے ذریعہ بدلا جانا مقدر ہے۔ حضور نے اس رویا کی تفصیل بایں الفاظ بیان فرمائی۔

"دیکھتا ہوں کہ زار روس کا سونٹا میرے ہاتھ میں ہے اور ایک عجیب سیاہ رنگ کا ہے جیسے انگریزی کارخانوں میں روغنی چیزیں بہت عمدہ اور نفیس بنا کرتی ہیں اور یہ حصہ اس کا لوہے کا ہے اور اس سونٹے میں ایک یا دو نالی بندوق کی بھی ہیں لیکن اس ترکیب سے بنی ہوئی ہیں کہ سونٹے میں مخفی ہیں اور جب چاہو تو اس سے کام بھی لے سکتے ہیں"

(اخبار البدر ۶ فروری ۱۹۰۳ء صفحہ ۲۳)

"پھر دیکھا کہ خوارزم بادشاہ جو بوعلی سینا کے وقت میں تھا اس کی تیر کمان میرے ہاتھ میں ہے۔ بو علی سینا بھی پاس ہی کھڑا ہے اور اس تیر کمان سے میں نے ایک شیر کو بھی شکار کیا"

(اخبار الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵ کالم ۳)

ان باتوں کی پوری تعبیر تو وقت آنے پر کھلے گی مگر اس کی تیاری خدا تعالیٰ نے پہلے سے ہی شروع کروا دی تھی۔ ۱۸۹۰ء میں نکولس ثانی کی بحیثیت "زار" تاجپوشی ہوئی اور وہ بطور حمدالہٰی کرسمین کے گرجوں کا طواف کر رہا تھا تو ایسا اتفاق ہوا کہ زار پر غشی کی حالت طاری ہو کر اس کا شاہی عصا (سونٹا) ہاتھ سے گر گیا جس کو تمام پادریوں، وزراء اور پبلک نے روس کی ہلاکت اور تباہی کا پیش خیمہ تصور کیا۔ اس واقعہ کے متعلق تین روایتیں ہیں۔

۱۔ سرجان بکینن جو روس میں برطانیہ کے سفیر تھے انہوں نے اپنی کتاب "روس میں میرا مشن" میں لکھا ہے کہ زار کے گلے میں سے آرڈر آف سینٹ انڈری کا کالر جو کہ مذہبی لحاظ سے نہایت متبرک سمجھا جاتا تھا ڈھیلا ہو کر نیچے گر گیا۔

۲۔ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کے مضمون نگار کا بیان ہے کہ شاہی زنجیر سینے پر سے کھل کر نیچے آ گئی تھی۔

۳۔ شہزادی کیتھرین رازی دل اپنی کتاب "نکولس ثانی زاروں کا خاتم" میں لکھتی ہیں کہ زار جب کرسمین کے گرجا گھروں کا شاہی طواف کر رہا تھا تو تھکان گرمی اور شاہی قبا کے بوجھ کی وجہ سے اسے چکر آ گیا اور وہ گرنے کے قریب تھا کہ کسی خادم نے فوراً سہارا دیا اور زار سنبھل گیا مگر اس افراتفری میں زار کا شاہی عصا جو کہ اس کے داہنے ہاتھ میں تھا زمین پر گر

پڑا۔ عصا کسی وزیر نے اٹھا کر زار کو تو دے دیا مگر اس منحوس واقعہ کا حاضرین کے دل پر گہرا اثر پڑا اور سب درباریوں نے اس سے بد شگون لیا"

(ماہنامہ ریویو آف ریلیجنز جنوری ۱۹۳۵ء)

واقعات شاہد ہیں کہ خدا تعالیٰ کی پیش خبری "زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار" کے مطابق ۱۹۱۷ء میں اس کی ایسی حالت زار ہوئی کہ اسے یہ عصا خود اپنے ہاتھ سے باغیوں کے سپرد کرنا پڑا اور خود تخت شاہی سے دستبردار ہو گیا اور اس کی عبرتناک موت نے ۱۹۱۸ء میں تو صدیوں کے زار شاہی نظام کا خاتمہ ہی کر دیا۔ پھر اسی روسی عصا کو لینن نے کمیونزم کے لئے حاصل کیا اور اشتراکی نظام کے ذریعہ روس اور اس کے عوام کی اقتصادیات کو مضبوط ترین بنانے کا دعویٰ کیا۔ مگر پون صدی میں ہی روسی لوگ اقتصادی لحاظ سے کمزور ترین ہو گئے۔ اور اب دوسرے ممالک سے قرضے لئے گئے ہیں۔ کمیونزم جو اژدھا کی صورت میں دنیا کے ملکوں کو ہڑپ کئے جا رہا تھا اچانک دنیا کی توقعات کے خلاف پانی کی طرح بہہ گیا۔ روسی کمیونزم کے عروج و زوال کی کہانی خدائی نوشتوں کے مطابق بڑی دلچسپ ہے۔ پھر وہ نظام بھی دلچسپ ہے جس نے روسی لوگوں کے لئے سونٹا بن کر ان کو سہارا دینا ہے اور ان کے لئے تیر کمان بھی بننا ہے۔ یہ تفاصیل تو بہت طویل ہیں تاہم ان کا مختصر تذکرہ آئندہ صفحات میں دیا جا رہا ہے۔

روس قدیم آسمانی صحیفوں میں

(ا) بائبل میں ۲۵۰۰ سال قبل حزقیل نبی نے فرمایا:

"اور کہہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ دیکھو اے جوج، روش اور مسک اور توبل کے فرمانروا۔ میں تیرا مخالف ہوں اور میں تجھے پھرا دوں گا اور تیرے جبڑے میں آنکڑے ڈال کر تجھے اور تیرے تمام لشکر کو اور گھوڑوں اور سواروں کو جو سب کے سب مسلح لشکر ہیں۔ جو پھریاں اور سپریں لئے ہیں اور سب کے سب تیغ زن ہیں کھینچ نکالوں گا.... تو چڑھائی کرے گا اور آندھی کی طرح آئے گا۔ تو بادل کی مانند زمین کو چھپائے گا۔ تو اور تیرا تمام لشکر اور بہت سے لوگ تیرے ساتھ ہونگے۔ خداوند یوں فرماتا ہے کہ اس وقت یوں ہو گا کہ بہت سے مضمون تیرے دل میں آئیں گے اور تو ایک بڑا منصوبہ باندھے گا اور تو کہے گا کہ میں دیہات کی سرزمین پر حملہ کروں گا۔ میں ان پر حملہ کروں گا جو راحت و آرام سے بستے ہیں جنکی نہ فصیل ہے نہ اڑبنگے۔ نہ پھاٹک ہیں تاکہ تو لوٹے اور مال چھین لے۔ اوران ویرانوں پر جواب آباد ہیں اور ان لوگوں پر جو تمام قوموں میں سے فراہم ہوئے ہیں جو مال اور مویشی کے مالک ہیں اور زمین کی ناف پر بستے ہیں اپنا ہاتھ چلائے سبا اور ددان اور ترشیش کے سوداگر اور ان کے تمام جوان شیر ببر تجھ سے پوچھیں گے۔ کیا تو غارت کرنے آیا ہے۔ کیا تو نے اپنا

غول اس لیے جمع کیا ہے کہ غارت گر سے مال چھین لے اور سونا چاندی لوٹے اور مویشی اور مال لے جائے اور بڑی غنیمت حاصل کرے ۔ خداوند فرماتا ہے میں وبا بھیج کر اور خونریزی کر کے اسے سزا دوں گا اور اس پر اور اس کے لشکروں پر اور ان بہت سے لوگوں پر جو اس کے ساتھ ہیں شدت کا مینہ اور بڑے بڑے اولے اور آگ اور گندھک برساؤں گا اور اپنی بزرگی اور تقدیس کراؤں گا اور بہت سی قوموں کی نظروں میں مشہور ہوں گا اور وہ جانیں گے کہ میں خداوند ہوں ۔ پس اے آدم زاد تو جوج کے خلاف نبوت کر اور کہہ خداوند یوں فرماتا ہے کہ دیکھ اے روش اور مسک اور توبل کے فرمانروا میں تیرا مخالف ہوں اور میں تجھے پھرا دوں گا اور شمال کی اور اطراف سے تجھے چڑھا لاؤں گا اور تجھے اسرائیل کے پہاڑوں پر پہنچا دوں گا اور تیری کمان تیرے بائیں ہاتھ سے چھڑا دوں گا اور تیر تیرے ہاتھ سے گرا دوں گا تو اسرائیل کے پہاڑوں پر اپنے تمام لشکر اور حمایتیوں سمیت گر جائے گا" (حزقیل باب ۳۸-۳۹)

حضرت حزقیل نے یہ پیشگوئی اس زمانہ میں فرمائی جب کسی شخص کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ روس دنیا میں اس قدر ترقی کرے گا کہ اپنی طاقت و حکومت اور شوکت کے ذریعہ سب پر چھا جائے گا۔ حضرت حزقیل روس کے متعلق پیش گوئی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے روس ماسکو اور ٹوبالسک کے بادشاہ یاجوج ماجوج میں تیری

طاقت بڑھاؤں گا۔ اور تیری شوکت میں غیر معمولی اضافہ کروں گا یہاں
تک کہ تو اس گھمنڈ میں کہ تیری طاقت بہت بڑھ چکی ہے اور تیری عظمت
میں اضافہ ہو گیا ہے، غیر ملکوں کو اپنے قبضہ میں لانے اور ان کے اموال،
ان کے مویشی اور انکی دولت لوٹنے کی کوشش کرے گا۔ اے روس ماسکو
اور ٹوبالسک کے بادشاہ! اسلئے کہ تو غیر ملکوں کی دولت کو لوٹ لے اور ان
کے مویشی اور اموال غصب کرے، تو اپنے ملک سے نکلے گا اور غیر ممالک
پر حملے کرتا ہوا بڑھتا چلا جائے گا۔ یہاں تک یہ اسرائیل کے پہاڑوں پر
بھی حکومت کرنا چاہے گا جس کی حفاظت کا تیرے مقابل پر کوئی سامان
نہیں، تب میرا غضب تجھ پر بھڑکے گا اور میں آگ اور گندھک کا مینہ تجھ
پر برساؤں گا۔ اور اس طرح تجھے تباہ و برباد کر دوں گا۔

اڑھائی ہزار سال قبل حضرت حزقیل کے زمانہ میں روس کو کوئی
نہیں جانتا تھا۔ پھر روس یاجوج ماجوج کمیونسٹ دور میں ایک ایسی طاقت
بنے جس کی دنیا کے دلوں پر دہشت اور دھاک تھی اس نے اپنی طاقت
کے بل بوتے پر اپنے مغرب میں مشرقی یورپ کے کئی ممالک کو ہڑپ کر لیا
پھر مشرق کی طرف آیا اور وسطی ایشیا کی مسلم ریاستوں پر قبضہ کر کے ان
کے مال و دولت کو خوب لوٹا پھر ۱۹۷۹ء میں افغانستان پر حملہ کر دیا جہاں
اسرائیل کے دس قبائل کا بڑا حصہ ہجرت کے بعد آباد تھا۔ پیش گوئی کے
الفاظ والے خالی پہاڑ سب یہاں بھی نظر آتے ہیں آخر اپنی اور اس علاقہ

کی تباہی کے بعد ۱۹۸۸ء میں کمیونسٹ فوجوں کی واپسی ہوئی۔ اور 'روس کا قبرستان - افغانستان'۔ کے نعرے مشہور ہوئے اور ساتھ ہی ہتھیاروں کو تباہ کرنے کے معاہدے ہوئے جن پر عمل اب تک جاری ہے۔ بعض مبصرین کی رائے میں یہی روسی کارنامہ یاجوج ماجوج۔ روسی کمیونسٹ نظام۔ کے خاتمہ کا باعث بنا ہے گویا حزقیل نبی کی پیش گوئی جزوی طور پر پوری ہو چکی ہے۔ آئندہ کے متعلق خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ کہ پہلے سے بڑھ کر اپنی شان میں پوری ہو۔

(۲) حضرت مسیح علیہ السلام اور دجال

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اس پیش خبری کی تصدیق کی تھی اور بتایا تھا کہ جب دجال ظاہر ہو گا تو اس کے ساتھ دو شاخیں ہو نگی آپ کے ایک حواری یوحنا نے تو مزید تفصیل بھی یوں بیان کی:

"جب ہزار برس پورے ہو چکیں گے تو شیطان قید سے چھوڑ دیا جائے گا اور ان قوموں کو جو زمین کی چاروں طرف ہو نگی یعنی جوج اور ماجوج ان کو گمراہ کر کے لڑائی کے لئے جمع کرنے کو نکلے گا ان کا شمار سمندر کی ریت کے برابر ہو گا اور وہ تمام زمین پر پھیل جائیں گی اور مقدسوں کی لشکر گاہ اور عزیز شہر کو چاروں طرف سے گھیر لینگی اور آسمان پر سے آگ نازل ہو کر انہیں کھا جائے گی اور ان کا گمراہ کرنے والا ابلیس آگ اور

گندھک کی اس جھیل میں ڈالا جائے گا جہاں وہ حیوان اور جھوٹا نبی بھی ہوگا اور وہ رات دن ابد الاباد عذاب میں رہیں گے (مکاشفہ ۲۰/۱۰-۷)

حیران کن ایک نئی تحقیق

عیسائیوں کے پاس سب سے پرانی بائیبل سریانی زبان (Syriac / Peshita) کی پانچویں صدی عیسوی کی ملتی ہے جس کا ترجمہ George M.Lamsa نے کیا اور ۱۹۵۷ء میں امریکہ میں A.g.Holman کمپنی نے شائع کیا۔ اسمیں حزقیل اور مکاشفات کی مندرجہ بالا دونوں عبارتوں میں جوج کی جگہ چین اور یاجوج کی جگہ منگولیا لکھا ہوا ہے۔ گویا خدائی پیش خبری کی ایک تاویل یہ کی گئی تھی حالانکہ اس وقت چین کی موجودہ سوشلسٹ حکومت کا کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا اور منگولیا تو کمیونسٹ روس میں بھی اہم کردار ادا کرتا رہا ہے۔

۳- قرآن مجید میں یاجوج ماجوج

آج سے چودہ سو سال قبل قرآن مجید نے بھی حضرت حزقیل نبی کی پیشگوئی کی تصدیق کی کہ یاجوج ماجوج قومیں آخری زمانہ میں دنیا میں سربلندی حاصل کرلیں گی یہ یورپین اقوام ہی ہیں جن میں سے روسیوں نے کمیونسٹ (لادینی) نظام کے تحت ہر میدان میں ترقی کی اور ۱- ایٹمی

طاقت ۲۔ آتشیں اسلحہ ۳۔ مصنوعی سیارے ۱۰ کے ذریعہ دنیا کی عظیم ترین طاقت بن گئے۔ انہی اقوام نے زار شاہی کے زمانہ میں جب اپنے مذہب عیسائیت کی ترویج کے لئے ہر قسم کی دھوکہ دہی سے کام لیا تو انہیں حدیثوں میں دجال کے نام سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔ گویا دجال اور یاجوج ماجوج انہی قوموں کے نام ہیں ایک مذہبی حیثیت سے اور دوسرا سیاسی حیثیت سے۔ اسی دجال اور یاجوج ماجوج کے فتنہ سے پہلے تمام نبی بھی ڈراتے چلے آئے ہیں۔

قرآن مجید میں یاجوج ماجوج کے کارناموں اور ان کے انجام کا ذکر تفصیل سے یوں بیان ہوا ہے۔

ا: "انہوں نے (یعنی انبیاء کے مخالفوں) نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے (کر کے اپنے مناسب حال ٹکڑے کو اختیار) کر لیا ہے (حالانکہ) وہ سب ہماری طرف لوٹائے جانے والے ہیں۔ پس جو کوئی مناسب حال عمل کرے گا اور ساتھ ہی مومن بھی ہو گا تو اس کی کوشش کو رد نہ کیا جائے گا اور ہم اس کے نیک اعمال کو لکھ دیں گے۔

اور ہر ایک بستی جسے ہم نے ہلاک کیا ہے اس کیلئے یہ فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ اس کے بسنے والے لوٹ کر اس دنیا میں نہیں آئیں گے۔ یہاں تک کہ جب یاجوج اور ماجوج کے لئے دروازہ کھول دیا جائے گا اور وہ ہر پہاڑی اور ہر سمندر کی لہر پر سے پھلانگتے ہوئے دنیا میں پھیل جائیں گے اور (خدا

کا) سچا وعدہ قریب آجائے گا تو اس وقت کافروں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی اور وہ کہیں گے ہم پر افسوس ہم تو اس دن کے متعلق سخت غفلت میں پڑے رہے بلکہ ہم لوگ تو ظالم تھے (اس وقت کہا جائے گا) تم بھی اور جن چیزوں کی تم اللہ کے سوا پرستش کرتے تھے سب کی سب جہنم کا ایندھن بنیں گی تم سب اس میں داخل ہو گے"

(سورۃ الانبیاء آیت ۹۴ تا ۹۹ کا ترجمہ)

ب: انہوں نے کہا (کہ) اے ذوالقرنین! یاجوج و ماجوج یقیناً" اس ملک میں فساد پھیلا رہے ہیں پس کیا ہم (لوگ) آپ کے لئے کچھ خراج اس شرط پر مقرر کردیں کہ آپ ہمارے درمیان اوران کے درمیان ایک روک بنا دیں۔ اس نے کہا (کہ) اس (قسم کے کاموں) کے متعلق میرے رب نے جو طاقت مجھے بخشی ہے وہ (دشمنوں کے سامانوں سے) بہت بہتر ہے اس لئے تم مجھے مقدور بھر مدد دو تاکہ میں تمہارے درمیان اور ان کے درمیان ایک روک بنا دوں۔ تم مجھے لوہے کے ٹکڑے دو (چنانچہ وہ روک تیار ہونے لگی) یہاں تک کہ جب اس نے (پہاڑی کی) ان (دونوں) چوٹیوں کے درمیان برابری پیدا کر دی تو اس نے (ان سے) کہا (کہ اب اس پر آگ) دھونکو۔ حتیٰ کہ جب اس نے اسے (بالکل) آگ (کی طرح) کر دیا تو (ان سے) کہا (کہ اب) مجھے (گلا ہوا) تانبا (لا) دو۔ تاکہ میں (اسے) اس پر ڈال دوں۔ پس (جب وہ دیوار تیار ہو گئی تو) وہ (یعنی یاجوج

ماجوج) اس پر چڑھ نہ سکے اور نہ اس میں سوراخ کر سکے۔ (اس پر) اس نے کہا (کہ) یہ (کام محض) میرے رب کے خاص احسان سے (ہوا) ہے۔ پھر جب (عالمگیر عذاب کے متعلق) میرے رب کا وعدہ پورا ہونے کو آئے گا تو وہ اس (روک) کو (توڑ کر) زمین سے پیوست شدہ ایک ٹیلہ بنا دے گا اور میرے رب کا وعدہ (ضرور) پورا ہو کر رہنے والا ہے اور (جب اس کے پورا ہونے کا وقت آئے گا تو) اس وقت ہم انہیں (یاجوج ماجوج) کو ایک دوسرے کے خلاف جوش سے حملہ آور ہوتے ہوئے چھوڑ دیں گے اور بگل بجایا جائے گا تب ہم ان (سب) کو اکٹھا کر دیں گے اور ہم اس دن جہنم کو کافروں کے بالکل سامنے لے آئیں گے"

(سورۃ الکھف آیات ۹۵ تا ۱۰۱ کا ترجمہ)

ان آیات میں یاجوج ماجوج کے متعلق چار اہم بنیادی امور کا بیان ہے۔ اول - یاجوج ماجوج کے صفات و حالات کا تذکرہ ہے - دوم - یاجوج ماجوج کے دو دوروں کا اشارہ ہے۔ ایک جبکہ وہ محصور و محدود المقام تھے۔ دوسرے جبکہ وہ آخری زمانہ میں پھیل جائیں گے۔ سوم - پھر ان آیات میں ذوالقرنین اور آخری موعود (مسیح اور مہدی) کا تذکرہ ہے جس کی دعاؤں سے زبردست تبدیلیاں ہوں گی اور حدیثوں میں آتا ہے کہ کافر اس کی پھونکوں سے مرتے جائیں گے۔ چہارم - آخر میں یہ بتایا گیا ہے کہ یاجوج ماجوج کا انجام کیا ہوگا اور آسمانی تقدیر ان کے بارے میں کس طرح

اچانک ظاہر ہوگی کہ وہ خود حیران و ششدر رہ جائیں گے

اسی مضمون پر شاعر مشرق علامہ اقبال کے شعر بھی ملاحظہ فرمائیں

محنت و سرمایہ دنیا میں صف آرا ہو گئے
دیکھئے ہوتا ہے کس کس کی تمناؤں کا خون
حکمت و تدبیر سے یہ فتنۂ آشوب خیز
ٹل نہیں سکتا **وقد کنتم بہ تستعجلون**
کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرف ینسلون

(بانگ درا صفحہ ۳۳۴ طبع دوازدہم اگست ۱۹۴۹ء)

(۴) دجال اور یاجوج ماجوج اور احادیث نبویہ

دجال اور یاجوج ماجوج کے متعلق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی یہ دونوں اہم خبریں لفظاً لفظاً پوری ہو چکی ہیں۔

الف۔ فینزل عیسی ابن مریم فاذا رای عدو اللہ یذوب کما یذوب الملح فی الماء

کہ اپنی آمد پر عیسیٰ جب اللہ کے دشمن کی طرف دیکھے گا تو وہ دجال گھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ (حدیث مسلم ۲/۳۱۳)

ب۔ ویتوقد المسلمون من کسیھم و نشابھم و خبابھم سبع سنین

(مشکوۃ باب دجال)

کہ مسلمان ان کی (دجال - یاجوج ماجوج) کی کمانوں تیروں اور ترکشوں کو سات سال تک جلاتے رہیں گے چنانچہ سرد جنگ کے خاتمہ پر جرمنی کے ایک چھوٹے سے قصبہ سے ۵ ہزار روسی ٹینک، بارہ ہزار ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں اور ۲۰۰ ہوائی جہاز، (مگ ۳۱، فائٹر ۲۳) تباہ کئے گئے اور SCRAP بنا کر فونڈریوں میں بھجوائے گئے۔ یہ تو صرف ایک مثال ہے۔

(جنگ ۲۹ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

(۵) حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی بیان فرمودہ تفصیل

آپ نے یاجوج وماجوج کے متعلق آج سے ۱۰۰ سو سال قبل چند دلچسپ انکشافات فرمائے تھے:۔

الف۔ اجیج آگ کو کہتے ہیں جس سے یاجوج و ماجوج کا لفظ مشتق ہے اس لئے جیسا کہ خدا نے مجھے سمجھایا ہے یاجوج ماجوج وہ قوم ہے جو تمام قوموں سے زیادہ دنیا میں آگ سے کام لینے میں استاد بلکہ اس کام کی موجد ہے اور ان ناموں میں یہ اشارہ ہے کہ ان کے جہاز، ان کی ریلیں، ان کی کلیں آگ کے ذریعہ چلیں گی اور ان کے فن میں وہ تمام دنیا کی قوموں سے فائق ہوں گے اور اس وجہ سے وہ یاجوج ماجوج کہلائیں گے۔ سو وہ یورپ کی قومیں ہیں"۔

(ایام الصلح صفحہ ۱۸۲)

ب۔ "یاجوج ماجوج کی تعریف حدیثوں میں یہ بیان کی گئی ہے کہ ان کے ساتھ لڑائی میں کسی کو طاقت مقابلہ نہیں ہوگا اور مسیح موعود بھی صرف دعا سے کام لے گا (ابھی روس بغیر کسی جنگی مقابلہ کے خود بخود Collapse ہوا۔ ناقل) اور یہ صفت کھلے کھلے طور پر یورپ کی سلطنتوں میں پائی جاتی ہے اور قرآن شریف بھی اس کا مصدق ہے جیساکہ وہ فرماتا ہے وھم من کل حدب ینسلون"

(چشمہ معرفت حاشیہ صفحہ ۷۸-۷۹)

ج۔ "یاجوج ماجوج کی نسبت تو فیصلہ ہو چکا ہے جو یہ دنیا کی دو بلند اقبال قومیں ہیں جن میں سے ایک انگریز اور دوسرے روسی ہیں اور یہ دونوں قومیں بلندی سے نیچے کی طرف حملہ کر رہی ہیں یعنی اپنی خداداد طاقتوں کے ساتھ فتحیاب ہوتی جاتی ہیں"

(ازالہ اوہام صفحہ ۲۰۹)

د۔ یاجوج و ماجوج دو قومیں ہیں جن کا پہلی کتابوں میں ذکر ہے اور اس نام کی وجہ یہ ہے کہ وہ اجیج سے یعنی آگ سے کام لیں گے اور زمین پر ان کا بہت غلبہ ہو جائے گا اور ہر ایک بلندی کے مالک ہو جائیں گے تب اس زمانہ میں آسمان سے ایک بڑی تبدیلی کا انتظام ہوگا اور صلح اور آشتی کے دن ظاہر ہوں گے

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۱۴)

بعینہٖ ۹۲-۱۹۹۱ء میں ایک طرف سوویت یونین ٹوٹا اور دوسری طرف سٹیلائٹ کے ذریعہ خطبات احمدیہ ساری دنیا کے انسانوں کو وحدت میں پرونے کے لئے نشر ہونے شروع ہوئے جن پر عمل کرنے سے ہی دنیا میں اب امن قائم کرنے کی بنیاد رکھی جائے گی۔
سچ ہے

یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا پھیلتی جائے گی شش جہت میں سدا

(٦) حضرت المصلح الموعود کی نظر میں یاجوج اور ماجوج

"مسیح موعودؑ کے زمانہ کے متعلق قرآن کریم میں یہ خبردی گئی ہے اور احادیث میں بھی متواتر اور کثرت کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ اس وقت دو طاقتیں جو آپس میں ایک دوسرے کی مخالف ہوں گی ظاہر ہوں گی۔ ان میں سے ایک طاقت کا نام یاجوج رکھا گیا ہے اور دوسری طاقت کا نام ماجوج رکھا گیا ہے اور چونکہ بظاہر دو مخالف طاقتیں تیسری طاقت سے سمجھوتے کی کوشش کیا کرتی ہیں۔ یعنی اگر تین طاقتیں دنیا میں ہوں تو دو مختلف طاقتیں ہمیشہ اس سے سمجھوتہ کرنے کی کوشش کرتی ہیں اور ہر ایک ان میں سے چاہتی ہے کہ اس کی ہمدردی ہمیں حاصل ہو۔ اور اس کا تعاون ہمارے ساتھ ہو اور بظاہر انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اگر ایک علیحدہ گروہ ہیں تو مخالف طاقتوں میں سے کسی کی ہمدردی یا تعاون ہمیں حاصل

ہو ہی جائے گا۔ اس لئے ہو سکتا تھا کہ مسیح موعودؑ کی جماعت بھی اس وہم میں مبتلا ہو جاتی کہ شاید ان میں سے کسی ایک گروہ کا ہم سے تعاون ہو جائے گا۔ پس رسول کریم ﷺ نے اس وہم کو دور کرنے اور اس خیال کی تکذیب کرنے کے لئے پھر ان دونوں کا ایک مجموعی نام رکھ دیا اور وہ نام دجال ہے اور اس طرح بتا دیا کہ گو یاجوج اور ماجوج دونوں آپس میں مخالف ہوں گے لیکن اسلامی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے دونوں ہی اس کے مخالف ہوں گے اور اسلامی تعلیم کی تائید کی ان دونوں سے ہی امید نہ کی جا سکے گی۔ سوائے اس کے کہ وہ بحیثیت جماعت یا انفرادی طور پر اپنے طریق کو چھوڑ دیں اور اسلام کے اصول کو کلیتہً اختیار کر لیں۔

اس وقت تک گزشتہ زمانہ کو دیکھتے ہوئے عام طور پر ہماری جماعت میں بھی اور پہلی جو جماعتیں اس امر کی تحقیق میں لگی رہی ہیں ان میں بھی یہ خیال پایا جاتا تھا کہ یاجوج اور ماجوج درحقیقت دو ملکوں کے نام ہیں۔ لیکن خدا کی طرف سے جو پیشگوئیاں ہوتی ہیں۔ ان کی پوری حقیقت وقت پر کھلا کرتی ہے۔ اب جو واقعات ظاہر ہو رہے ہیں انہوں نے بتا دیا ہے کہ یہ دو ملکوں کے نام نہیں بلکہ دو اصولوں کے نام ہیں بے شک ممکن ہے کہ یہ دو اصول خاص دو ملکوں کے ذریعہ زیادہ نمایاں طور پر نظر آتے ہیں مگر حقیقتاً یہ کسی ایک ملک سے تعلق نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ **ھم من کل حدب ینسلون** (الانبیاء: ۹۷) یعنی یہ

دونوں گروہ دنیا کے ہر مقام پر مسلط ہونے کی کوشش کریں گے اور ہر ایک روک جو ان کے راستہ میں آئے گی اس پر چڑھنے اور اس پر غالب آنے کیلئے جدوجہد اور سعی عمل میں لائیں گے اور یہ بات اب بالکل نمایاں اور واضح طور پر نظر آگئی ہے چنانچہ واقعات نے ظاہر کر دیا ہے کہ یاجوج اور ماجوج دو اصول ہیں جو اس زمانہ میں دنیا پر غالب آنے کی کوشش کر رہے ہیں ایک اصل تو وہ ہے جو جمہوریت کو اس کے تمام عیوب سمیت دنیا میں ترقی دینے کی کوشش کر رہا ہے اور دوسرا اصل وہ ہے جو قابلیت اور لیاقت کو ترقی دینا چاہتا ہے اور جمہوریت کی روح کو دبانا چاہتا ہے یہ دو اصول اس وقت دنیا میں ایک دوسرے کے مقابلہ میں غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایک اصل تو اس بات کی جدوجہد میں مشغول ہے کہ افراد کی طاقت کو بڑھا کر دنیا میں غلبہ حاصل کیا جائے اور ایک اصول اس غرض کیلئے کوشاں ہے کہ اعلیٰ قابلیت کو رہنمائی کی باگ ڈور دے کر دنیا پر غلبہ حاصل کیا جائے ان دونوں گروہوں نے دنیا پر کامل طور پر غلبہ حاصل کیا ہوا ہے اور ساری دنیا ان دو گروہوں میں تقسیم ہو کر رہ گئی ہے۔ اسلام ان دونوں کے خلاف اور ان دونوں سے بالکل الگ ایک درمیانی راہ پیش کرتا ہے وہ انفرادیت کو بھی نظر انداز نہیں کرتا اور چیدہ افراد کی طاقتوں سے کام لینے کو بھی ناپسند نہیں کرتا۔ وہ یہ اجازت بھی نہیں دیتا کہ افراد کی حریت کو کچل دیا جائے اور وہ یہ بھی اجازت نہیں دیتا

کہ چیدہ افراد کی قابلیت سے دنیا محروم کردی جائے۔ غرض اسلامی تعلیم کا دائرہ اپنی وسعت کے ساتھ ان دونوں گروہوں پر حاوی ہے اور وہ دونوں کے درمیان ایک راستہ بتاتا ہے۔ چنانچہ اسلامی حکومت کا دارومدار ان دونوں اصول کے بین بین ہے۔

پس جہاں تک دنیا کے حالات سے ظاہر ہوتا ہے آئندہ دنیا میں اسلام کا مقابلہ یاجوج ماجوج سے اس رنگ میں ہوگا کہ ایک طرف افراد کی حریت قائم کی جائے اور دوسری طرف چیدہ افراد کی قابلیتوں سے فائدہ اٹھانے کا راستہ کھولا جائے۔ مگر یہ اتنا بڑا کام ہے کہ جو اسلام کی حامل یعنی جماعت احمدیہ کی موجودہ قوتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے انسانی نقطۂ نگاہ سے ناممکن نظر آتا ہے ان دونوں گروہوں کی پوری شوکت اگر کسی نے دیکھنی ہو تو وہ دنیا کی برتری حاصل کرنے کی کوشش کرنے والی مختلف جماعتوں کو دیکھ لے اور اسے معلوم ہو جائے گا کہ اس وقت مذکورہ بالا دو اصول کلی طور پر دنیا کو تقسیم کیئے ہوئے ہیں۔ آدھی دنیا ایک طرف ہے اور آدھی دوسری طرف اور بیچ میں بے سامان و بیکس جماعت احمدیہ ہے جو اسلامی اصول کی حمایت میں کھڑی ہے پس اگر اسلامی اصول نے دنیا میں ترقی کرنی ہے تو ہمارے لئے ضروری ہو گا کہ ان دونوں طاقتوں کو ایک درمیانی نقطہ پر جمع کیا جائے اور پھر اسلامی تعلیم کے ماتحت ان کو چلایا جائے"

(الفضل ۱۷ جون ۱۹۳۸ء)

(۷) برطانیہ کے ایک وزیر اعظم کا اعتراف

سر ونسٹن چرچل نے گلڈ ہال لندن میں یاجوج ماجوج کے نئے مجسموں کو جنگ کے بعد دوبارہ ایستادہ کرنے پر اپنی تقریر میں کہا:۔

"یاجوج ماجوج کا نہ صرف زمانہ قدیم سے تعلق ہے بلکہ عہد حاضر سے بھی ان کا گہرا تعلق ہے ایک طرف یاجوج اور دوسری طرف ماجوج۔ یاجوج ماجوج کے مابین خواہ کتنے ہی اختلاف ہوں مگر وہ بہرحال ایک ہی قسم کے اجزاء سے بنے ہوئے ہیں ایک طرف سوویٹ روس کی فوجیں اور ہوائی طاقت اور ان کے تمام کمیونسٹ ساتھی اور ایجنٹ اور فدائی لوگ ہیں جو اکثر ممالک میں پائے جاتے ہیں اور دوسری طرف جمہوریتوں کی طاقتیں ہیں جو امریکہ کے گرد جمع ہو رہی ہیں" (اخبار - لندن ٹائمز ۱۰ نومبر ۱۹۵۱ء)

عصر جدید میں روس کے متعلق آسمانی خبریں

اس صدی کے شروع میں روس نے "زار" کے چنگل سے چھٹکارا پایا تو کمیونسٹوں نے قبضہ کر لیا اب ان کی حکومت کے ٹوٹنے پر انقلاب آگیا ہے سوال یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلامی انقلاب روس کی دہلیز پر کب آئے گا اس ضمن میں حضرت حافظ مرزا ناصر احمد ایم اے (آکسن) خلیفۃ المسیح الثالث کے بعض اہم ارشادات گہری توجہ کے مستحق ہیں

آپ فرماتے ہیں:

۱۔ ”اسلامی انقلاب ایک ایسا انقلاب ہے جس سے بڑا کوئی انقلاب تصور میں نہیں آسکتا۔ جس کا مطلب ہے کہ سرمایہ داری کے انقلاب یا اشتراکیت کے انقلاب یا چینی سوشلزم کے انقلاب کی اس انقلاب کے مقابلہ میں جو حضرت نبی اکرم ﷺ نے پیدا کیا کوئی حیثیت نہیں چنانچہ اسلام کو غالب کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی مصلحت نے یہ تقاضا کیا کہ اسلامی انقلاب سے پہلے یکے بعد دیگرے تین انقلاب رونما ہوں اور اس طرح اسلامی انقلاب کے رونما ہونے کیلئے زمین تیار ہو جائے ...

روسی اشتراکیت اور چینی سوشلزم کے پیرو کار سرمایہ داری کے نظام کو Reactionary نظام کہتے ہیں Revolutionary نظام نہیں کہتے۔ میرے نزدیک وہ غلطی خوردہ ہیں۔

سرمایہ داری کا نظام اپنے وقت میں پہلا انقلاب تھا۔ یہ واقعہ میں انقلاب ہے کسی چیز کا رد عمل نہیں ہے۔ اگر سرمایہ داری کا انقلاب بپا نہ ہوتا تو اشتراکیت کا انقلاب پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔

اس طرح ایک کے بعد دوسرا انقلاب آیا۔ پہلے سرمایہ داری کا انقلاب آیا ... پھر روسی اشتراکی انقلاب آیا۔ اگر اشتراکی انقلاب نہ آتا تو چین میں جو سوشلزم کا انقلاب آیا ہے اس کا بھی امکان پیدا نہ ہوتا کیونکہ یہ دونوں بنیادی طور پر ایک دوسرے سے مختلف اور چینی سوشلزم اسلام

سے زیادہ قریب ہے۔ غرض پہلے سرمایہ داری کا انقلاب پھر کمیونسٹ (اشتراکی) انقلاب اور پھر چینی سوشلسٹ انقلاب نہ آیا ہوتا تو ساری دنیا میں اسلام کے غالب ہونے کے سامان نہ ہوتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ذریعہ اسلام کا جو آخری غلبہ ادیان باطلہ اور فلسفہ ہائے باطلہ پر مقدر ہے اس کے لئے سرمایہ داری انقلاب کے وقت سے بنی نوع انسان کو تیار کیا گیا ہے۔

چنانچہ دیکھ لیں جس وقت سرمایہ داری کا انقلاب اپنے بڑھاپے میں داخل ہو رہا تھا اس وقت اشتراکیت کا انقلاب اپنی جوانی کے زمانہ میں داخل ہو رہا تھا جس وقت اشتراکیت کا انقلاب اپنے بڑھاپے میں داخل ہو رہا تھا اس وقت چینی سوشلزم کا انقلاب اپنی جوانی میں داخل ہو رہا تھا۔ اور انشاء اللہ اسی کے فضل سے اور جیسا کہ میں دیکھ رہا ہوں یہ ایک خاص سلسلہ ہے جو ایک زبردست الٰہی منصوبے کے تحت تیار کیا گیا ہے اس لئے میں علی وجہ البصیرت اور پورے وثوق کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ جس وقت چینی سوشلزم کا انقلاب اپنے بڑھاپے میں داخل ہو رہا ہو گا۔ اسلام کا عظیم انقلاب اپنی جوانی میں داخل ہو رہا ہو گا۔

اس وقت تک دو انقلاب بڑھاپے میں داخل ہو چکے ہیں۔ پہلا سرمایہ داری کا نظام ہے یہ بظاہر دم توڑ رہا ہے پتہ نہیں اس کی عمر کتنی لمبی ہے۔ روسی اشتراکی نظام میرے نزدیک بڑھاپے میں داخل ہو چکا ہے"۔

۲۔ کمیونسٹ نظام کا خاتمہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے ۱۹۷۴ء کے احمدیہ جلسہ سالانہ ربوہ کے افتتاحی خطاب میں فرمایا:-

"پہلے نمبر پر کیپٹل ازم CAPITALISIM تھا جو پیچھے چلا گیا ہے۔ دوسرے نمبر پر کمیونزم آگیا ہے یہ بھی پیچھے چلا جائے گا صدیوں کی بات نہیں درجنوں سالوں کی بات ہے کہ اشتراکی نظام بھی پیچھے چلا جائے گا۔ پھر دوسری طاقتیں آجائیں گی۔ ایک وقت میں وہ بھی پیچھے چلی جائیں گی۔ پھر خدا اور اس کا نام لینے والی جماعت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف منسوب ہونے والی جماعت اور اسلام کا جھنڈا دنیا کے گھر گھر میں گاڑنے والی جماعت آگے آئے گی اور پھر اس دنیا میں اخروی جنت سے ملتی جلتی جنت پیدا ہو گی اور ہر انسان کی خوشی کے سامان پیدا کیئے جائیں گے"۔ اور ایسی ہی جنت کی تمنا روسی کونٹ ٹالسٹائی نے کی تھی۔

۳۔ حضرت المصلح الموعود کی رؤیا

۱۹۴۵ء میں جب روسی کمیونزم (یاجوج ماجوج) دنیا پر قبضہ کرتا چلا جا رہا تھا۔ لاہور میں حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح

الموعود نے اپنے لیکچر میں اس کے عروج و زوال کی واضح پیشگوئی یوں فرمائی تھی:۔

"چوبیس سال پہلے کی بات ہے (۱۹۲۱ء میں) میں نے رویا میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا میدان ہے جس میں میں کھڑا ہوں اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عظیم الشان بلا جو ایک بڑے اژدھا کی شکل میں ہے دور سے چلی آرہی ہے وہ اژدھا دس بیس گز لمبا ہے اور ایسا موٹا ہے جیسے کوئی بڑا درخت ہو۔ وہ اژدھا بڑھتا چلا آتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ دنیا کے ایک کنارے سے چلا ہے اور درمیان میں جس قدر چیزیں تھیں ان سب کو کھاتا چلا آرہا ہے یہاں تک کہ بڑھتے بڑھتے وہ اژدہا اس جگہ پر پہنچ گیا جہاں ہم ہیں۔ اور میں نے دیکھا کہ باقی لوگوں کو کھاتے کھاتے وہ ایک احمدی کے پیچھے بھی دوڑا۔ وہ احمدی آگے آگے ہے اور اژدہا پیچھے پیچھے۔ میں نے جب دیکھا کہ اژدہا ایک احمدی کو کھانے کے لئے دوڑ پڑا ہے تو میں ہاتھ میں سونٹا لیکر اس کے پیچھے بھاگا۔ لیکن خواب میں میں محسوس کرتا ہوں کہ میں اتنی تیزی سے بھاگ نہیں سکتا جتنی تیزی سے سانپ دوڑتا ہے۔ چنانچہ میں اگر ایک قدم چلتا ہوں تو سانپ دس قدم کے فاصلہ پر پہنچ جاتا ہے بہرحال میں دوڑتا چلا گیا۔

یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ وہ احمدی ایک درخت کے قریب پہنچا اور تیزی سے اس پر چڑھ گیا۔ اس نے خیال کیا کہ اگر میں درخت پر

چڑھ گیا تو میں اژدہا کے حملہ سے بچ جاؤں گا مگر ابھی وہ درخت کے نصف میں ہی تھا کہ اژدہا اس کے پاس پہنچ گیا اور سر اٹھا کر اس کو نگل گیا۔ اس کے بعد وہ واپس لوٹا اور اس عرصہ میں کہ میں اس احمدی کو بچانے کے لئے کیوں وہاں اس کے پیچھے دوڑا تھا اس نے مجھ پر حملہ کیا مگر جب وہ مجھ پر حملہ کرتا ہے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے قریب ہی ایک چارپائی پڑی ہے مگر وہ بنی ہوئی نہیں صرف پٹیاں وغیرہ ہیں۔ جس وقت اژدھا میرے پاس پہنچا میں کود کر اس چارپائی کی پٹیوں پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہو گیا اور میں نے اپنا ایک پاؤں اس کی ایک پٹی پر اور دوسرا پاؤں اس کی دوسری پٹی پر رکھ لیا۔ جب اژدہا چارپائی کے قریب پہنچا تو کچھ لوگ مجھے کہتے ہیں کہ آپ اس کا مقابلہ کس طرح کر سکتے ہیں جب کہ رسول ﷺ اللہ فرما چکے ہیں **لا یدان لأحد لقتالھما** - اس وقت مجھے محسوس ہوتا ہے کہ سانپ کا حملہ دراصل یا جوج ماجوج کا حملہ ہے کیونکہ یہ حدیث ان کے بارہ میں ہے میں اس وقت یہ خیال بھی کرتا ہوں کہ یہ دجال بھی ہے۔ اتنے میں اژدہا میری چارپائی کے قریب پہنچ گیا اور میں نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا دیئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی شروع کر دی۔

.... کہ رسول کریم ﷺ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ **لا یدان لاحد لقتالھما** کسی کے پاس کوئی ایسا ہاتھ نہیں ہوگا جس سے وہ ان کا مقابلہ کر سکے۔ مگر میں نے اپنا ہاتھ مقابلہ کیلئے اس کی طرف نہیں بڑھائے بلکہ اپنے دونوں ہاتھ خدا کی طرف اٹھا دیئے ہیں اور خدا کی طرف ہاتھ اٹھا کر فتح پانے کے امکان کو رسول کریم ﷺ نے رد نہیں فرمایا۔

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ المسیح الثانی (المصلح الموعود) جن کی روسی کمیونزم کی عمارت گرنے کی پیش خبری پوری ہوگئی ہے۔

غرض میں نے دعا کرنی شروع کر دی کہ اے خدا مجھ میں تو طاقت نہیں کہ میں فتنہ کا مقابلہ کر سکوں لیکن تجھ میں بہت قدرت اور طاقت ہے میں تجھ سے التجا کرتا ہوں کہ تو اس فتنہ کو دور فرما دے جب میں نے دعا کی تو میں نے دیکھا کہ آسمان سے اس اژدہا کی حالت میں تغیر پیدا ہونے لگا جیسے پہاڑی کیڑے پر نمک گرانے سے ہوتا ہے اس کے نتیجہ میں اس اژدہا کے جوش میں کمی آنی شروع ہو گئی اور آہستہ آہستہ اس کی تیزی بالکل ختم ہو گئی

چنانچہ پہلے تو میری چارپائی کے نیچے گھسا پھر اس کے جوش میں کمی آنی شروع ہو گئی پھر وہ خاموشی سے لیٹ گیا اور پھر میں نے دیکھا کہ وہ ایک ایسی چیز بن گیا جیسے جیلی ہوتی ہے اور بالآخر وہ اژدہا پانی ہو کر بہہ گیا اور میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو دعا کا کیا اثر ہوا۔ بیشک میرے اندر طاقت نہیں تھی کہ میں اس کا مقابلہ کر سکتا مگر میرے خدا میں تو طاقت تھی کہ وہ اس خطرہ کو دور کر دیتا۔ (اسلام کا اقتصادی نظام صہ ۱۴۶-۱۴۸)

حاشیہ از صہ ۲۴ (آجکل اسی رشین سیٹلائیٹ کے ذریعہ حضرت امام جماعت احمدیہ کے خطبات لندن سے سارے ایشیا میں سنائے اور دکھائے جاتے ہیں گویا ان کی ایجادات حضرت مسیح موعود ؑ کی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچا رہی ہیں)

چوتھا باب

روس میں کمیونزم کا عروج و زوال

روس میں کمیونزم کی داستان کا ذکر کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ اس کے بانی۔ کارل مارکس کا کسی قدر ذکر بھی کر دیا جائے۔

یہ عظیم المرتبہ انقلابی لیڈر ۵ مئی ۱۸۱۸ء کو جرمن علاقے رائن لینڈ میں ٹریوس کے مقام پر پیدا ہوا۔ اس کا والد ایک کامیاب یہودی وکیل تھا جس نے بعد میں عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔ اپنی تعلیم کو ختم کرنے کے فوراً ہی بعد ۱۸۴۱ء میں کارل مارکس نے صحافتی زندگی کا آغاز کر دیا اور بہت جلد ایک ترقی پسند اخبار کا چیف ایڈیٹر بن گیا لیکن ۱۸۴۳ء میں حکومت پروشیا نے اس اخبار کو جبراً بند کر دیا۔ اس سال کارل مارکس نے ایک امیر لڑکی جین کے ساتھ شادی کر لی۔

شادی کے کچھ عرصہ بعد اس نے فرانس میں اقامت گزیں ہونے کا فیصلہ کیا۔ پیرس میں انقلابی سرگرمیوں میں مصروف رہا۔ لیکن ۱۸۴۵ء کے آغاز میں حکومت فرانس نے اسے ملک بدر کر دیا۔ ۱۸۴۷ء میں اس نے اینجلز کی مدد سے کمیونسٹ مینیفیسٹو تحریر کیا۔ کارل مارکس ۱۸۴۹ء کو لندن پہنچ گیا اور باقی ماندہ تمام زندگی یہاں ہی گزاری اور یہیں ۱۸۸۳ء میں اس کی موت واقع ہوئی۔

کمیونسٹ مینی فیسٹو۔

وہ منشور ہے جسے ۱۸۴۷ء میں کارل مارکس اور اس کے رفیق فریڈرک اینجلز نے بین الاقوامی اشتمالی جماعت انٹرنیشنل آف کمیونسٹس کے لئے برسلز کے مقام پر سپرد قلم کیا۔ جن اصولوں پر مارکسیت یا اشتمالیت بنی ہے اس منشور میں ان کی عام فہم وضاحت کی گئی ہے۔

کارل مارکس اور اینجلز کا یہ منشور تاریخ عالم کو طبقاتی کشمکش کا آئینہ دار قرار دیتا ہے جس کے متحارب فریق بورژوا یعنی سرمایہ دار اور پرولتاری یعنی محنت کش ہیں اور مارکس کا نعرہ یہ تھا: اے دنیا کے مزدورو متحد ہو جاؤ۔ سرمایہ دارانہ نظام کو اڑادو۔ اشتراکی نظام کو قائم کردو۔

کمیونزم یا اشتراکیت کی ابتدا

اشتراکیت بین الاقوامی اقتصادیات اور سیاسیات کاایک اصول ہے جس میں ذرائع پیداوار کی ملکیت میں تمام افراد کا اشتراک تسلیم کیا جاتا ہے اور اقتصادی پیداوار خاص نظم کے تحت لائی جاتی ہیں۔ جدید اشتراکیت کا آغاز ان مصنفین کی تحریرات سے ہوتا ہے جنہوں نے اس سوسائٹی کا نقشہ کھینچا ہے جس میں اونچ نیچ نہیں ہے مگر ایک سیاسی تحریک کی شکل میں اس کا ظہور پہلے پہل ۱۸۴۸ء میں ہوا۔ چنانچہ فرانس میں پراوَدن

Proudhan نے اشتراکی سوسائیٹیاں قائم کرنے کی تجویز کی اور جرمنی میں کارل مارکس اور فریڈرک اینجلز نے اشتمالیت (Communism) کا اعلان کیا۔ انہوں نے کہا کہ انسانیت اور اخلاق کے لئے اپلییں کرنے سے کام نہیں چلے گا بلکہ اجتماعی کشمکش کے اصول پر مزدوروں کو منظم کیا جائے اور ان کے ذریعہ انقلاب برپا کیا جائے۔ چنانچہ مارکس نے ۱۸۶۸ء میں مزدوروں کی ایک انجمن قائم کی جو پہلی بین الاقوامی انجمن (The FIRST INTERNATIONAL) کے نام سے مشہور ہوئی۔ ۱۸۷۲ء میں کارل مارکس نے یہ پیش گوئی کی کہ سرمایہ دارانہ نظام میں مزدور کا معیار زندگی گرتا چلا جائے گا۔ کیونکہ سرمایہ داروں کو حاصل ہونے والا منافع بڑھتا جائے گا اور ان مزدوروں کی آمد کم سے کم ہوتی جائے گی اور پھر جدید مشینوں کے آنے سے آہستہ آہستہ لوگ بے روزگار ہوتے جائیں گے۔ مارکس نے یہ پیش گوئی بھی کی کہ آخر یہ مزدور متحد ہو کر اس سرمایہ دارانہ نظام کو تباہ کر دیں گے۔ اور اس کی جگہ اشتراکی نظام آئے گا۔ اس نظام میں نہ مختلف طبقے ہوں گے اور نہ کوئی کسی کا استحصال کر سکے گا۔ تمام ذرائع پیداوار کی ملکیت عوام میں مشترک سمجھی جائے گی اور سب اپنے اپنے کام اور محنت کا معاوضہ حاصل کریں گے۔ ۱۸۹۸ء میں مارکسی فلسفہ اشتراکیت کے ایک پیرو ولادیمیر ایلچ لنین (Viladimir I. Lenon) نے دوسرے مارکسی افراد کے ساتھ مل کر

رشین سوشل ڈیمو کریٹک لیبر پارٹی بنائی۔ جس کا مقصد انسان کے بنائے ہوئے اشتراکی نظام اقتصاد اور معاشیات کو رائج کرنا تھا۔ اس تحریک معاشیات کی بالواسطہ طور پر مدد دوسرے سائنسی میدانوں میں ہونے والی پیش رفت نے کی خصوصاً" ڈارون (Darwin) کے نظریہ ارتقاء اور فرائڈ (Freud) کی نفسیاتی تھیوریوں نے کی اور ہیگل کے فلسفہ تاریخ اور جدلیات پر بنا کرتے ہوئے اقتصاد و معاشیات کو جس فلاسفی نے جنم دیا وہ آج کے دور میں سائنسی اشتراکیت (Scientific Socialism) کے نام سے معروف ہے اور اس وقت مذہب کی غیر تسلی بخش عملی حالت کو دیکھ کر یہاں تک لکھا

Religion is Sigh of Oppressed Creature

ترجمہ :- مذہب مجبور مخلوق کی آہ ہے

(Marx- Engeles Works Vol I Page 385 Moscow)

بالشویک پارٹی

بالشوزم، کمیونزم (Communism) کا دوسرا نام ہے جب ۱۹۰۳ء میں روس کے اشتراکی جماعت میں انتہا پسندی اور اعتدال پسندی کے اصول پر اختلاف پیدا ہوا تو انتہا پسندوں کو جن کا رہنما لینن تھا پارٹی کی کانگرس میں زیادہ ووٹ حاصل ہو گئے اس اکثریت کی وجہ سے انتہاء

پسندوں کو بالشویک کہنے لگے۔ روسی زبان میں اکثریت کے لئے بالشو Bolshou کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور اقلیت والی پارٹی مانشو (Menshou) کہلانے لگی ان کا لیڈر مارٹوو تھا یہ اقلیتی گروپ ایک ایسی پارٹی چاہتا تھا جو سب کے لئے کھلی ہو اور اس میں آزادی رائے کا حق سب کو حاصل ہو لیکن بالشویک (Bolshevik) گروپ چھوٹی اور بہت زیادہ منظم پارٹی کے حق میں تھا جس میں پارٹی کے لئے وقف لوگ اپنے قائدین کے فیصلوں کو بے چوں و چرا قبول کریں۔ کیونکہ لینن کا خیال تھا کہ مزدور از خود متحد ہو کر انقلاب نہیں لا سکتے ہیں اس لئے انقلاب کا آغاز اور رہنمائی منظم انقلابی کریں اس طرح آہستہ آہستہ محنت کشوں اور فوجیوں کی تنظیمیں تشکیل پا چکی تھیں اور وہی حکومت کی انتظامیہ تھیں۔ یہ تنظیمیں Soviets کہلاتی تھیں۔

روسی حکومت پر قبضہ

زار شاہی کے خاتمہ پر ۱۲ مارچ 1917ء کو قومی حکومت قائم ہوئی تھی پھر ۷ نومبر ۱۹۱۷ء کی صبح کو بالشویک پارٹی نے پیٹرو گراڈ (Petrograd) میں قومی حکومت کی مرکزی عمارت پر قبضہ کرلیا۔ ایک نئی حکومت تشکیل دی گئی جس کی کابینہ Soviet of Peoples Commissars کہلاتی تھی اور لینن اس کا چیئرمین تھا اور لیون ٹراٹسکی (Leon-trotsky) اس کا

وزیر خارجہ تھا گویا بالشویک انقلاب کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوا۔ اور سوشلزم جو یورپ کے صنعتی ممالک بلجئیم، فرانس، انگلینڈ اور جرمنی میں اٹھا وہ روس میں عملی تحریک کا رنگ پکڑ گیا۔ اس کے معاًبعد تین سال کی خانہ جنگی میں لاکھوں افراد ہلاک ہوئے اور بڑی مشکل سے لینن نے حالات پر کنٹرول حاصل کیا۔

لینن کی وفات (۱۹۲۴ء) کے بعد سٹالن اشتراکی روس کا دوسرا ڈکٹیٹر بنا ٹراٹسکی اور سٹالن کے درمیان رقابت کے علاوہ پارٹی کی بنیادی پالیسی کے متعلق بھی گہرا اختلاف تھا۔ ٹراٹسکی یہ یقین رکھتا تھا کہ کمیونسٹ انقلاب روس کے بعد مغربی یورپ کے ترقی یافتہ صنعتی ممالک میں بھی رونما ہو گا اور جب یہ ممالک کمیونسٹ بن جائیں گے تو وہ اپنی ٹیکنالوجی روس کو ہی دیں گے۔ اس طرح روس ایک صنعتی ملک بننے کے قابل ہو جائے گا لیکن سٹالن کو یقین تھا کہ اس کی قوم بغیر کسی بیرونی امداد کے بھی ایک صنعتی قوت بن سکتی ہے اور دوسرے اسے کہیں اور کامیاب کمیونزم کے آثار نظر نہیں آتے تھے۔

سٹالن کے مظالم

۱۹۲۷ء میں سٹالن Trotsky کو پارٹی سے باہر نکالنے میں کامیاب ہو گیا۔ دو سال بعد اسے ملک سے بھی نکال دیا گیا اور ۱۹۴۰ء میں اسے میکسیکو

میں قتل کر دیا گیا۔ ۱۹۳۶ء سے ۱۹۳۹ء تک سویٹ یونین میں سٹالن نے ناپسندیدہ عناصر کو منظر عام سے ہٹانے کی بہت بڑی اور خوفناک کارروائی کی جسے GREAT PURGE کہتے ہیں۔ لاکھوں لوگوں کو غائب کردیا گیا ماہرین اقتصادیات، مصنفین، پرانے پارٹی ہیروز، انجینئرز، سائنس دان اور اعلیٰ فوجی افسروں کو غلط الزامات کی بنا پر گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا یا جبری مشقت کے لئے سائبیریا بھیج دیا گیا۔ انہی مظالم کے خوف سے جو روسی باہر جاتے ان میں سے اکثر واپس نہ آتے انہی میں سے ایک روسی میجر وکٹر کرافیشنکو نے امریکہ جا کر دلچسپ کتابیں

(۱) I Choose Justice (۲) I Choose Freedom لکھیں

سرد جنگ

۱۹۴۵ء میں جنگ عظیم دوم ختم تو ہو گئی جس میں دس لاکھ انسان ہلاک ہوئے مگر اس کے بعد مغرب اور مشرق کے درمیان سرد جنگ جاری ہو گئی۔ اس سرد جنگ کے دور میں سوویٹ یونین کے لوگوں نے بہت سی پابندیوں میں زندگی بسر کی۔ مغربی تہذیب و تمدن کے متعلق عوام کو بتایا گیا کہ وہ زوال پذیر ہے۔ سویٹ تمدن کو سب سے اعلیٰ قرار دیا گیا۔ ۱۹۴۸ء میں البانیہ، بلغاریہ، چیکو سلاواکیہ، ہنگری، پولینڈ، رومانیہ اور مشرقی جرمنی میں روسی حکومت کی پوزیشن مستحکم ہو گئی۔ یوگوسلاویہ آزاد کمیونسٹ

ریاست بن گئی۔ ۱۹۴۹ء میں اس کے مقابل NATO میں امریکہ، کینیڈا، یونان، ترکی اور مغربی یورپ شامل تھے۔ برطانیہ کے وزیراعظم ونسٹن چرچل کے الفاظ میں سویٹ یونین کے عوام اور مغربی دنیا کے درمیان ایک آہنی پردہ ڈال دیا گیا جس کا ظاہری نشان دیوار برلن بن گئی۔

خروشیف کا کارنامہ

سٹالن کی وفات پر روس کا سربراہ خروشیف بنا اور اس کے بعد برزنیف کی باری آئی۔ خروشیف کے عہد کا ایک اہم کارنامہ اس کی وہ تقریر ہے جو اس نے ۱۹۵۶ء میں پارٹی کی بیسویں کانگرس میں کی۔ اس میں اس نے سٹالن کے مظالم پر سے پردہ اٹھایا اور یہ روسی عوام کے لئے ایک صدمہ تھا کیونکہ وہ باوجود سٹالن کے دور کی تکالیف کے اس کا احترام کرتے تھے Red-Square سے اس کی لاش باہر نکال دی گئی جہاں وہ احتراماً لینن کے ساتھ دفن کیا گیا تھا۔ تاس کے مطابق ۱۹۵۴ء میں خروشیف کے اقتدار سنبھالنے کے بعد ایک خفیہ رپورٹ شائع ہوئی اس رپورٹ کے مطابق ۳۳ سال (۱۹۲۱-۵۴ء) کے عرصہ کے دوران ہر سال اوسطاً ۲۰ ہزار افراد کو پھانسی پر چڑھایا گیا۔ روسی کمیونزم کی زد میں ہلاک ہونے والوں کی مکمل تعداد اڑھائی کروڑ سے چار کروڑ کے درمیان بتائی جاتی ہے۔

(بحوالہ روزنامہ جنگ ۳۰ جنوری ۱۹۹۲ء)

سٹالن کے بعد روسی باشندے پھر کبھی ایسی دہشت کا شکار نہیں ہوئے۔ جبری مشقت کے کیمپ بند کر دیئے گئے۔ سٹالن نے ۱۹۳۶ء میں جو آئین بنایا تھا اس کی جگہ ۱۹۷۷ء میں برزنیف کے وقت ایک نیا آئین بنایا گیا۔ لوگوں کو کسی حد تک آزادی رائے دی گئی۔ سرکاری افسروں پر تنقید کا عمل بھی ممکن ہو گیا اور سوویٹ یونین اندرونی اور بیرونی طور پر اتنا مضبوط ہو گیا کہ مسٹر خروشیف نے ہی مغرب کو دفن کرنے کی دھمکی دی اور اعلان کیا کہ سوویٹ یونین ۱۹۸۰ء کی دھائی میں امریکہ پر بھی غالب آجائے گا۔ (اخبار گارڈین ۹۱-۱۲-۲۳)

گورباچوف ایک انقلابی لیڈر

۱۹۸۵ء میں میخائیل گورباچوف (Mikhail Gorbachev) کو کمیونسٹ پارٹی کا جنرل سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ پہلی مرتبہ اقتدار نئی نوجوان نسل کو منتقل ہوا۔ یہ ایک ڈرامائی تبدیلی کا آغاز تھا۔ گورباچوف کی پہلی مہم شراب نوشی کے خلاف ان کا اعلان جنگ تھا جو روسی معاشرے کو سرطان کی طرح ہلاک کر رہی تھی۔ اس کے باعث بے شمار اقتصادی نقصانات ہو رہے تھے اور اوسط عمر بہت کم ہو رہی تھی۔ گورباچوف کی اس مہم کی وجہ سے صورت حال بہت بہتر ہو گئی۔ یاد رہے کہ ولادی میر نے ۹۸۸ء میں اسلام کے مقابل پر عیسائیت اس لئے قبول کی تھی کہ

اسلام میں شراب نوشی پر پابندی ہے۔

(Out of Red Darkness P39)

گورباچوف کی اصلاحات

دو الفاظ جو گورباچوف کی پالیسی واضح کرتے ہیں ان میں ایک گلاس ناسٹ (Glasnost) ہے جس کے معنی فکری آزادی اور نظریاتی قیود میں کمی کے ہیں۔ دوسرا لفظ پریسٹرائیکا (Perestroika) ہے جس کے معنی اقتصادیات کی تشکیل نو کے ہیں۔ ان پالیسیوں سے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ امریکہ سے سرد جنگ کے ایک لمبے دور کے بعد ۱۹۸۷ء میں ایک معاہدہ ہوا جس کے مطابق درمیانی فاصلہ تک مار کرنے والے میزائل ہٹا لئے گئے۔ مئی ۱۹۸۸ء سے افغانستان سے روسی فوجوں کا انخلاء شروع ہو گیا۔ ۱۰ نومبر ۱۹۸۹ء میں دیوار برلن گرائی گئی گویا گورباچوف نے عوام کو کمیونسٹ پارٹی کی آمریت سے نجات دلائی۔

۱۹ اگست ۱۹۹۱ء کو روس کی تاریخ کا پہلا فوجی انقلاب برپا ہوا۔ یہ انقلاب چند انتہاء پسند کمیونسٹ فوجیوں اور K.G.B کے افراد لائے تھے۔ گورباچوف اگرچہ امریکہ کی بعض توقعات پر بھی پورا نہیں اتر رہے تھے لیکن بنیاد پرست کمیونسٹوں کی واپسی اسے منظور نہ تھی۔ چنانچہ رشین فیڈریشن کے صدر یلسن سمیت تمام ممالک نے فوجی بغاوت کی مذمت

کی۔ یلسن نے عوام کو اس انقلاب کے خلاف سڑکوں پر نکالا۔ ۷۲ گھنٹے بعد خون بہائے بغیر یہ انقلاب ناکام ہو گیا۔ مگر اب بورس یلسن کو ہیرو بنا کر ساری دنیا میں پیش کیا گیا اور گورباچوف کو ثانوی حیثیت دی گئی۔

اسی دوران مشرقی یورپ سے کمیونسٹ نظام کے خاتمہ کی تحریکیں کامیاب ہوئیں۔ رومانیہ، البانیہ، ہنگری، چیکوسلواکیہ اور مشرقی جرمنی کی حکومتوں کے تختے الٹنے شروع ہوئے۔ رومانیہ کے صدر چاؤشسکو کو تو عوام نے قتل کر کے اس کی لاش کو چوراہے میں پھینک دیا۔ بالٹک ریاستیں لتھوانیا، استھونیا اور لٹویا بھی روس کے جابرانہ قبضہ سے آزاد ہو گئیں۔

بورس یلسن نے رشین فیڈریشن کی آزادی کا اعلان کر کے امریکی صدر کے ساتھ براہ راست مذاکرات شروع کر دیئے۔ ۲۱ دسمبر ۱۹۹۱ء کو روس کی سولہ ریاستوں میں سے گیارہ نے ایک دولت مشترکہ بنانے کے معاہدے پر دستخط کئے جس کے بعد U.S.S.R کا وجود ختم ہو گیا۔ گیارہ ریاستوں کی دولت مشترکہ قائم ہونے کے بعد گورباچوف نے ۲۵ دسمبر ۱۹۹۱ء کو استعفیٰ پیش کر دیا اور کمیونسٹ پارٹی کے توڑے جانے کا اعلان تو اس سے پہلے ہی گورباچوف کر چکے تھے۔

"گویا ۱۹۹۱ء کا آخری مہینہ یورپ اور ایشیا کی وسعتوں میں پھیلی ہوئی عظیم الشان سلطنت سویٹ یونین U.S.S.R کے لئے آخری مہینہ

ثابت ہوا۔ روس کی حکومت جو زاروں کے زمانہ میں اپنی وسعت کو پہنچ چکی تھی جس کو ۱۹۱۷ء میں سوشلسٹ انقلاب کے ذریعہ لینن نے حاصل کر لیا تھا۔ پھر سٹالن جیسے سخت گیر ڈکٹیٹر نے اسے مضبوط تر بنا دیا تھا اور پون صدی سے یورپ اور امریکہ اور ایشیا کے دیگر ملکوں کے لئے ایک چیلنج بنی ہوئی تھی۔ اچانک اپنے منطقی انجام کو پہنچ گئی جس کا کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ روس کے ٹوٹنے Collapse کا وقت آن پہنچا ہے"

(Review on books V. 39 No. 111 on "Who Killed Communism"?)

لندن کے اخبار گارڈین نے ۹۱-۱۲-۲۳ کی اشاعت میں تو لکھا کہ روس جو کرۂ ارض کی دوسری بڑی سلطنت بن گئی تھی اس کا انہدام اس کی ترقی کی رفتار سے بھی تیز تر تھا جو Headlong ہوا گویا سر کے بل نیچے دھڑام سے آن گرا اور یہی پیش خبری ۱۹۴۲ء میں حضرت خلیفہ المسیح الثانی نے فرمائی تھی حالانکہ مسٹر خروشیف نے تو مغرب کو دفن کر دینے کی دھمکی دی تھی اور اعلان کیا تھا کہ سوویٹ یونین امریکہ پر بھی ۱۹۸۰ء میں (Overtake) غالب آجائے گا۔ لیکن رشیا ۷۰ سالہ کمیونزم کے تجربہ کے بعد اپنے ساتھیوں میں ہی واپس آگیا۔

(Financial Times London 4.12.91)

اب سوویٹ یونین کا خاتمہ ہو گیا ہے اور خدا تعالیٰ کی دی ہوئی خبر کے مطابق روسی کمیونزم کا اژدھا پانی کی طرح بہہ گیا اور ۴۷ء کے بعد دو

سودیت یونین کے خاتمہ پر KGB روسی قومی سلامتی ادارے کے بانی کے بت کو زمین پر گرا کر پاؤں سے ٹھوکریں ماری جا رہی ہیں۔

درجن سال بھی نہ لگے کہ یہ نظام روئے زمین سے اٹھ گیا ہے اور ایک خبر کے مطابق اس حکومت کے بانی لینن کا مجسمہ بھی Kiev شہر سے غائب ہونا شروع ہو گیا۔ ایک دن اس کا سر جدا کیا گیا دوسرے دن بازو غائب ہوئے پھر مزدوروں کو اس کے پیٹ پر ہتھوڑے مارتے ہوئے دیکھا گیا اور پھر ایک دن آئے گا کہ یہ نیا نام پانے والے "چوک آزادی" سے یہ مجسمہ بالکل غائب ہو گا۔

(Out of Red Darkness by Trevor Fishlock 1992)

خراج تحسین

حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ فرماتے ہیں:-

"میرے نزدیک مسٹر گورباچوف اس صدی کے آخری حصہ کے عظیم رہنما ہیں جنہوں نے حالات کا صحیح تجزیہ کر کے بڑی جرات کے ساتھ ایسے اقدامات کیے اور اقدامات کا ایسا سلسلہ جاری کر دیا کہ تاریخ میں ان کا نام سنہری حروف میں لکھا جائے گا لیکن اگر ان اقدامات کے تاریخ بننے سے پہلے انسانی رجحانات نے غلط کروٹ لی تو سنہری حروف کے بجائے سرخ حروف سے بھی لکھا جا سکتا ہے اس لئے حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے بہت احتیاط کی ضرورت ہے احمدیوں کو خدا تعالیٰ نے امن کے قیام کا ذریعہ بنایا ہے۔ احمدی خیر مانگنے والے اور خیر حاصل کرنے والے نہیں بنائے گئے بلکہ خیر عطا کرنے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ چونکہ جماعت احمدیہ یہ عزم تو

لے کر اٹھی ہے کہ ہم عظیم مقام کو لازماً حاصل کریں گے۔ اس لئے اس مضمون کا موجودہ حالات میں سمجھنا ضروری ہے آپ سے توقع ہے کہ تمام دنیا کی علمی رہنمائی کریں اور دنیا کی لیڈر شپ کو بتائیں کہ اس عظیم تاریخی موقع پر ان پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں" (الفضل ۲۲ اگست ۱۹۹۰ء)

نوٹ۔ میخائل گورباچوف تاریخ میں ایک ایسے زبردست حکمران کے طور پر ابھرے ہیں جنہوں نے جرات، دلیری اور حوصلے سے حقائق کو جانا اس پورے نظام کی غلطیوں کو از خود طشت ازبام کر کے اپنے عوام کو پون صدی کی مشکلات سے نکالنے کا عزم کیا اور ایسے دلیرانہ فیصلے کئے جو تاریخ عالم میں بہت کم حکمرانوں کے نصیب میں آئے ہیں۔ انہوں نے چھ سال کے مختصر عرصے میں حقیقت میں بساط دنیا الٹا کر رکھ دی انہوں نے دو درجن بھر ملکوں کے کروڑوں انسانوں کو غربت کی چکی سے نکالنے کی جدوجہد کی اور ان کی توقعات کے برخلاف روسی ریاستوں کی آزادی کا جن جو بوتل میں قید اور بے بس تھا جونہی اس جن کو آزاد کرنے کے لئے بوتل کا ڈھکنا کھولا گیا یہ جن اس قوت، طاقت اور عجلت سے باہر نکلا کہ ابھی تک کنٹرول میں آنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ گویا گورباچوف کے چھ سالہ مختصر عہد میں بساط دنیا الٹ گئی ہے اور دنیا کا نیا نقشہ ابھر رہا ہے۔ اور یہی خبر ہمارے پیارے امام حضرت مرزا طاہر احمد خلیفہ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے جولائی ۱۹۸۶ء میں اپنی ایک نظم میں دی تھی جب کہ اس کی امید تک بھی

کسی کو نہ تھی ؎

بساط دنیا الٹ رہی ہے حسین اور پائیدار نقشے
جہان نو کے ابھر رہے ہیں بدل رہا ہے نظام کہنا

پانچواں باب

دیوار برلن کا انہدام

دارالحکومت

جنگ عظیم دوم میں جرمنی کے دارالخلافہ برلن پر طرفین نے زبردست بمباری کر کے اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ ۲ مئی ۱۹۴۵ء میں جنگ کے خاتمہ پر جب صلح نامہ لکھا گیا تو برلن کے حصے بخرے کر دیئے گئے۔ مشرقی حصہ روس کو ملا اور مغربی حصہ کے برٹش، امریکن اور فرنچ زون بنا دیئے گئے۔ ۱۳ اگست ۱۹۶۱ء کو روسیوں نے اپنے علاقہ کے ارد گرد کئی فٹ اونچی پکی دیوار بنا دی اس طرح برلن دنیا کا واحد شہر ہے جو دیوار کے ذریعہ تقسیم کیا گیا (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا جلد دوم) اس عاجز کو بھی اگست ۱۹۷۶ء میں سیرالیون سے واپسی پر اسے دیکھنے کا موقع ملا۔ دیوار برلن اس آہنی پردے (Iron Curtain) کا ظاہری نشان تھا جو اشتراکی لوگوں کو دوسروں سے میل ملاپ سے روکتا تھا۔ ۱۹۶۳ء میں اقوام متحدہ کے صدر سر محمد ظفراللہ خان صاحب روس کے دورہ پر گئے تو سب سے بڑے روسی لیڈر مسٹر خروشیف سے ملنے کریملین گئے دونوں کی گفتگو اس مسئلہ پر یوں ہوئی۔

ظفراللہ :- جناب صدر وزارت! آج دنیا میں دو ہی شخص ایسے ہیں جن کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ امن عالم کو اپنی مٹھیوں میں تھامے

ہوئے ہیں ان دو میں سے ایک آپ ہیں۔ کیا میں دریافت کر سکتا ہوں کہ امن عالم کے برقرار رکھنے کے لئے آپ کیا کر رہے ہیں؟

مسٹر خروشیف :- اس وقت امن عالم کے لئے سب سے مشکل اور پیچیدہ مسئلہ مشرقی جرمنی کا ہے اگر وہ مناسب طریق سے سلجھایا جا سکے تو امن عالم کے رستے کی سب سے بڑی رکاوٹ دور ہو جائے گی۔

(تحدیث نعمت)

چنانچہ اس کی تصدیق ۲۸ سال بعد ۱۰ نومبر ۱۹۸۹ء کے واقعات نے کر دی کہ واقعی یہی مسئلہ امن عالم کے لئے اہم تھا۔ مشرقی جرمنی میں ایگن گریز انتخابات کے ذریعے عہدہ صدارت پر فائز ہوئے۔ ایگن گریز دوسری عالمی جنگ کے بعد سے لے کر اب تک چوتھے صدر نامزد ہوئے۔ نئے صدر نے آتے ہی عوامی رد عمل کے محرکات کا جائزہ لیا۔ اس کے بعد انہوں نے اعلان کیا کہ حکومت اپوزیشن کے لیڈروں سے مذاکرات کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار ہے۔ اس کے دو محرکات تھے۔

۱۔ اندرونی محاذ جو کہ طویل آمریت کی وجہ سے قائم ہوا تھا اس میں شدت آچکی تھی۔

۲۔ حکومت کی طرف سے عائد کردہ پابندیوں سے تنگ آکر عوام سڑکوں پر نکل آئے تھے۔

مذاکرات کے بعد مشرقی جرمنی کے نئے صدر ایگن گریز نے برلن

کے دونوں حصوں میں آمدورفت کی پابندیاں ختم کرکے پوری دنیا کو ایک خوشگوار حیرت میں مبتلا کر دیا۔ مشرقی برلن میں ۵۲ سالہ صدر ایگن گریز کا اعلان جنگل میں آگ کی طرح پھیل گیا اور یہ محض لمحوں کی بات تھی جب مشرقی اور مغربی برلن کے ہر شہری کو جیسے صرف ایک ہی بات سمجھ آئی ہو جمعہ ۱۰ نومبر ۱۹۸۹ء کو ہر کسی کے ہاتھ میں لوہے کا ڈنڈا تھا جس سے دیوار برلن کے وجود کو ختم کرکے اسے کئی مقامات سے آزادانہ آمدورفت کے لئے کھول دیا گیا اور لوگوں نے ہتھوڑوں اور کلہاڑیوں سے اسے توڑنا شروع کر دیا۔ چالیس سال کے بعد اس بات نے دنیا میں تہلکہ مچا دیا ہے۔ یہ تو شاید کبھی نہیں سنا گیا تھا کہ دیواریں بھی نیلام ہوتی ہیں لیکن اب ایک امریکن نے کہا ہے کہ اگر یہ دیوار مجھے دے دی جائے تو میں پانچ کروڑ ڈالر دینے کے لئے تیار ہوں (الفضل)

چند ہفتے پہلے جب یہ دیوار گری تو دوسری طرف سے پونے دو کروڑ کی آبادی میں سے تیس (۳۰) لاکھ افراد مغرب کی طرف اڈ پڑے۔ یہ لوگ اپنی آزادی پر ناچ رہے تھے اور خوشیوں، مسرتوں کے ترانے گا رہے تھے وہ اپنی آزادی پر بے حد خوش ہوئے اور کئی سالوں کے بعد انہوں نے باہر کے منظر کو بچشم خود دیکھا اور وہ لوگ جو گزشتہ ۲۸ سال کی لمبی سرد جنگ (Cold War) میں ایک دوسرے سے الگ رہے وہ ہر طرف یہ ترانہ گا رہے تھے۔

Such A Beautiful Day Should Last For Ever

(رسالہ نیوز ویک ۲۰ نومبر ۱۹۸۹ء)

"کہ ایسا خوبصورت خوشی کا دن تو ہمیشہ رہنا چاہیئے" اور اس تیزی سے اس دیوار کا نام و نشان مٹا دیا گیا کہ لوگ حیران رہ گئے۔ ان کے خواب و خیال میں بھی نہیں تھا کہ دنیا کا یہ آٹھواں عجوبہ اس طرح ختم کر دیا جائے گا۔ بلکہ امریکن رسالہ TIME نے بھی اسے Wall of Shame کا نام دیا تھا اور یہ لکھا کہ "اچھا ہوا یہ ختم ہو گئی"

صدی کا اہم ترین واقعہ

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد نے فرمایا "گزشتہ سال ایک خطبے میں میں نے دیوار برلن کے گرنے کا ذکر کیا تھا اور یہ بتایا تھا کہ اس صدی کے اہم ترین واقعات میں سے ایک یہ واقعہ ہے اور بلاشبہ سال ۱۹۸۹ء میں ہونے والے تمام واقعات میں سے سب سے زیادہ اہم یہ واقعہ تھا چنانچہ تمام دنیا کے اخبارات میں اس روز یعنی دوسرے روز جب یہ واقعہ ہوا ہے، رات کو واقعہ ہوا صبح دوسرے دن یہی شہ سرخیاں لگیں اور سب سے زیادہ اہم اس بات کو قرار دیا گیا کہ دیوار برلن گر گئی ہے۔

"Friday The 10th" کا نشان

"جس دن یہ دیوار گرائی گئی ہے سورج غروب ہو چکا تھا اور اگلے

دنیا کے آٹھویں عجوبہ "دیوار برلن" کو 10 نومبر 1989ء کو جرمن باشندے اپنے ہاتھوں توڑ پھوڑ رہے ہیں۔

دن کی رات چڑھ چکی تھی۔ اسلامی حساب سے گویا ان کی تاریخ سورج کے غروب ہونے کے ساتھ ختم تھی اور ایک نئے دن کی رات ظلوع ہوئی تھی۔ جہاں تک انگریزی کیلنڈر کا تعلق ہے نیا دن رات کے بارہ بجے شروع ہوا اور پھر وہ اگلے دن رات کے بارہ بجے تک جاری رہا۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ وہ ۱۰ تاریخ تھی اور جمعہ کا دن تھا اور جتنے اخبارات میں دنیا میں یہ خبریں شائع ہوئیں ان پر "Friday The 10th" کا عنوان لگا ہوا تھا۔ ڈیٹ لائن اس کی یہی بنتی ہے اور دلچسپ بات یہ بھی ہے کہ یہ وہ فرائیڈے ہے جب سے ... کشفاً" مجھے یہ واقعہ دکھایا تھا پہلا فرائیڈے جو اسلامی مہینے کے لحاظ سے بھی اور انگریزی مہینے کے لحاظ سے بھی فرائیڈے دی ٹینتھ کہلا سکتا ہے اور پوری طرح یہ دونوں تاریخیں ایک دوسرے کے ساتھ منطبق ہو گئی تھیں تو اول تو انگریزی تاریخوں کا اسلامی تاریخوں کے ساتھ منطبق ہو جانا یہ کم ہوتا ہے اور پھر یہ اس پر مزید اضافہ کہ وہ صرف تاریخوں کا انطباق نہیں تھا بلکہ جمعہ کے دن یہ انطباق ہوا اور اسی دن یہ حیرت انگیز واقعہ بھی رونما ہوا۔ (الفضل ۸ مئی ۱۹۹۰ء)

عجیب بات یہ ہے کہ اس صدی کے اس عظیم واقعہ کی خبر خدا نے پہلے سے حضرت امام جماعت احمدیہ کو دے دی تھی کہ "Friday The 10th" کو یہ ہوگا اور پھر دنیا کے نقشے اور نظام دنیا والوں کی توقعات کے خلاف بدلنے شروع ہو جائیں گے جس کی خبر بھی آپ نے اپنی ایک نظم میں دی

جو ۲۷ جولائی ۱۹۸۶ء کو برطانیہ کے جلسہ سالانہ میں مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال نے پڑھ کر سنائی۔

دیار مغرب سے جانے والو دیار مشرق کے باسیوں کو
کسی غریب الوطن مسافر کی چاہتوں کا سلام کہنا
تمہیں مٹانے کا زعم لے کر اٹھے ہیں جو خاک کے بگولے
خدا اڑا دے گا خاک ان کی کرے گا رسوائے عام کہنا
خدا کے شیرو! تمہیں نہیں زیب خوف جنگل کے باسیوں کا
گرجتے آگے بڑھو کہ زیر نگیں کرو ہر مقام کہنا
بساط دنیا الٹ رہی ہے حسین اور پائیدار نقشے
جہان نو کے ابھر رہے ہیں بدل رہا ہے نظام کہنا
کلید فتح و ظفر تھمائی تمہیں خدا نے اب آسمان پر
نشان فتح و ظفر ہے لکھا گیا تمہارے ہی نام کہنا

(کلام طاہر)

نوٹ :- جمعہ ۱۰ نومبر ۱۹۸۹ء کو دیوار برلن کا خاتمہ ہوا مشرقی اور مغربی جرمنی کے دو نقشوں کو ملا کر ایک بنا دیا گیا۔ کمیونسٹ لوگوں کا برلن کے راستے ہی باقی دنیا سے رابطہ شروع ہوا اور اسی راستے روسی زبان میں قرآن مجید اور دیگر اسلامی لٹریچر واقفین عارضی کے ہاتھوں روس پہنچنا شروع ہوا۔ ٹھیک آج سے ۷۰ سال قبل حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد

المصلح الموعود نے برلن کی اہمیت کو بھانپ لیا تھا اور وہاں ایک بیت الذکر بنانے کی تحریک بھی کی تھی۔ (الفضل ۸/۱۵ فروری ۱۹۳۳ء)

ایک عظیم خبر

حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ الرابع فرماتے ہیں:۔

"اب میں حضرت مصلح موعود کی ایک رویا آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو الفضل ۳۰ مئی ۱۹۴۷ء میں شائع ہوئی تھی۔ پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی میں روس کے انقلاب کا ذکر ہے جس میں زاریت تباہ و برباد ہو جائے گی اور اس کے بعد ایک دوسری طاقت روس پر قبضہ کرلے گی۔

حضرت مصلح موعود کو اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ یہ دوسری طاقت بھی اب برباد ہونے والی ہے اور اس کے بعد دنیا میں نئے حالات ظاہر ہوں گے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود نے لکھا:۔

"پرسوں یا ترسوں رات کے وقت جب میری آنکھ کھلی تو بڑے زور کے ساتھ میرے قلب پر یہ مضمون نازل ہو رہا تھا (یہ رؤیا نہیں بلکہ ایک کشفی نظارہ ہے یا ایک الہام کی سی کیفیت ہے) کہ برطانیہ اور روس کے درمیان ایک ماڈیفائڈ (Modefied) ٹریٹی ہو گئی ہے۔ جس کی وجہ سے مشرق وسطیٰ کے اسلامی ممالک میں بڑی بے چینی اور تشویش پھیل گئی ہے

فرمایا:-

"ماڈیفائیڈ کے معنی ہوتے ہیں سمویا ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ الفاظ اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ غالبًا بیرونی دباؤ اور بعض خطرات کی وجہ سے برطانیہ مخفی طور پر روس کے ساتھ ایسا سمجھوتہ کرے گا جس کی وجہ سے روسی دباؤ مشرق وسطی پر بڑھ جائے گا۔ اس وقت میرے ذہن میں عراق فلسطین اور شام کے ممالک آئے ہیں یعنی ان ممالک کے اندر روس اور انگریزوں کے سمجھوتہ کر لینے کی وجہ سے گھبراہٹ اور تشویش پیدا ہوگی کہ انگریز جو سختی کے ساتھ روس کی مخالفت کر رہے تھے۔ انھوں نے روس سے یہ سمجھوتہ کس بناء پر کیا ہے۔ جہاں تک مستقل اور آخری مرحلہ کا سوال ہے قرآن کریم اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اقوام میں جنگ تو ضرور ہوگی لیکن بعض اوقات سیاسی اغراض کے تحت دشمن کے دباؤ کو کم کرنے کیلئے یا اس کے حملے سے بچنے کیلئے حکومتیں وقتی طور پر صلح کر لیتی ہیں تاکہ کوئی خطرہ نہ رہے معلوم ہوتا ہے کہ انگریز روس کے خیال سے اپنا حفاظتی پہلو مضبوط کرنے کے لئے مجبوراً کوئی سمجھوتہ روس کے ساتھ کر لیں گے۔ سیاسی دباؤ بعض اوقات بڑے بڑے نتائج پیدا کرتے ہیں اور حکومتیں بعض اوقات ایسا قدم اٹھانے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ برطانیہ اور امریکہ جو ہمیشہ روس کے مفاد کے راستہ میں حائل رہتے ہیں اب بعض سیاسی حالات یا اغراض کے ماتحت

اس مخالفت کو چھوڑ دیں گے اور ادھر روس بھی جو بعض باتوں میں برطانیہ اور امریکہ کے ساتھ چپقلش رکھتا تھا اب ان کی مخالفت کو ترک کر دے گا۔"

اتنی وضاحت اور اتنی صفائی کے ساتھ حضرت مصلح موعودؓ کا یہ کشفی نظارہ پورا ہو چکا ہے کہ اسے پڑھ کر حیرت ہوتی ہے اور خصوصیت کے ساتھ وہ تین ممالک جن پر روسی طاقت کے منہدم ہو جانے کا سب سے زیادہ منفی اثر پڑا ہے وہ عراق - شام اور فلسطین ہیں اور حضرت مصلح موعود کو اللہ تعالیٰ نے رؤیا میں یہی ممالک دکھائے اور ان کے متعلق مسلمانوں کو عموماً" فکر مند دکھلایا۔

(خطاب حضرت خلیفتہ المسیح الرابع بر موقع جلسہ سالانہ قادیان ۲۸ دسمبر ۱۹۹۱ء)

ہماری ذمہ داریاں

ہمارے پیارے آقا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفتہ المسیح الرابع نے کنیڈا میں ۶ جولائی ۱۹۹۱ء کے خطاب میں فرمایا:۔

"روس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی تھی کہ خدا نے روس کا عصا میرے ہاتھوں میں تھمایا ہے اور پھر یہ پیشگوئی تھی کہ میں اپنے متبعین کو ریت کے ذروں کی طرح روس میں دیکھتا ہوں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اب یہ وقت ہے اور یہ دور ہے جس میں واقعتہ"

بڑی تیزی کے ساتھ ہم روس میں انشاء اللہ تعالیٰ دین پھیلانے لگیں گے"

"جب سے روس کا Collapse ہوا۔ روس اچانک یوں بیٹھ گیا جیسے اس میں کبھی جان ہی نہیں تھی۔ اس کے کچھ بدنتائج دنیا کے سامنے ظاہر ہو رہے ہیں اور کچھ ظاہر ہوں گے۔ ابھی تو سردست دنیا یہی سمجھ رہی ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی بہت بڑی فتح ہے یا Capitalism کی فتح ہے مگر یہ سب بے وقوفی کی باتیں ہیں یہ نظام بھی ناکام ہو چکا ہے جس میں ہم اس وقت موجود ہیں اور وہ نظام بھی ناکام ہو چکا ہے اور ان دونوں نظاموں کے ٹوٹنے کے نتیجہ میں ایک جو ٹوٹ کر ظاہر ہو گیا اور ایک ٹوٹنے والا ہے۔ ان کے نتیجہ میں جو انتشار پیدا ہو گا اس کو سنبھالنے کی تمام تر ذمہ داری جماعت احمدیہ کی ہے۔

ہمارے اوپر آئندہ نسلوں کی ذمہ داری بھی ہے اور خصوصیت کے ساتھ یہ نسل جواب ہمارے سامنے بڑھ کر جوان ہونے والی ہے اس کی ہم پر بہت ہی زیادہ ذمہ داری ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ احمدیت اب ترقی کے ایک نئے دور میں داخل ہو رہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا نے جو خوشخبری دی کہ اب نیک طبعوں کا اس طرف رجحان ہے اور ان پر فرشتے نازل ہو رہے ہیں، ہم ایک ایسے دور میں داخل ہو رہے ہیں جہاں ہم ان فرشتوں کا نزول اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہے ہیں۔ اس کثرت کے ساتھ جماعت میں دنیا

کی دلچسپی بڑھ رہی ہے اور اس تیزی سے مطالبے آرہے ہیں کہ اگر ہمارے موجودہ وسائل اسی طرح رہے تو ناممکن ہے کہ ہم دنیا کی ضرورتیں پوری کر سکیں۔ ایک سابقہ U.S.S.R کا میدان ہی اتنا وسیع ہے اور وہاں کی ضروریات اتنی زیادہ ہیں کہ اگر جماعت اپنے موجودہ تمام وسائل کو بھی سابقہ U.S.S.R کے لئے وقف کر دے تب بھی وہ ضرورتیں پوری نہیں ہو سکتیں"۔

حضور کے اس ارشاد کی روشنی میں مکرم یعقوب امجد صاحب کے جذبات ملاحظہ ہوں۔

اٹھو آگیا انقلاب عظیم ،اٹھو آگیا انقلاب عظیم

ہوا دور سرمایہ داری تمام

تنزل میں ہے اشتراکی نظام

نہ چینی مساوات کو ہے دوام

فقط دین احمد رہے گا مدام

اٹھو آگیا انقلاب عظیم ،اٹھو آگیا انقلاب عظیم

کارل مارکس سے ایک ملاقات

ہمارے واقف زندگی دوست مولانا محمد اعظم صاحب اکسیر نے اس

سلسلہ میں ایک دلچسپ ذاتی تجربہ بیان کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں "خاکسار خدا کو حاضر ناظر یقین کرتے ہوئے کامل سچائی کے ساتھ عرض کرتا ہے کہ ۱۹۶۷ء کے شروع کی بات ہے جب کمیونزم کے مطالعہ کے دوران جدلی مادیت کی مجموعی کیفیت خصوصاً" نعرہ "دنیا کے مزدورو! ایک ہو جاؤ" کی طرف توجہ مبذول تھی۔ اس تصور سے ایک اضطراب تھا کہ تمام تر کامیابیوں کے باوجود یہ نعرہ انسانیت کو واضح طور پر دو حصوں میں تقسیم کرنے والا ہے حالانکہ۔

تو برائے وصل کردن آمدی نے برائے فصل کردن آمدی

ایک رات ہوسٹل جامعہ احمدیہ ربوہ میں اپنے کمرہ میں لیٹا دیر گئے تک سوچتا رہا کہ کارل مارکس کا کوئی اردو جاننے والا نمائندہ ملے تو دریافت کروں کہ انسانیت کو ایک کرنے کی بجائے آپ لوگ کیوں اسے تقسیم کرنے پر تلے ہوئے ہیں؟

آنکھ لگ گئی اور ایسے محسوس ہوا کہ بیدار میں ہوں اور گویا جاگتی آنکھوں نے خواب دیکھنا شروع کر دیا۔ اچانک ایسے لگا کہ ایک بڑے یک منزلہ مکان کی انتظار گاہ میں بسلسلہ تحقیق کارل مارکس کی رہائش گاہ پر ملنے کے لئے حاضر ہوں۔ آواز پڑنے پر اندر گیا ایک متوسط آدمی کے گھر جیسا گھر تھا اور معروف بڑی عمر سفید ریش والی شخصیت میرے سامنے تھی! بے تکلفی اور محبت و اپنائیت کے انداز میں ملے اور بات شروع

ہوئی۔ میں نے تعارف کرایا اور اپنے اضطراب سے آگاہ کیا۔ انہوں نے اپنا فلسفہ سادہ لفظوں میں جامع طور پر بیان کیا اور کہا کہ اس طرح آخر ساری انسانیت متحد ہو جائے گی۔

میں نے کہا کہ اب تک کے واقعات ہمارے سامنے ہیں اور لگتا ہے کہ مزید کامیابی رک گئی ہے ابتک کی ادھوری کامیابی بھی "بعد از خرابی بسیار" ملی ہے۔ خون خرابہ، قتل و غارت گری، چھینا جھپٹی اور عزتیں اچھالنے کے بعد اس فلسفہ کا ابتدائی عملی ظہور ہوا ہے۔

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

محسوس ہوا جیسے تین گھنٹے تک سارے پہلوؤں اور دلائل پر گفتگو ہو چکی اور کارل مارکس صاحب جیسے جوش سے ہوش کی طرف آتے ہوئے کچھ دھیمے ہو گئے اور مجھے کہنے لگے کہ آپ بتائیں پھر انسانیت کو متحد کرنے کے لئے کیا کرنا چاہئے؟

میں کہنے لگا کہ ہر ایک کو یکساں عزت دی جائے اور اعلان کیا جائے کہ "دنیا کے انسانو! ایک ہو جاؤ" ساتھ ہی قرآن کریم کی آیت پڑھتا ہوں:

ان العزۃ للہ وللرسول و للمومنین

اور بتایا کہ دنیا کے لحاظ سے کامیاب ترین اور بہترین انسان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں اور خدا نے آپ کو حکم دیا ہے کہ

قل انما انا بشر مثلکم

اس طرح شرف انسانیت کا یہی فلسفہ ہے اور یہی عملی درس کہ جس سے دنیا ایک ہو جائے گی۔ اس کے عملی ظہور کے وقت خون خرابہ قتل و غارت گری یا چھینا جھپٹی کی بجائے پیار، محبت، خلوص، دعاؤں مواخات اور سچی ہمدردی کا سمندر موجزن ہے۔

کارل مارکس کہنے لگے کہ اس انقلاب کا حشر بھی تو ناکامی کی صورت میں ظاہر ہو چکا ہے تب میں تفصیلاً" جذباتی انداز میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور موعود اقوام عالم کی آمد کے ساتھ نئی زمین اور نئے آسمان کے ساتھ نئے نظام یعنی نظام وصیت کی بات کرتا ہوں کہ مستقبل میں کم وجوہ معاش رکھنے والوں اور دیگر معذوروں کے تمام دکھ اسی نظام کے ذریعہ محض للہ محبت پیار اور خلوص و ہمدردی کے ساتھ دور کیئے جائیں گے۔ آج اس نظام کی کونپلیں پھوٹ چکی ہیں اور نظر آتا ہے کہ یہی نظام ہے جو سچی ہمدردی اور محبت کے خمیر سے اٹھنے والا وہ انقلاب ہے جو تمام انسانیت کو متحد کردے گا۔

اس وقت مجھے محسوس ہونے لگا کہ کارل مارکس صاحب میری گفتگو میں ڈوب رہے ہیں اور اثبات میں سرہلا رہے ہیں کہ اسی وجدانی کیفیت میں دروازہ کھٹکا۔ منظر تمام ہوا۔ میں عجیب طرح کے یقین و عرفان سے سرشار ہو گیا۔ **فالحمدللہ علی ذالک**

نوٹ: کارل مارکس کے نعرہ "دنیا کے مزدورو! ایک ہو جاؤ" کی آواز

تو روس میں دفن ہو چکی ہے اب "دنیا کے انسانو! اٹھو اور ۱۹۹۳ء کو بہبود انسانیت کا سال بنا دو" کا نعرہ روسی سیٹلائٹ کے ذریعہ حضرت مرزا طاہر احمد، امام جماعت احمدیہ کی آواز میں ساری دنیا میں بیک وقت بلند ہو رہا ہے اور حسب بشارت یہ آواز دنیا میں محیط ہو گی۔

یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا پھیلتی جائے گی شش جہت میں سدا

چھٹا باب

اسلام اور کمیونزم کا موازنہ

اسلام نے دولت پیدا کرنے کے ذرائع سب لوگوں کیلئے یکساں کھلے رکھے ہیں اس پر کسی خاص طبقہ کی اجارہ داری تسلیم نہیں کی اور ساتھ ہی وہ انفرادی قابلیت اور انفرادی جدوجہد کا حق دیا۔ لیکن اشتراکیت نے دولت اور دولت پیدا کرنے کے ذرائع کو کلیتہ" حکومت کے ہاتھ میں دے کر انفرادی جدوجہد کے سب سے بڑے محرک کو تباہ کر دیا۔ فطری انسانی جذبہ کو کچل دیا کہ انسان اپنی محنت کا پھل خود براہ راست بھی کھائے۔ ایسے ہی اشتراکیت نے مسابقت کی روح کو بھی ختم کر دیا اور مفلوج کر دیا اسلام ہمدردی اور مواسات کے جذبہ کو قائم کرتا ہے جبکہ اشتراکیت کے نظام میں رشتہ داروں، ہمسائیوں، غریبوں کی انفرادی امداد کا کوئی امکان نہیں کیونکہ ہر قسم کی امداد کا منبع صرف حکومت بن جاتی ہے۔

اسلام دل و دماغ دونوں کی آمیزش ہے عقل اور جذبات دونوں کو اکٹھا کر کے توازن قائم کرتا ہے لیکن اشتراکیت جذبات کے پہلو کو یکسر مٹا کر فطری توازن کو کلیتہ" برباد کر دیتا ہے مزید یہ کہ انسانی دماغ کی کوئی زائد قیمت بھی نہیں لگائی۔

اسلام نے حقوق انسانی کی فطری تقسیم کو پوری طرح ملحوظ رکھا ہے

اور ہر ایک کیلئے مناسب حال علیحدہ علیحدہ احکام جاری فرمائے۔ پہلی قسم کے حقوق جن کا اداکرنا حکومت کے ذمہ ہے۔ کامل مساوات قائم کی۔ دوسری قسم کے حقوق میں جو مختلف لوگوں کے قومی اور انفرادی کوشش سے تعلق رکھتے ہیں ایک نہایت درجہ حکیمانہ نظام کے ماتحت ہونے کی کوشش کی لیکن اشتراکیت نے ان ہر دو قسم کے حقوق کو ایک ہی چیز قرار دے کر ایک ہی قانون کے تحت خلط ملط کر دیا اور جبر کے طریق پر دخل دے کر ظالمانہ طریق اختیار کیا۔

اشتراکیت عوام کو حکومت کے کھونٹے سے باندھ کر جدوجہد کے میدان سے غافل کر دیتی ہے لیکن اسلام انسان کو ہر وقت جدوجہد کے میدان میں کھڑا کرتا ہے اور خارجی سہارے صرف اس حد تک مہیا کرتا ہے کہ وہ غفلت کا موجب نہ بنیں یہی صحیح فطری طریقہ ہے جس سے ایک طرف انسان کی انفرادی کوشش اور جدوجہد کی کیفیت زندہ رہتی اور افراد کا دماغ ہوشیاراور چوکس رہنے پر مجبور۔

اشتراکیت کا سارا میلان اور سارا ذہنی ماحول مادی ہے بلکہ عملا" اس کا زور مادیت کے رنگ میں خرچ ہوتا ہے اس میں انسان کے روحانی پہلو کو بالکل نظرانداز کر دیا گیا ہے لیکن اسلام انسان کی اخلاقی روحانی اور جسمانی قدروں کی طرف بیک وقت توجہ دیتا ہے جس سے انسان دینی اور دنیاوی مقابلوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زندگی گزارتا ہے۔ اسلام نے قومی

اور ملکی دولت کو سمونے کیلئے معین احکام جاری فرمائے ان میں ایک حکم قانون ورثہ ہے جس سے دولت ایک ہاتھ میں سمٹی نہیں رہتی بلکہ نسل در نسل بٹتی جاتی ہے ایسے ہی قانون وصیت جائیداد کا ایک تہائی تک حصہ غیر وارثوں کے لئے ہے جو غریبوں کی مدد اور جماعتی اور قومی کاموں کے لئے ہے مزید ایک اور قانون نظام زکوٰۃ جو کہ جبری ٹیکس ہے اور صدقہ جس سے غریبوں کی مالی امداد کے علاوہ سوسائٹی میں باہمی محبت اور ہمدردی اور اخوت کے جذبات زندہ ہوتے۔ مزید یہ کہ سود کو روک کر تجارت کو فروغ دینے کی توجہ دلائی۔ الغرض

۱۔ اسلام انفرادی جدوجہد کے جذبہ کو ابھارتا اور اشتراکیت اس جذبہ کو کمزور کر کے سب سے بڑے فطری محرک کو مٹا دیتی ہے۔

۲۔ اسلام فطرت انسانی کے جذبات ہمدردی اور مواسات کو قائم کرتا اور اشتراکیت اسکو تباہ کر دیتی ہے

۳۔ اسلام انسان کے دماغی قویٰ کو ترقی دینے کی راہ بتاتا ہے لیکن اشتراکیت انسان کے دماغی قویٰ کو بے قیمت ٹھہرا کر تنزل کے راستہ پر ڈالتا ہے

۴۔ اسلام انسان کے اقتصادی حالات کو غیر فطری خارجی سیاروں کیساتھ وابستہ نہیں کرتا اشتراکیت غیر فطری خارجی سیاروں کے ساتھ انسان کے اقتصادی حالات کو وابستہ کر دیتی ہے

۵- اسلام روحانیت اور اخلاقیات کو قائم رکھتا اور اشتراکیت روحانیت کو مٹا کر دہریت اور مادیت کا بیج بوتی ہے

۶- اسلام دولت پیدا کرنے کے قدرتی وسائل کو سب کیلئے یکساں کھلا رکھتا ہے۔

(اسلام اور اشتراکیت از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب)

ساتواں باب

نئے عالمگیر نظام کی ضرورت

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفتہ المسیح الثانی المصلح الموعود نے جلسہ سالانہ ۱۹۴۲ء میں "نظام نو" کے نام سے ایک عظیم الشان لیکچر دیا جس کے چند اقتباسات سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ دنیا کا آئندہ نظام کونسا ہوگا؟ آپ نے فرمایا:۔

(ا) "پس ضرورت ہے اس موجودہ دور میں اسلامی تعلیم کا نفاذ ایسی صورت میں کیا جائے کہ وہ نقائص بھی پیدا نہ ہوں جو ان دنیوی تحریکوں میں ہیں اور اس قدر روپیہ بھی اسلامی نظام کے ہاتھ آجائے جو موجودہ زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے مساوات کو قائم رکھنے اور سب لوگوں کی حاجات کو پورا کرنے کیلئے ضروری ہے پہلے خلفاء نے بھی اپنے زمانہ کی ضرورت کے لحاظ سے اسلام کے احکام کی تعبیر کی۔

موجودہ زمانہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کسی نئے نظام کی ضرورت تھی اور اس نظام کے قیام کیلئے ضروری تھا کہ کوئی شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے اور ان تمام دکھوں اور دردوں کو مٹانے کیلئے ایسا نظام پیش کرے جو زمینی نہ ہو بلکہ آسمانی ہو اور ایسا ڈھانچہ پیش کرے جو تمام ضرورتوں کو پورا کردے جو غرباء کو لاحق ہیں اور دنیا کی بے چینی کو

دور کر دے۔ اب ہر شخص جو تسلیم کرتا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے کسی موعود کی بعثت کی خبر دی ہے لازماً" اسے یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس زمانہ میں جو فتنہ و فساد اور دکھ نظر آتا ہے اس کو دور کرنے کا کام بھی اس مامور کے سپرد ہونا چاہئے تاکہ وہ نقائص بھی پیدا نہ ہوں جو بالشوزم کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور وہ نقائص بھی پیدا نہ ہوں جو سوشلزم کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں اور وہ نقائص بھی پیدا نہ ہوں جو نیشنل سوشلزم کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں دنیا کو کھانا بھی مل جائے دنیا کو کپڑا بھی مل جائے دنیا کو مکان بھی مل جائے۔ دنیا کو دوا بھی مل جائے اور دنیا کو تعلیم بھی میسر آجائے۔ پھر دماغ بھی کمزور نہ ہوں۔ انفرادیت اور عائلیت کے اعلیٰ جذبات بھی تباہ نہ ہوں ظلم بھی نہ ہو۔ لوگوں کو لوٹا بھی نہ جائے۔ امن اور محبت بھی قائم رہے لیکن روپیہ بھی مل جائے"۔

(۲) مختلف ضرورتوں کے وقت طوعی قربانیاں

قرآن کریم نے اصولی طور پر فرمایا ہے

اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۔

(بقرہ:۱۹۶)

مگر اس اسلامی تعلیم میں خدا تعالیٰ نے طوعی قربانیوں کیلئے کوئی

معین اصول مقرر نہ فرمائے تھے۔ صرف یہ کہا تھا کہ اے مسلمانو! تمہیں علاوہ جبری ٹیکسوں کے بعض اور ٹیکس بھی دینے پڑیں گے مگر یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ ٹیکس کتنے ہوں گے اور ان کی معین صورت کیا ہوگی۔ اگر کسی زمانہ میں اسلامی حکومت کو سو میں سے ایک روپیہ کی ضرورت ہوتی تھی تو خلیفۂ وقت کہہ دیا کرتا تھا کہ اے بھائیو اپنی مرضی سے سو میں سے ایک روپیہ دے دو۔ اور اگر کسی زمانہ میں اسلامی حکومت کو سو میں سے دو روپیہ کی ضرورت ہوتی تھی تو خلیفہ وقت کہہ دیا کرتا تھا کہ اے بھائیو اپنی مرضی سے سو میں سے دو روپے دے دو۔ اسی وجہ سے ہر زمانہ میں اس کی الگ الگ تعبیر کی گئی۔ رسول کریم ﷺ نے اس کی تعبیر اس طرح کی کہ وقتاً فوقتاً زائد چندے مانگ لئے اور خلفاء نے اپنے زمانہ کے مطابق اس کی اس طرح تعبیر کی کہ جو اموال فوجوں میں تقسیم کرنے کیلئے آیا کرتے تھے ان کے ایک بڑے حصہ کو محفوظ کر لیا اور سپاہیوں سے کہا کہ تم اپنی خوشی سے اپنا حق چھوڑ دو۔ اور حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے زمانہ کے مطابق تعبیر کر لی۔ اگر اسلامی حکومت نے ساری دنیا کو کھانا کھلانا ہے۔ ساری دنیا کو کپڑا پہنانا ہے ساری دنیا کو رہائش کے لئے مکانات کا انتظام کرنا ہے۔ ساری دنیا کی جہالت کو دور کرنے کیلئے تعلیم کا انتظام کرنا ہے تو یقیناً حکومت کے ہاتھ میں اس سے بہت زیادہ روپیہ ہونا چاہئے جتنا پہلے زمانہ میں ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم

کے ماتحت اعلان فرمایا کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے جو حقیقی جنت حاصل کرنا چاہتے ہیں یہ انتظام فرمایا کہ وہ اپنی خوشی سے اپنے مال سے کم از کم دسویں حصہ کی اور زیادہ سے زیادہ تیسرے حصہ کی وصیت کر دیں اور آپ فرماتے ہیں ان وصایا سے جو آمد ہوگی وہ ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور اس سلسلہ میں واعظوں کیلئے خرچ ہوگی۔ نیز ان اموال میں سے ان یتیموں اور مسکینوں کا بھی حق ہوگا جو کافی طور پر وجوہ معاش نہیں رکھتے اس طرح ہر ایک امر جو مصالح اشاعت اسلام میں داخل ہے جس کی اب تفصیل کرنا قبل از وقت ہے وہ تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہوں گے۔ (الوصیت شرط نمبر۲)

(۳) نہایت پر امن طریقہ سے مقصد کا حصول

اس اصول کو مد نظر رکھ کر دیکھو کہ کس قدر وہی مقصد جسے بولشوزم نے خون میں ہاتھ رنگ کر ادھورے طور پر پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے محبت اور پیار سے اسی مقصد کو زیادہ مکمل طور پر پورا کر دیا ہے۔ بالشوزم آخر کیا کہتی ہے؟ یہی کہ امیروں سے ان کی جائیدادیں چھین لو تا غریبوں پر خرچ کی جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وہی جائیدادیں اسلامی منشاء کے مطابق اور اپنے زمانہ کی ضرورتوں کے مطابق محبت اور پیار سے لے لیں اور فرمایا کہ تم سب اپنی

اپنی جائیدادوں کا کم سے کم دسواں حصہ دو جو یتامی اور مساکین پر خرچ کیا جائے گا اور اشاعت اسلام کا کام اس سے لیا جائے گا۔ اس وصیت کے قانون کے مطابق ہر وصیت کرنے والا احمدی اپنی جائیداد کا ۱/۱۰ سے ۱/۳ حصہ اپنی مرضی سے اپنے اخروی فائدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلام اور بنی نوع انسان کے فائدہ کیلئے دیتا ہے۔

(۴) وصیت کا نظام بین الاقوامی ہوگا

یہ وصیت کا نظام ملکی نہ ہوگا بلکہ بوجہ مذہبی ہونے کے بین الاقوامی ہوگا۔ انگلستان کے سوشلسٹ وہی نظام پسند کرتے ہیں جس کا اثر انگلستان تک محدود ہو۔ روس کے بالشویک وہی نظام پسند کرتے ہیں جس کا اثر روس تک محدود ہو۔ مگر احمدیت ایک مذہب ہے وہ اسی نئے نظام کی طرف روس کو بھی بلاتی ہے وہ جرمنی کو بھی بلاتی ہے وہ انگلستان کو بھی بلاتی ہے۔ وہ امریکہ کو بھی بلاتی ہے وہ ہالینڈ کو بھی بلاتی ہے وہ چین اور جاپان کو بھی بلاتی ہے پس جو روپیہ احمدیت کے ذریعہ اکٹھا ہوگا وہ کسی ایک ملک پر خرچ نہیں ہوگا بلکہ ساری دنیا کے غریبوں کیلئے خرچ کیا جائے گا۔ ہندوستان کے غرباء کے بھی کام آئے گا وہ چین کے غرباء کے بھی کام آئے گا۔ وہ جاپان کے غرباء کے بھی کام آئے گا۔ وہ افریقہ کے غرباء کے بھی کام آئے گا۔ وہ عرب کے غرباء کے بھی کام آئے گا۔ وہ انگلستان، امریکہ، اٹلی،

جرمنی اور روس کے غرباء کے بھی کام آئے گا۔

(۵) عالمگیر اخوت بڑھانیکا نظام

غرض وہ نظام جو دنیوی ہیں وہ قومیت کے جذبہ کو بڑھاتے ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ نے وہ نظام پیش کیا ہے جو عالمگیر اخوت کو بڑھانے والا ہے پھر روس میں تو روس کا باشندہ روس کیلئے جبراً اپنی جائیداد دیتا ہے لیکن وصیت کے نظام کے ماتحت ہندوستان کا باشندہ اپنی مرضی سے سب دنیا کے لئے دیتا ہے مصر کا باشندہ اپنی مرضی سے اپنی جائیداد سب دنیا کیلئے دیتا ہے۔ شام کا باشندہ اپنی مرضی سے ساری دنیا کے لئے دیتا ہے یہ کتنا نمایاں فرق ہے۔ اسلامی نظام نو اور دنیوی نظام میں۔

(٦) تمام دنیا میں عظیم الشان انقلاب

وہ وقت آنے والا ہے جب ساری دنیا احمدی ہو جائے گی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ساری دنیا سے یہ مطالبہ ہو گا کہ خدا تعالیٰ تمہارے ایمانوں کی آزمائش کرنا چاہتا ہے۔ اگر تم سچے مومن ہو۔ اگر تم جنت کے طلبگار ہو۔ اگر تم خدا تعالیٰ کی رضاء اور اس کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے ہو تو اپنی جائیدادوں کا دسویں سے تیسرے حصہ تک اسلام اور مصالح اسلام کی اشاعت کیلئے دے دو۔ اس طرح ساری دنیا کی جائیدادیں

قومی فنڈ میں آجائیں گی اور بغیر کسی قسم کے جبر اور لڑائی کے اسلامی مرکز صرف ایک نسل میں تمام دنیا کی جائیدادوں کے ۱۰/۱ سے ۳/۱ حصہ کا مالک بن جائے گا اور اس فنڈ سے یقیناً تمام غرباء کی خبر گیری کی جا سکے گی۔

(۷) نظام نو کی بنیاد ۱۹۰۵ء

غرض نظام نو کی بنیاد ۱۹۱۰ء میں روس میں نہیں رکھی گئی نہ وہ آئندہ کسی سال میں موجودہ جنگ کے بعد ۱۹۴۵ء میں یورپ میں رکھی جائے گی۔ بلکہ دنیا کو آرام دینے والے ہر فرد بشر کی زندگی کو آسودہ بنانیوالے اور ساتھ ہی دین کی حفاظت کرنے والے نظام نو کی بنیاد ۱۹۰۵ء میں نظام وصیت کے ذریعہ قادیان میں رکھی جا چکی ہے۔ اب دنیا کو کسی اور نظام نو کی ضرورت نہیں ہے۔ اب نظام نو کا شور مچانا ایسا ہی ہے۔ جیسے کہتے ہیں

؎ گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر۔

جو کام ہونا تھا وہ ہو چکا۔ اب یورپ کے مدبر صرف لکیریں پیٹ رہے ہیں۔ اسلام اور احمدیت کا نظام نو وہ ہے جس کی بنیاد جبر پر نہیں بلکہ محبت اور پیار پر ہے اس میں انسانی حریت کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اس میں افراد کی دماغی ترقی کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے اور اس میں انفرادیت اور عائلیت جیسے لطیف جذبات کو بھی برقرار رکھا گیا ہے۔

(۸) ایک پیش خبری

حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے اسی لیکچر نظام نو کے آخر میں فرمایا:

عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جب دنیا چلا چلا کر کہے گی کہ ہمیں ایک نئے نظام کی ضرورت ہے تب چاروں طرف سے آوازیں اٹھنی شروع ہو جائینگی کہ آؤ ہم تمہارے سامنے ایک نیا نظام پیش کرتے ہیں۔ روس کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں ہندوستان کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں۔ جرمنی اور اٹلی کہیں گے آؤ میں تم کو ایک نیا نظام دیتا ہوں۔ امریکہ کہے گا آؤ میں تم کو نیا نظام دیتا ہوں۔ اس وقت میرا قائمقام قادیان سے کہے گا کہ نیا نظام الوصیت میں موجود ہے۔ اگر دنیا فلاح و بہبود کے رستہ پر چلنا چاہتی ہے تو اس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ کہ الوصیت کے پیش کردہ نظام کو دنیا میں جاری کیا جائے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا۔ تمہاری حیثیت ہی کیا ہے۔ کہ تم ایسے دعوے کرو اور اس قسم کی موہوم امیدوں کو جامۂ عمل پہنا سکو مگر یہ شبہ بھی درست نہیں۔ اس لئے کہ جب ہم یہ بات پیش کرتے ہیں تو اس لئے پیش کرتے ہیں کہ ہم اس بات پر کامل یقین رکھتے ہیں کہ ہماری جماعت کا دنیا کے تمام ممالک میں پھیل جانا مقدر ہے۔ پس جبکہ ہم اس بات پر کامل یقین رکھتے ہیں کہ آج سے پچاس یا ساٹھ یا سو سال کے بعد بہرحال دنیا پر احمدیت کا غلبہ ہو جائے گا تو ہمیں اس بات پر بھی کامل یقین ہے کہ یہ نظام جو حضرت

مسیح موعود علیہ السلام نے پیش فرمایا ہے ایک دن قائم ہو کر رہے گا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی باتیں کبھی ٹل نہیں سکتیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنی کتاب "الوصیت" میں تحریر فرمایا ہے کہ

"یہ مت خیال کرو کہ یہ صرف دور از قیاس باتیں ہیں بلکہ یہ اس قادر کا ارادہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے مجھے اس بات کا غم نہیں کہ یہ اموال جمع کیوں کر ہوں گے اور ایسی جماعت کیونکر پیدا ہوگی جو ایمانداری کے جوش سے یہ مردانہ کام دکھلائے بلکہ مجھے یہ فکر ہے کہ ہمارے زمانہ کے بعد وہ لوگ جن کے سپرد ایسے مال کیئے جائیں وہ کثرت مال کو دیکھ کر ٹھوکر نہ کھاویں اور دنیا سے پیار نہ کریں۔ سو میں دعا کرتا ہوں کہ ایسے امین ہمیشہ اس سلسلہ کو ہاتھ آتے رہیں جو خدا کے لیئے کام کریں۔" (نظام نو صفحہ ۹۲ تا ۱۰۱)

پہلے دو روسی انقلابات کے نتائج

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفتہ المسیح الرابع نے فرمایا:۔

روس کے انقلاب نے دنیا میں ایک بہت ہی اہم کردار ادا کیا ہے۔ دنیا کو مختلف جہتوں سے تقسیم کیا۔ جب کہ اس سے پہلے تقسیم کی نوعیت

اور تھی۔ روسی انقلاب جو بیسویں صدی کے آغاز میں آیا۔ ۱۹۱۸ء - ۱۹۱۹ء میں اس انقلاب نے تیزی کے ساتھ حرکت کی اور اپنے درجہ کمال کو پہنچا۔ اس انقلاب کی خصوصیت یہ تھی کہ دنیا نئے دھڑوں میں تقسیم ہوئی ہے۔ اس سے پہلے گوروں اور کالوں کی تقسیم تھی۔ شمال اور جنوب اور مشرق اور مغرب کی تقسیم تھی۔ لیکن امیراور غریب کی تقسیم کے نقطہ نگاہ سے پہلی دفعہ دنیا کودو حصوں میں باٹا گیا۔ یہ انقلاب زار روس کی قوت کے ٹوٹنے سے ہوا۔ اب ایک جو نیا انقلاب آیا ہے اس میں روس نے گزشتہ ۷۰ سال میں اپنے نئے نظریات کے ساتھ جو کچھ حاصل کیا تھا اسے یکدفعہ کھو دیا اور یہ تسلیم کیاکہ ہمارا ماحصل کچھ بھی نہیں تھا۔ محض نقصان اور رسوائی تھی اور اس کے نتیجہ میں اچانک دنیا میں ایک زلزلے کی سی کیفیت پیدا ہوئی اور مختلف دانشوروں نے مختلف رنگ میں اظہار کیئے۔ ان اظہارات میں کس حد تک صداقت اور جان ہے کس حد تک ان کی سوچیں صحیح رخ پر ہیں۔ اس بحث کو سردست ایک طرف رکھتے ہوئے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان دونوں انقلابات کے متعلق ہمارے خدا نے جماعت احمدیہ کو پہلے سے خبردے رکھی تھی اور بڑی واضح اور قطعی خبر تھی۔ اس لئے دنیا کے اندازے خوا، کچھ بھی ہوں کہ ان انقلابات کے نتیجے میں کیا رونما ہوگا۔ جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے اور ان حالات کے ظاہر ہونے کے بعد یہ یقین اور بھی بڑھ چکا ہے کہ جو بھی ظاہر

ہوگا وہ جماعت احمدیہ کے حق میں بہتر ہوگا اور جماعت احمدیہ کی عالمگیر ترقی کے لیئے ایک ذریعہ ثابت ہوگا

(خطاب حضرت امام جماعت احمدیہ جلسہ سالانہ قادیان دسمبر ۱۹۹۱ء)

ایک عظیم الشان خوش خبری

خدا تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو جہاں یہ خبر دی تھی کہ " میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا" وہاں روس کے متعلق یہ خصوصی خبر دی تھی کہ "اپنی جماعت کو رشیا کے علاقہ میں ریت کی مانند دیکھتا ہوں" (تذکرہ صفحہ ۸۱۳)

اس تیسرے روسی انقلاب کی ابتدا تو ہو چکی ہے مگر اس کی تفصیلات سے پہلے آپ کو ماضی میں لے جانا چاہتا ہوں۔
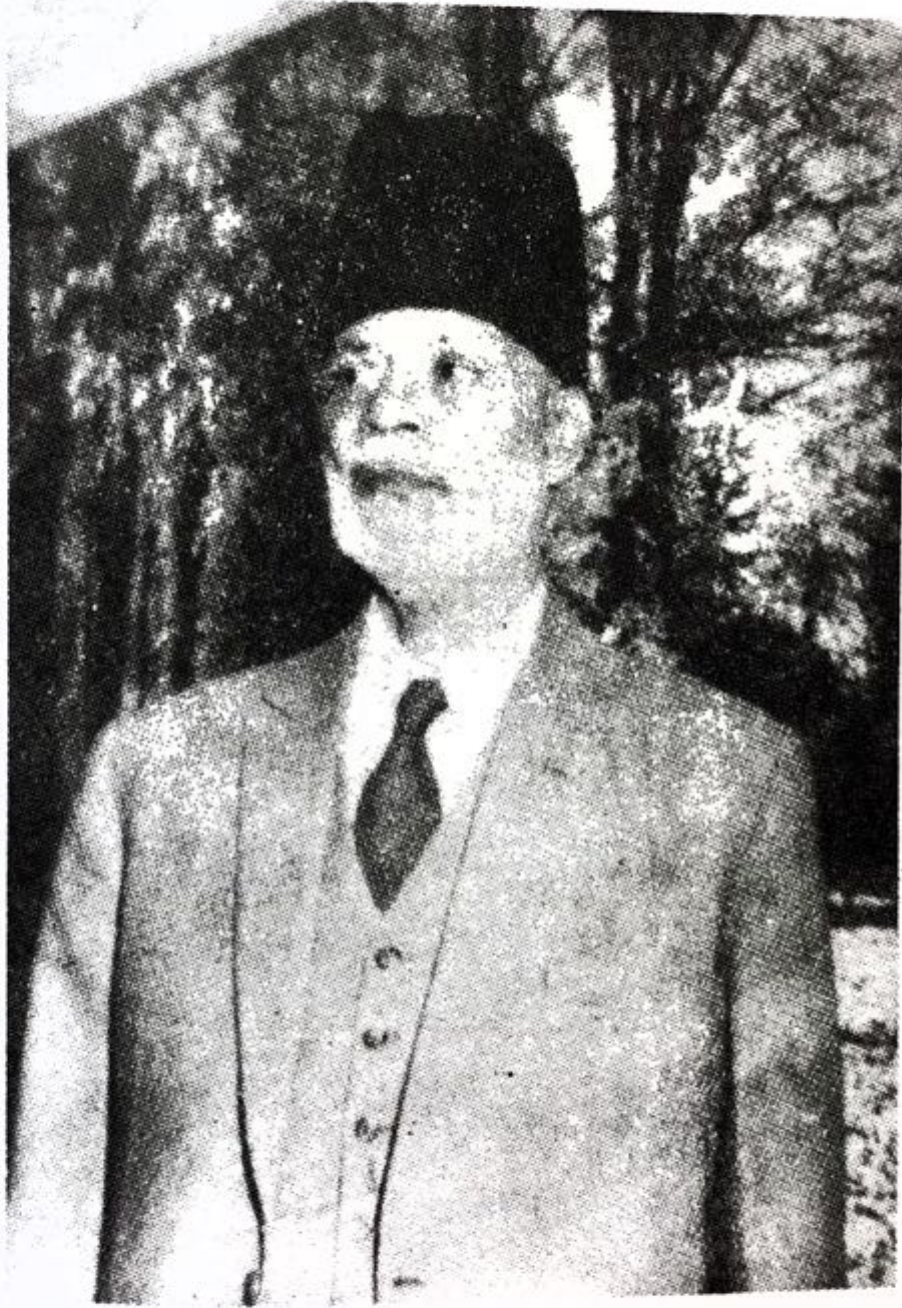
حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی پیش خبری کے مطابق علم و معرفت میں کمال حاصل کر کے
دوسروں کا منہ بند کرنے والے آپ کے عظیم رفیق حضرت سر محمد ظفر اللہ خان صدر
جنرل اسمبلی (اقوام متحدہ) و صدر بین الاقوامی عدالت انصاف اور پاکستان کے پہلے وزیر
خارجہ نے روس کے دو دورے کئے آپ کے تاثرات ۸۲۔ اور ۱۱۸۔ پر

آٹھواں باب

روس میں اسلام -- دور اول

روس کی عظیم مملکت میں مسلمانوں کی تعداد چار کروڑ سے زائد بتائی جاتی ہے۔ روسی ازبکستان کے سمرقند، بخارا اور تاشقند کے خوبصورت اور صحت افزا علاقوں میں اسلام پہلی صدی ہجری میں پہنچا۔ ۲۲ ہجری خلافت ثانیہ میں مسلمان آذربائیجان پہنچے۔ عتید اور بکیر بن عبداللہ اس فاتح قوم کے سردار تھے۔ خلافت ثالثہ میں مسلمان داغستان اور ترکستان کے علاقہ میں داخل ہوئے۔ ۴۶ ھ میں زیاد بن سفیان نے اپنے بہادر جرنیل ربیعہ بن الحارث کو عراق سے خراسان بھیجا۔ ربیعہ نے ہرمز کو زیر کر کے بلخ میں اپنے جھنڈے گاڑے۔ پھر ۵۰ھ میں معاویہ نے اس کے لڑکے عبیداللہ کو بخارا کی تسخیر کیلئے بھیجا اور ۸ ستمبر بروز جمعہ ۵۴ھ کو بخارا فتح ہوا۔ (تقویم تاریخی از عبد القدوس ہاشمی مطبوعہ ۱۹۶۵ء اسلام آباد) اور جمعہ ۲۲ فروری ۵۶ھ کو سمرقند کا محاصرہ کیا گیا۔ تاہم اسلام کی حقیقی پیش قدمی کا آغاز قتیبہ بن مسلم الباھلی کی کمان میں ۸۶ھ میں ہوا جب مسلمان فوجیں دریائے جیحون کو عبور کر کے روسی علاقہ میں بڑھتی چلی گئیں۔ ان فتوحات کے دوران بخارا، سمرقند، خوارزم، فرغانہ اور تاشقند سرنگوں ہوئے۔ فتوحات کا یہ سلسلہ جاری رہا اور ۹۶ھ تک دس سال کے عرصہ

میں پورا مغربی ترکستان (تیان شان پہاڑی سلسلہ اور بحیرہ کیسپین کا درمیانی علاقہ) مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا۔ یہ علاقہ دریائے جیحون اور سیحون کے درمیان واقع ہے۔ عربوں کی آمد سے قبل یہاں کی زبان فارسی تھی بعد میں عربی اور پھر ترکی زبان غالب آئی۔ عرب جغرافیہ دانوں نے ماوراءالنہر کے مقامی باشندوں کی نیک سیرت، صاف گوئی، فراخدلی اور مہمان نوازی کی بہت تعریف کی ہے۔

ماوراء النہر کا یہ علاقہ مسلمان علماء کا ملجا تھا۔ اس علاقہ کے حضرت امام بخاری، امام ترمذی، امام فارابی، البیرونی، عمر بن خیام، الخوارزمی، فرغانی، فردوسی، جامی، بو علی سینا، ابو اللیث سمرقندی اور ابوزید احمد بن سہیل البلخی نے ملت اسلامیہ کے علمی ذخائر میں زریں سرمائے کا اضافہ کیا۔ بخارا، سمرقند، مرو، ترمذ، بلخ اور کاشغر اسلام کی علمی بیداری کے مراکز اور مسلمانوں کے مجد و شرف کے آسمان تھے۔ اسی کا نقشہ ایک عرب شاعر نے یوں کھینچا ہے

علماء الاسلام کا نوا بدورا وسماء البلدور ترکستان

اس ماوراء النہر علاقے کا نام ترکستان کے علاوہ خراسان بھی تھا (جو بخارا اور سمرقند کی سرزمین ہے) اس کے متعلق عربی ضرب المثل مشہور ہے کہ ”علم ایک درخت ہے جس کی جڑیں مکہ میں ہیں مگر اس کا پھل خراسان میں پکتا ہے“ جس طرح اسلام کے دور اول میں اس علاقہ نے

شہرت حاصل کی اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں پاک محمد مصطفیٰ ﷺ نبیوں کے سردار کی پیشگوئی کے مطابق اسی علاقہ کے لوگوں کے لئے اہم رول ادا کرنا مقدر ہے۔

ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں پورا داغستان مسلمان ہو چکا تھا۔ ترکستان اور قفقاز کی فتوحات کے بعد اسلام جھیل یورال کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ وولگا کے مسلمان تاتاریوں کے تعلقات سائبیریا کے تاتاریوں سے تھے باہمی تعاون سے وہاں بھی اسلام نے سرعت سے ترقی کرنا شروع کر دی ۷۶۵ھ (۱۳۷۰ عیسوی) میں ترکستان میں امیر تیمور نے سر اٹھایا۔ شمالی ایشیا کو زیر کرنے کے بعد روس کی طرف رخ کیا اور ماسکو تک جا پہنچا۔ اس کی فوج میں روسی عیسائی بھی شامل رہے۔ چنگیز خان اور ہلاکو خان نے جہاں تباہی مچائی وہاں ان کے بچے اسلام کی عظیم خدمات بجا لائے جس طرح ابو جہل کے بیٹے عکرمہؓ اور ولید کے بیٹے خالدؓ نے اسلام کی خدمت کی۔ سچ ہے۔

ہے عیاں شورش تاتار کے افسانے سے   پاسبان مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

اب روسی مسلمان ریاستوں اور علاقوں کے کچھ تفصیلی حالات پیش خدمت ہیں۔

(ا) جمہوریہ ازبکستان

ازبکستان کا کل رقبہ ۴،۴۷،۴۰۰ مربع کلومیٹر ہے اور آبادی ۱،۹۹۰۶۰۰۰ ہے ایک سو سے زیادہ قومیتوں کے لوگ اسمیں آباد ہیں ازبک مسلمانوں کا تناسب ۸۰ فیصد ہے تاشقند (Tashkent) اس کا دارالسلطنت ہے سمرقند اس جمہوریہ کا دوسرا بڑا شہر ہے بخارا ، فرغانہ ، فیشادریہ اور سورخان اس جمہوریہ کے چند صوبے ہیں۔

اس علاقے نے بڑے بڑے ناموروں کو پیدا کیا ہے جن میں محدث۔ فقیہہ - فلسفی - ریاضی دان - اطباء اور ماہرین علم نجوم شامل ہیں۔ ازبکستان میں روس کی ۶۰ فیصد کپاس پیدا ہوتی ہے بخارا اعلیٰ درجہ کے قالین تیار کرنے کا مرکز ہے جبکہ خیوہ اون اور بھیڑ بکریوں کیلئے مشہور ہے نہری نظام کی وجہ سے باغات کی بھی کثرت ہے جن میں سیب کی ۲۴۰ اور آڑو کی ۳۰۰ اقسام کاشت ہوتی ہیں۔ آب و ہوا زیادہ تر خشک ہے گرمی مئی تا اکتوبر اور سردیوں میں درجہ حرارت منفی بھی ہو جاتا ہے چھوٹے موٹے بے شمار دریا اور کئی گلیشیر بھی ہیں۔ قدرتی گیس بھی نکالی جا رہی ہے تھرمل بجلی گھر اب ۴۰۰ بن گئے ہیں۔

اسلام کی کرنیں یہاں اموی دور میں خلیفہ عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں آٹھویں صدی میں پھوٹیں۔ مشہور مسلم سپہ سالار قتیبہ بن مسلم باہلی نے ۷۰۶ عیسوی میں ۹ سال کی مسلسل معرکہ آرائی کے بعد

اس علاقہ کو خلافت اسلامیہ کا ایک حصہ بنایا تھا۔ اس فتح کے بعد یہاں کی سرکاری زبان عربی قرار دی گئی۔ اس کے بعد بارہ سو سال تک یہ علاقہ سلطنت اسلامیہ کا اٹوٹ حصہ رہا، بخارا، خیوہ، اوزق اور خوقند (قند) کے صوبے اس علاقہ میں قائم ہوئے سمرقند میں الغ بیگ کی رصد گاہ، فقہ العرابیہ، جامع مسجد بی بی خانم، قاسم بن عباس کا مقبرہ شان زندہ (شاہ زندہ) مدرسہ ریگستان قابل دید مقامات آج بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

انیسویں صدی میں روسی زاروں نے ان علاقوں کو فتح کر لیا اور ۱۹۱۷ء میں جب زار کی حکومت کا خاتمہ ہوا تو مسلمانوں نے سمرقند، خوقند اور بخارا میں آزاد ریاستیں قائم کر لیں جو کمیونسٹوں سے آئندہ پانچ برس تک برسرپیکار رہیں۔

۱۹۲۲ء میں سمرقند میں ایک کل ترکستان اسلامی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں اتفاق رائے سے ترکستان کو آزاد ریاست قرار دیا گیا۔ لیکن سوشلسٹوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ کمیونسٹوں کی سرخ فوج نے ایم فیروز کی سرکردگی میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلنے کا آغاز کر دیا اور اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ مہم بھی شروع ہو گئی۔ علماء کو سب سے پہلے نشانہ بنایا گیا جو روحانی سلسلہ نقشبندیہ کے پیروکار تھے انہوں نے اشتراکی نظام کے قیام کی بڑی شدت سے مخالفت کی تھی لیکن اس قسم کے روحانی سلسلے جبر و استحصال سے نہیں دبا کرتے کسی نہ کسی صورت اور

رنگ میں وہ موجود رہتے ہیں مساجد پر تالے لگا کر اور مذہب کے خلاف پرچار کی حوصلہ افزائی کر کے اگر اشتراکی یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ انہوں نے ان کے روح و قلب سے اپنے عقیدہ سے محبت کو ختم کر دیا ہے تو یہ ان کی بہت بڑی خام خیالی تھی۔ اسلامی عقائد وسطی ایشیا کے مسلمانوں کے طرز معاشرت ، بودوباش ، کھانے پینے ، شادی بیاہ اور تہواروں کی صورت میں بہرحال موجود رہے وسطی ایشیا سے آمدہ تازہ اطلاعات کے مطابق لوگوں نے شکستہ مساجد کی مرمت اور نئی مساجد کی تعمیر شروع کر دی ہے باالفاظ دیگر احیائے دین کی تحریک از سرنو پورے جوش و جذبہ سے ابھر آئی ہے۔

(وسط ایشیا کی نو آزاد مسلم ریاستیں از کرامت علی خان صفحہ ۱۴)

اقوام متحدہ کے صدر سر محمد ظفراللہ خاں

اقوام متحدہ کے صدر سر محمد ظفراللہ خان نے ۱۹۶۳ء میں روس کا دورہ کیا اور اپنے دلچسپ مشاہدات یوں قلمبند کئے:۔

سمرقند

"۱۹۶۳ء میں اس کی تاریخی یادگاروں کے باعث میں نے سنہری سمرقند کو ویسا ہی بلکہ اس سے بڑھ کر پایا جیسے اس کی شہرت تھی۔ انہی یادگاروں کی زیارت کا شوق ہی مجھے کشاں کشاں ازبکستان لے گیا تھا۔ کئی

وجوہ سے امیر تیمور کے مدفن پر ان کے لئے دعائے مغفرت کرنے کی آرزو تھی جو بحمد اللہ بر آئی۔ سنا ہوا تھا اوز آنکھوں سے دیکھا کہ انکی قبر انکی ہدایت کے مطابق ان کے استاد اور مرشد کے پائینتی ہے اور ''آں مسلماناں کہ امیری کردہ اند - در شہنشاہی فقیری کردہ اند'' کی تصدیق کرتی ہے سمرقند اور سمرقند کے نواح میں باقی سب اسلامی یادگاریں، مدرسے، خانقاہیں، رصد گاہیں دیدۂ عبرت نے آنسوؤں کے پردے سے دیکھیں اور ہر مقام پر دل پر حسرت سے درگاہ رب العالمین میں التجائیں بلند ہوتی رہیں کہ ''اے قادر مطلق اب تو کمال فضل سے ہماری شب تیرہ کو روز روشن سے بدل اور اسلام کے سورج کو نصف النہار تک بلند فرما۔ (آمین یا رب العالمین) (الحمد للہ چوہدری صاحب کی اس دعا کی قبولیت کا وقت اب آن پہنچا ہے اور روسی ریاستوں میں بھی اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے دور کی ابتدا ہو گئی ہے۔ منیر)

وادی زر تشاں کے شہر سمرقند (جس کی ۲۵۰۰ سالگرہ ۱۹۷۰ء میں منائی گئی تھی ناقل) میں ہمارے میزبان وہاں کے صدر بلدیہ تھے۔ دوپہر کا کھانا ہم نے ان کے دولت کدے پر تناول کیا۔ پلاؤ، قورمہ، نان، کباب، حلوہ جات، پھل، اور مشروبات یہاں بھی میسر تھے۔ کھانے سے فراغت پر صدر بلدیہ نے دریافت فرمایا اب کیا پروگرام ہے؟ بہتر ہو کچھ آرام کر لیں۔ میں نے گزارش کی کہ نماز کا وقت ہے اس پر میزبان نے وضو کے

لیئے غسل خانے کی طرف رہنمائی کی اور جب تک ہم وضو کر کے نماز کیلئے تیار ہوئے مصلے قبلہ رخ بچھا دیئے گئے فجزاہ اللہ سمرقند تجارت کی منڈی ہونے کے لحاظ سے بھی ایک بارونق شہر ہے جو کچھ ہم نے بازاروں میں دیکھا اس کے علاوہ ہم نے قراقلی کی منڈی بھی دیکھی۔ سمرقند قراقلی کی تجارت کا بڑا مرکز ہے۔ پھر وہی کیفیت ہوئی

عشق دیدہ ز آنسوئے بازار او بازار تا
عقل بازارے و تاجری آغاز کرد

سمرقند کی بلدیہ آثار قدیمہ کی دیکھ بھال اور مرمت اور صفائی پر بہت روپیہ صرف کرتی ہے جس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آثار زائرین کی انتہائی دلچسپی کا موجب ہیں اور ان کے دیکھنے کو کثرت سے زائرین سمرقند آتے ہیں۔

تاشقند

ماسکو سے ہم تاشقند گئے جو ازبکستان کا دارالحکومت ہے۔ ہمارا سفر ایروفلوٹ کے طیارے سے تھا۔ ہوائی جہازوں کے کرائے اندرونی سفر کے لئے بین الاقوامی کرایہ کی نسبت بہت سستے ہیں۔ روسی ہوائی جہازوں کی رفتار تو بہت تیز ہے لیکن آرام و صفائی کا انتظام اس درجے کا نہیں جو غیر اشتراکی کمپنیوں میں رائج ہو چکا ہے لیکن مقابلتہ کرایہ اتنا سستا ہے کہ ملکی سفر کرنے والے مسافر آرام میں خفیف سا تفاوت غالباً محسوس بھی نہیں

کرتے۔ تاشقند اور سمرقند کی عمارتیں اور آبادی وہی منظر پیش کرتی ہیں جو وسط ایشیا کے اکثر شہر پیش کرتے ہیں۔ مساجد اور مقابر کی وضع قطع بھی وہی ہے سڑکیں اور بازار بھی ویسے ہی تھے۔ لباس عموماً" یورپین طرز پر تھا۔ ملنے اور رخصت ہوتے وقت السلام علیکم اور وعلیکم السلام کہنے کا رواج عام تھا۔

روس کی حکومت کی تشکیل عرفاً وفاقی طریق پر ہے۔ ملک کا موجودہ سرکاری نام یونین آف سویٹ سوشلسٹ ری پبلکس U.S.S.R ہے۔ یعنی متحدہ اشتراکی حکومتیں۔ ان جمہوریتوں کی تعداد سولہ ہے۔ جمہوریتیں اپنے اندرونی نظام کے لحاظ سے آزاد شمار کی جاتی ہیں۔ ان میں سے دو یعنی یوکرائن اور بیلاروس اقوام متحدہ کے رکن بھی ہیں۔ ازبکستان کی جمہوریت کا علاقہ بہت وسیع ہے۔ مشرق میں یہ فرغانہ۔ وسط میں تاشقند۔ مغرب میں سمرقند اور بخارا کے علاقے سب اس میں شامل ہیں۔ ان چھ مسلمان جمہوریتوں کی زبانوں میں بڑی حد تک اشتراک ہے جس کی بنیاد ترکی ہے اور ان میں عربی فارسی اور ترکی کے بہت سے الفاظ ہیں۔ تاجیکی زبان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ۱۹۲۵ء تک ایک اردو جاننے والے کیلئے تاجیکی ازبکی زبان کا سیکھنا نہایت آسان تھا۔ کیونکہ اس وقت تک ان زبانوں کا رسم الخط فارسی تھا۔ ۱۹۲۵ء میں فارسی کی بجائے لاطینی رسم الخط کو رواج دیا گیا۔ اور دوسری عالمی جنگ کے دوران لاطینی رسم الخط کو ترک کر کے روسی رسم

الخط کو رائج کیا گیا جسکے نتیجہ میں ان جمہوریتوں کی زبانوں اور فارسی اردو
کے درمیان ایک روک پیدا ہو گئی۔ گو میرے تاشقند اور سمرقند کے سفر
کے وقت بھی اکثر تعلیم یافتہ ازبکی اشخاص فارسی زبان میں کچھ مہارت
ضرور رکھتے تھے۔ ان جمہوریتوں کی اصل آبادی مسلمان ہے۔ نام بھی
اسلامی ہیں۔ گو آخری حصے کو روسی شکل دیدی جاتی ہے۔ مثلاً مفتی اعظم
تاشقند کا اسم گرامی ضیاء الدین بابا خانوف بولا اور لکھا جاتا ہے۔ آپ
تاشقند کے مفتی اعظم بھی ہیں اور وسطی ایشیا کے اسلامی ثقافتی بورڈ کے
صدر بھی۔ ان سے پہلے ان کے والد مرحوم مفتی تاشقند تھے۔ اور توقع کی
جاتی ہے کہ ان کے بعد ان کے فرزند اکبر ان کے جانشین ہوں گے۔

مفتی ضیاء الدین بابا خانوف

مفتی صاحب اوران کے نائب مخدوم اسماعیلوف اور ان کے رفقاء
نے کمال تواضع سے ہمارا خیر مقدم کیا۔ کچھ عرصہ تو تبادلہ خیالات اور
معلومات حاصل کرنے میں صرف ہوا۔ پھر مفتی صاحب اور مخدوم
اسمعیلوف نے ہمیں مسجد - لائبریری اور مختلف ادارے دکھائے۔ مفتی
صاحب سے معلوم ہوا کہ اگرچہ کسی مذہب کو بھی کھلے بندوں دینی تبلیغی
سرگرمیوں کی اجازت نہیں - لیکن اسلامی مدارس میں دینی درس و تدریس
پر کوئی پابندی نہیں عبادات پر بھی مساجد میں ہوں خواہ گھروں میں کوئی

پابندی نہیں البتہ آبادی کا نوجوان حصہ عبادات میں وہ شغف نہیں رکھتا جو معمر طبقے میں اب تک ہے۔ رسم الخط میں تبدیلی کی وجہ سے عربی میں قرآن کریم کی تلاوت بھی اس وسیع پیانے پر نہیں ہوتی۔ لیکن عربی رسم الخط میں قرآن کریم ملتا ہے اور طباعت اور اشاعت پر کوئی پابندی نہیں۔ مفتی صاحب نے لائبریری میں قرآن کریم کے تین نسخے جو نہایت خوبصورت خط میں چھپے ہوئے تھے دکھلائے جو پچھلے چند سالوں میں مصر میں طبع کروائے گئے تھے وسط ایشیا کے روسی علاقوں سے دینی اور فقہی مسائل پر استفسارات متواتر مفتی صاحب کی خدمت میں اور ان کے ادارے میں پہنچتے رہتے ہیں جن کے جوابات بہم پہنچائے جاتے ہیں۔ نکاح و طلاق وغیرہ کا سب انتظام و انصرام ان کے ادارے کی طرف سے کیا جاتا ہے“

(تحدیث نعمت)

خاکسار (مؤلف) کو بھی اپنے قیام ماریشس کے دوران مکرم مفتی صاحب سے خط و کتابت کا موقع ملا۔ ہماری خط و کتابت عربی میں ہوتی تھی۔ محترم مفتی صاحب کے خط کا رشین ترجمہ بھی ساتھ ہوتا تھا۔ انہوں نے ہماری قرآنی نمائش ۱۹۶۷ء کے لئے ایک عمدہ قرآن مجید بطور تحفہ بھجوایا تھا اور صحف عثمانی کے ان صفحات کا فوٹو سٹیٹ بھی بھجوایا جن پر حضرت عثمانؓ کی شہادت کے وقت کے خون کے نشانات تھے۔ مولانا کوثر نیازی نے اپنے روس کے سفرنامے میں بھی اس قرآن مجید کا ذکر کیا ہے کہ

یہ ہرن کی کھال پر لکھا ہوا ہے اور ایک آہنی صندوق میں محفوظ ہے مسلمانوں کے مطالبہ پر ۱۹۲۳ء میں ماسکو سے ایک سپیشل ٹرین کے ذریعہ تاشقند بھجوایا گیا تھا۔ اس سے قبل یہ ماسکو میں زار شاہی کتب خانہ میں تھا۔

(تاریخ المصحف عثمانی فی تاشقند از شیخ اسماعیل مخزوم بحوالہ "کوہ قاف کے دیس میں")

ضرب المثل مشہور ہے کہ "ضرورت ایجاد کی ماں ہے" دوسری عالمی جنگ کے موقعہ پر روس کو مسلمانوں کی فوج کی ضرورت تھی تو حکومت نے مذہب کے سلسلہ میں اپنی پالیسی میں نرمی کی جس کے نتیجہ میں مسلمان فوجوں نے خوب خدمت کی ان کے پرچم اب بھی ماسکو نیشنل میوزیم میں دیکھے جا سکتے ہیں جن پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ اسی طرح مسلمان ممالک سے رابطے کرنے کی ضرورت ہوئی تو سات مسلم کانفرنسیں مختلف وقتوں میں روس میں کروائی گئیں۔ ۱۹۷۰ء میں تاشقند کی مسلم کانفرنس میں ماریشس کے احمدیہ مشنری کو بھی دعوت دی گئی تھی مگر وہ شامل نہ ہو سکے۔ اسی طرح قرآن مجید خوبصورت عربی میں بھی طبع کروائے گئے اور چند ایک مساجد کی مرمت کروائی گئی اور مسلمانوں کا ایک بورڈ مقرر کر دیا گیا جس کے صدر مفتی ضیاء الدین بابا خانوف تھے اسی تاشقند میں ۱۹۶۵ء میں صدر پاکستان جنرل ایوب خان اور ہندوستان کے وزیراعظم لال بہادر شاستری کے درمیان جنگ بندی کا اہم معاہدہ ہوا تھا۔

(۲) جمہوریہ تاجکستان

تاجکستان کی سرحد افغانستان سے ملتی ہے اس کا رقبہ ۱,۴۳,۱۰۰ مربع کلومیٹر ہے اور آبادی ۵۱,۱۲,۰۰۰ ہے مسلمانوں کا تناسب ۹۸ فیصد ہے۔ دوشنبہ (Dushanbe) اس کی راجدھانی ہے۔ (دوشنبہ فارسی زبان میں سوموار کو کہتے ہیں جیسے دوشنبہ مبارک دوشنبہ)

لینن آباد اور خوارج اس کے دوسرے بڑے اہم شہر ہیں۔ شیخ یعقوب چرخی جو شیخ بہاؤالدین نقشبندی کے مریدوں میں سے تھے یہیں دوشنبہ میں مدفون ہیں۔ یہ پورا علاقہ صوفیا کے زیر اثر تھا۔ افغانستان سے پہلے یہاں اسلام کی روشنی پہنچی تھی آٹھویں صدی عیسوی میں جب یہاں اسلام کا پیغام پہنچا تو پوری آبادی نے آغوش اسلام میں پناہ لے لی۔ ایک مصری مؤرخ ڈاکٹر عبدالرحمٰن کے بقول صرف ایک دن میں تاشقند اور خاراب کے دو لاکھ خاندانوں نے اسلام قبول کیا۔ زاران روس نے انیسویں صدی میں اس علاقہ پر قبضہ کرلیا اور ۱۹۱۷ء کے انقلاب کے بعد کمیونسٹوں نے اس پر بھی قبضہ کرلیا۔

(۳) جمہوریہ ترکمانستان

ترکمانستان کا رقبہ ۴,۸۸,۱۰۰ کلومیٹر اور آبادی ۳۵,۳۴,۰۰۰ ہے جن

میں ۹۰ فیصد مسلمان ہیں۔ عشق آباد اس کی راجدھانی ہے۔ چنانچہ بالٹک اور مرو جس کا نام ماری ہے مسلم تہذیب و تمدن کے مراکز ہیں۔ شیخ یزید بن حاکمؒ کے قدم بھی یہاں آئے تھے۔ کئی مشہور و معروف محدثین کا یہ علاقہ مسکن رہا ہے ماری کی ہمدانی مسجد تاریخی عمارتوں میں سے ایک ہے جو شیخ یوسف ہمدان کے نام پر ہے۔

کمیونسٹ انقلاب کے فوراً بعد یہاں ترکستان کی آزاد ریاست وجود میں آگئی لیکن جلد روسی فوج نے اسے تہہ و بالا کر دیا اور یہ علاقہ سوویٹ یونین کا حصہ بن گیا۔ بعد ازاں اسے جمہوریہ ترکمانیہ کا نام دے کر یہاں کمیونسٹ حکومت قائم کر دی گئی۔

کئی علماء کو بیگار کیمپوں میں بھیج دیا گیا اور الحاد کی تعلیم دینے کے لیئے تنخواہ دار ملازمین کا تقرر ہو گیا صرف ۱۹۵۴ء میں ایک سال کے دوران اسی علاقہ میں کوئی ۷۰۰ مخالف مذہب جلسے کرائے گئے۔ مسلمانوں کو بالمیک (بنیاد پرست اور علاقائیت پسند) کے نام سے پکارا جانے لگا۔ کسی مسلمان کو کسی وقت بھی بالمیک قرار دیکر سزائے موت سنادی جاتی تھی۔

(۴) جمہوریہ کرغیزیہ

کمیونسٹوں کے اقتدار پر قبضہ کرنے کے بعد سابقہ ترکستان کو کئی

حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ ان منقسم حصوں میں سے ایک کا نام کرغیزیہ تھا اس کا رقبہ ۱,۹۸,۵۰۰ مربع کلومیٹر ہے اور آبادی ۴۲,۹۱,۰۰۰ ہے۔ مسلمانوں کا تناسب ۹۲ فیصد ہے فرنزے (Frunze) اس کی راجدھانی ہے۔ ایک عیسائی مؤرخ کے مطابق ۱۹۴۰ء کے آتے آتے سوشلزم اور لادینیت کے عفریت نے سینکڑوں علماء اور مذہبی قائدین کو غائب کر دیا اور خود روسی اندازے کے مطابق ۱۹۴۱ء کے خاتمہ تک ترکستان میں کئی ہزار مساجد بند کر دی گئیں ان کارروائیوں کے باوجود ایک سروے نے بتایا کہ مسلمانوں کے علاقہ میں مکمل دہریہ ایک بھی موجود نہیں۔

(۵) جمہوریہ آذربائیجان

روسی آذربائیجان کی سرحدیں ایران سے ملتی ہیں بلکہ اس کا کچھ حصہ روس میں ہے اور کچھ ایران میں۔ روسی شمالی آذربائیجان کا رقبہ ۸۶,۶۰۰ مربع کلومیٹر ہے اور آبادی ۷۰,۲۹,۰۰۰ ہے - باکو (Baku) دارالخلافہ ہے۔ ۸۰ فیصد مسلمانوں میں سے ۷۷ فیصد ترک ہیں اور باقی عربی و ایرانی ہیں اس کے مغرب میں آرمینیہ ، ترکی اور عراق ہیں۔ اس طرح اس کا تعلق مسلم دنیا سے ایران اور ترکی کے واسطے سے براہ راست ہے۔ یہ علاقہ تیل کی دولت سے مالا مال ہے ۱۸۹۸ء میں یہاں سے کل دنیا کے تیل کا نصف نکالا جاتا تھا۔ اور پورے سوویٹ روس کو پٹرول یہیں

سے جاتا تھا۔

اسلام کی روشنی یہاں خلیفہ راشد حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں پہنچی تھی۔ اور حضرت بکیر بن عبداللہ کی قیادت میں اسلامی فوج کے قدم یہاں پہنچے تھے۔ تاہم یہ علاقہ ۱۱۳ھ میں اموی خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے زمانہ میں سلطنت اسلامیہ کا باضابطہ حصہ بنا۔

آذربائیجان پر پہلا روسی حملہ تیرھویں صدی عیسوی میں ہوا جس کے نتیجہ میں اس علاقہ پر قبضہ حاصل کرنے کیلئے روس اور ایران کے مابین جنگ ہوئی۔ اس جنگ کے خاتمہ پر مشرقی آذربائیجان پر زار کا قبضہ ہو گیا۔ زار کی حکومت نے مسلمانوں پر مصائب کے پہاڑ توڑے۔ نتیجۃً ہزاروں مسلمانوں نے ایران اور ترکی میں پناہ لی۔

(٦) جمہوریہ قازقستان

روسی ترکستان کی یہ پانچویں جمہوریہ ہے اس کا رقبہ ۲۷۱۷۳۰۰ مربع کلومیٹر اور آبادی ۱,٦٥,۳۸,۰۰۰ ہے۔ دارالخلافہ Alma Ata الماآتا ہے یہاں ۷۰ فیصد مسلمان آباد ہیں۔ یہاں بھی اسلام کی شعاعیں آٹھویں صدی عیسوی کے اوائل میں پہنچی تھیں۔

قازق ترک اپنی دینداری کیلئے مشہور ہیں اسلام قبول کرنے سے پہلے وہ بت پرست تھے۔ انیسویں صدی اس علاقہ کیلئے بھی ادبار کازمانہ تھا۔ اسی زمانہ میں یہاں زار کی فوج نے حملہ کیا اور اسے اپنی سلطنت

کا حصہ بنا لیا۔ جب زار کو زوال آیا تو ۱۹۲۰ء میں قازق ترکوں نے ایک آزاد ریاست تشکیل دیدی لیکن آزادی کا یہ دور عارضی ثابت ہوا اور ۱۹۳۶ء میں روسی کمیونسٹوں نے جبراً اس علاقہ کو سویٹ یونین میں شامل کر لیا۔

ایک روسی جنرل تونبر اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ دو سو ترکستانی مسلمانوں نے حج کی درخواست دی تو ان میں سے صرف ۱۷ مسلمانوں کی درخواستوں کو منظوری کے لیئے ماسکو بھیجا گیا۔ ۱۹۱۷ء میں روس میں ۲۶۰۰۰ مساجد تھیں چند سالوں میں ہی صرف چار ہزار مساجد عبادت کے لیئے زیر استعمال رہ گئیں۔ (اخبار گارڈین لندن ۲۱ مارچ ۱۹۸۸ء)

۱۹۹۱ء میں سوویٹ رشیا کے خاتمے پر ان چھ ریاستوں کے لیڈروں کو حکمرانی مفت میں مل گئی ہے اور روسی نواز قیادت ہی ان کو چلا رہی ہے گویا سوویٹ روس کی جگہ قیادت روسی فیڈریشن نے عملاً لے لی ہے صدر یلسن نے آزاد ریاستوں کی دولت مشترکہ بنا کر ان پر کنٹرول حاصل کر لیا ہے۔

یورپی روس میں مسلمان

وولگا ندی کی وادی میں تاتار (Tatar) باشکیر (Bashkir) اور داغستان (Dagastan) میں کوئی ایک کروڑ سے زائد مسلمان آباد ہیں۔

تاتار اور باشکیر میں مسلمانوں کی اکثریت ہونے کے باوجود وہاں ان کی کوئی آزاد جمہوریہ نہیں ہے بلکہ اس کا الحاق ماسکو سے ہے۔

اسلام کی تبلیغ اس علاقہ میں مسلمان تاجروں کے ذریعے ہوئی جس کا آغاز آٹھویں صدی عیسوی میں ہوا۔ ۹۲۱ء میں اس علاقہ کے مسلمان حاکم الماس خان بن سلکی نے عباسی خلیفہ سے درخواست کی کہ وہ علماء و فقہا کی ایک ٹیم وہاں بھیجے تاکہ شریعت اسلامی کا بڑے پیمانہ پر اس علاقے میں تعارف ہو سکے۔ اس نے خلیفہ سے مساجد کی تعمیر اور قبلہ کے رخ کا تعین کرنے کیلئے انجینئروں کو بھیجنے کی درخواست بھی کی تھی۔ معروف مؤرخ یعقوب نعمان کے علاوہ اور بھی متعدد بڑے اور اہم علماء اور مصلح اس علاقے میں پیدا ہوئے۔

روسیوں نے ۹۶۲ء سے ان علاقوں پر حملوں کا آغاز کر دیا تھا بالآخر ۱۵۵۳ء میں قازان روسی سلطنت کا حصہ بن گیا۔ اس کے بعد مسلمانوں کیلئے مصائب کا دور شروع ہو گیا۔ بعد کے زمانوں میں تو یہاں تک ہوا کہ ہزاروں مسلمانوں کو جبراً عیسائی بنا لیا گیا۔

۱۹۱۹ء میں تاتار اور باشکیر سوشلسٹ ریاستیں قائم ہوئیں بعد ازاں عربی رسم الخط کو بھی ترک کر دیا گیا۔ مساجد کو کلیساؤں اور قحبہ خانوں میں تبدیل کر دیا گیا علاوہ ازیں قفقاز کاکیشیا اور کریمیا کے علاقوں میں بھی مسلمانوں کی اکثریت ہے مگر انہیں آجکل الگ ریاست کا درجہ نہیں دیا گیا

بلکہ بعض اور ریاستوں میں ضم کر دیا گیا ہے۔

قفقاز کاکیشیا

قفقاز کا جنوبی حصہ آذربائیجان اور شمالی حصہ داغستان اور چرخ پر مشتمل ہے یہ تمام علاقے مسلم اکثریتی علاقے ہیں شمالی قفقاز کا رقبہ ۱۲۶۱۷۷ میل ہے اور آبادی ایک کروڑ ڈھائی لاکھ پر مشتمل ہے۔

اسلام کی شعاعیں سب سے پہلے خلافت راشدہ کے زمانہ میں ۲۴ ہجری میں داغستان میں پھوٹیں اس کے بعد سامانی اور انکوش قبائل نے اسلام قبول کیا پھر ترکوں کے زیر اثر چرخی اور قرا بطین اسلام میں داخل ہوئے۔ اس سرزمین نے بڑے بڑے سپہ سالار پیدا کئے ہیں۔ روسیوں نے سولھویں صدی سے اس علاقے پر حملہ شروع کیا اور بالاخر انیسویں صدی میں پورے علاقے پر قبضہ حاصل کرلیا۔

قفقاز کی پہاڑیوں میں آباد قبائل مدت تک روسیوں سے نبرد آزما رہے جس کا آغاز شیخ منصور نے کیا تھا ان کے انتقال کے بعد قاضی ملا حمزہ بک محمد صدر الدین اور امام شامل نے یہ جدوجہد جاری رکھی۔ امام شامل (نڈر فوجی لیڈر اور مجاہد) نے روسیوں کے خلاف ۳۰-۲۵ برس تک جہاد جاری رکھا اور متعدد معرکے سر کئے بالاخر ۱۸۵۹ء میں روسی فوج امام کو قید کرنے میں کامیاب ہو گئی اور آپ کو لینن گراڈ اور ماسکو میں زیر حراست

رکھا گیا۔

۱۹۲۱ء میں قفقاز کی راجدھانی میں ایک کانفرنس ہوئی جس میں ایک قرارداد منظور ہوئی کہ قفقاز کے پہاڑی علاقوں پر مشتمل جمہوریہ قائم کی جائے گی جہاں اسلامی شریعت اور قفقازی روایات کے نفاذ کی آزادی ہوگی۔ حکومت کے مختلف دفاتر میں امام شامل کی تصویریں آویزاں کی گئیں۔ مگر ۱۹۳۷ء کے آتے آتے عوامی تحریک کے نام پر اسلام کے آثار کو مٹا دیا گیا ایک قفقاز مورخ کے مطابق تقریباً دس لاکھ مسلمان اس دوران شہید کیے گئے۔

کریمیا

یہ انتہائی زرخیز اور سبز و شاداب علاقہ (جزیرہ) ہے جو بحیرۂ اسود میں واقع ہے یہ ترکی سے شمال کی جانب ہے اس کا رقبہ ۲۷۰۰ مربع میل ہے تیرھویں صدی عیسوی میں یہاں کے حکمران برکا خان نے اسلام قبول کیا اور عباسی خلیفہ سے یہاں مبلغین کو بھیجنے کی درخواست کی تھی۔ اس دعوت پر اسلامی مملکت کے مختلف گوشوں سے علماء فقہا تاجر اور مبلغ کریمیا بھیجے گئے اور تمام کے تمام نے دعوت الی اللہ کا کام شروع کر دیا اور یہاں پر ایک آزاد مسلم ریاست قائم ہو گئی جس کی سربراہی الحاج منگلی کرائے کر رہے تھے ان کے بعد ان کے خاندان کے ۶۹ افراد یکے بعد

دیگرے اس ریاست کے سربراہ ہوئے ۱۴۷۵ء میں کریمیا سلطنت عثمانیہ کی سرپرستی میں آگیا اور کوئی تین سو برس رہا پھر ۱۷۷۴ء میں روس اور عثمانی حکومتوں کے درمیان ایک معاہدہ کے تحت اس کو آزاد ریاست قرار دے دیا گیا لیکن ۱۸۸۳ء میں روسیوں نے اس جزیرہ پر قبضہ کر لیا اور مسلمانوں کا بڑے پیمانہ پر کشت و خون کیا۔

روسی انقلاب کے بعد کریمیا کے مسلمانوں نے اپنی آزادی کا اعلان کر دیا اور کریمیا کے مفتی اعظم اس نئی ریاست کے صدر منتخب ہوئے۔ کچھ ممالک نے اس آزاد ریاست کو تسلیم بھی کر لیا تھا۔ تاہم کمیونسٹوں نے بغیر کسی جواز کے ۱۹۱۸ء میں کریمیا پر حملہ کردیا اور اس پر قبضہ کرنے کے دو سال بعد کمیونسٹ نظام کے قیام کا اعلان کر دیا۔ ایک کمیونسٹ رہنما ولی ابراہیم کو اس کا گورنر بنایا گیا۔ ابتداء میں روسیوں نے ہزاروں مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ اور پین ترک ازم اور پین اسلام ازم کی تحریکوں کو بھی کچل کر رکھ دیا۔

مشہور برطانوی اخبار گارڈین نے اپنی اشاعت ۲۱ مارچ ۱۹۸۸ء میں اس بات کو تسلیم کیا کہ کمیونسٹ حکومت کے تین سالوں میں مذہبی انجمنوں اور اداروں میں ۳۴ فیصد کمی ہوئی جس سے سب سے زیادہ نقصان مسلمانوں کو پہنچا۔

روس میں زاروں کے عہد میں مسلمانوں کو ختم کرنے کا ہر حربہ

استعمال کیا گیا اور ۱۹۱۷ء کے بعد کمیونسٹوں نے رہی سہی کسر بھی نکالنے کی پوری کوشش کی۔ مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے سور اور شراب کو ان کے علاقوں میں پانی کی طرح بہادیا گیا۔ مگر اس کے باوجود ۹۵ فیصد مسلمانوں کے اسلامی ختنہ، نکاح اور نماز جنازہ کی پابندی کرنے کی خبر بھی ہے۔

(The Islamic Threat To Soviet State By A. Bennigsen)

ان مسلم علاقوں کو کمیونسٹوں نے اپنے قبضہ میں جس طرح کر لیا ہے اس کی کہانی بڑی درد ناک ہے۔ ابتدا میں تو ان کمیونسٹوں نے ایسا رویہ اختیار کیا جس سے لگتا تھا کہ وہ مسلمانوں کے بڑے ہمدرد اور بہی خواہ ہیں۔ ۴ دسمبر ۱۹۱۷ء کو لینن اور سٹالن کے مشترکہ دستخطوں سے جو اقرار نامہ کمیونسٹ پارٹی کی جانب سے جاری کیا گیا تھا اس میں اس کا وعدہ بھی کیا گیا تھا اس میں کہا گیا تھا۔

"روس کے تمام مسلمانوں کو خواہ وولگا کے تاتار ہوں یا کریمیا کے باشندے سائبیریا یا ترکستان کے قفقاز ہوں یا قفقاز کے ترک چرخ کے رہنے والے ہوں یا کوہ قفقاز کے بسنے والے ہوں ان سب کو یہ یقین دہانی کرائی جاتی ہے کہ ان کے عقائد ان کی روایات ان کی عبادتگاہوں اور تعلیمی اداروں پر ظالم زاروں کا جو قبضہ تھا وہ آج کے دن سے مکمل طور پر آزاد ہیں اور مستقبل میں ان کو کسی قسم کا کوئی خطرہ لاحق نہیں ہو گا۔

آج کے دن سے وہ اس لیئے بالکل آزاد ہیں کہ وہ اپنی قومی زندگی کی از سرنو شیرازہ بندی کریں ان کے معاملات میں کوئی بیرونی مداخلت نہیں ہوگی"

ایسی آزادی ضمیر اور مذہب کی ضمانت رشین آئین کے آرٹیکل ۵۹ میں بھی دی گئی تھی۔ اس سے قبل ۱۵ نومبر ۱۹۱۷ء کو لینن اور سٹالن کے دستخطوں کے ساتھ کمیونسٹ حکومت نے ایک اور اعلان کیا تھا جس میں کہا گیا تھا۔

"سوویٹ روس کی تمام قوموں کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ جس وقت چاہیں اپنے مستقبل کے بارے میں فیصلہ کر سکتی ہیں ان کو اس کا اختیار ہے کہ وہ یونین سے علیحدہ ہو جائیں اور اپنی مکمل آزادی کا اعلان کر دیں وہ اس کی بھی مجاز ہیں کہ وہ تمام قومی اور مذہبی امتیازات کو ترک کر دیں"۔ (کمیونسٹ گورنمنٹ گزٹ ۲۳,۲۴ نومبر ۱۹۱۷ء)

مگر وہ وعدے ہی کیا جو وفا ہو گئے بعد میں روسی ڈکٹیٹروں نے مسلمانوں کا جو حال کیا اس کا تذکرہ کچھ آپ پڑھ چکے ہیں مزید آگے پڑھیئے۔

روس میں مسلمانوں کا زوال

روسی مسلمان اپنے اپنے علاقوں کی ترقی کیلئے خون پسینہ ایک کرتے

رہے مگر روس میں زاروں کے ۳۵۰ سالہ دور میں مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ بھی ٹوٹتے رہے ان کو زبردستی عیسائی بنانے کی مہم میں عیسائی پادریوں کے ساتھ زار روس بھی شامل ہو جاتے تھے جو اس مقصد کے حصول کی خاطر مختلف قسم کی پابندیاں مسلمانوں پر لگاتے رہے۔

اٹھارویں صدی کے نصف اول میں پیٹر اعظم کا عہد مسلم کشی کا بدترین دور تھا ان حالات میں بھی مسلمان مختلف علاقوں میں اپنا دفاع کرنے میں کوشاں رہے۔ اپنی مذہبی رسوم مثلاً ختنہ' نکاح اور نماز جنازہ پر عمل پیرا رہے۔

امام شامل ؒ آخری دینی رہنما تھے جنہوں نے حضرت سید احمد شہید والا کردار ادا کیا اور ۱۸۳۴ء سے ۱۸۵۹ء تک مسلسل ۲۵ سال تک روسیوں کو تگنی کا ناچ نچائے رکھا لیکن بالاخر شکست کھائی اور یہ شکست اس ناکام جہاد کی ایک کڑی تھی جو ان دنوں ہوا کرتے تھے تاکہ امت مسلمہ کو بتا دیا جائے کہ تلوار کا دور ختم ہوا اب یضع الحرب کے مصداق کی آمد کا زمانہ قریب ہے جو تلوار کی بجائے قلم کے جہاد کے ذریعہ روس کو ہمیشہ ہمیش کیلئے اسلام کیلئے فتح کریگا۔

زار روس کی فوجوں نے نہ صرف اپنے علاقے کے مسلمانوں کو تباہ و برباد کیا بلکہ ایشیا کی طرف بڑھیں اور ۱۸۶۶ء میں دریائے سیحوں کو عبور کیا نجند سے دور دور ریگستان سے ہوتے ہوئے جزاق تک پہنچ گئیں جو

بخارا کی سرزمین پر پہلا مقام تھا۔ ۲۰ مئی ۱۸۸۶ء کو ایک فیصلہ کن جنگ سیرجار کے مقام پر ہوئی بخارا کے ایک ہزار فوجی مارے گئے خجند کے دونوں طرف دریائے سیحون اور اس کی وادی روس کے حوالہ کرنا پڑی روسی رعایا کو ان شہروں میں آنے کی اجازت مل گئی - ۱۸۸۸ء میں ریلوے کے ذریعہ ترکستان کو روس سے ملا دیا گیا مظفرالدین حاکم بخارا اب اکیلا رہ گیا اس نے سب سے مدد مانگی مگر کوئی جرات نہ کرتا تھا کہ اس سے آن ملے اندرونی خلفشار اور بیرونی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے بخارا اور دوسری جگہوں کے قلعے روسی فتح کرتے گئے اس طرح روسی وسط ایشیا میں کامیاب ہوئے اور اسلام پر ایک ایسی کاری ضرب لگی کہ ایک ہزار سال کی باہمی کشمکش میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ انہی دنوں عیسائی یورپ کا اثر تمام مغربی ایشیا کے مسلمان ملکوں پر پڑا۔

(تاریخ بخارا از پروفیسر آر مینین ویمبرے پرتھ یونیورسٹی آسٹریلیا اردو ترجمہ غلام رسول مہر)

یہی پروفیسر ویمبرے مسلمانوں کے زوال کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچتا ہے۔ "روزن کی اداس آواز میں یونانی گرجے کے گھنٹے لطف پیدا کرتے ہیں اور یہ گھنٹوں کی آواز مسلمانوں کو توپ کی آواز سے بھی بری لگتی ہے"

نیز وہ لکھتا ہے۔

"دنیا کے مسلمانوں کے دل میں اس بات کا بہت رنج ہوگا کہ یہ

مقدس زمین کفار کی موجودگی سے ناپاک ہوئی اور اسلام کے ستون کے گرنے سے جو گرد اڑی ہے وہ سیاہ بادل کی طرح اسلام کے مستقبل پر چھائی رہے گی"

ٹھیک ہے کہ انہی سیاہ بادلوں کی خبر ہمارے پیارے نبی محمد مصطفیٰ ﷺ نے بھی یوں دی تھی۔ جو ساری دنیائے اسلام پر چھانے والے تھے۔

عن علی رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یوشک ان یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القران الا رسمہ مساجد ھم عامرۃ وھی خراب من الھدی علماء ھم شر من تحت ادیم السماء من عند ھم تخرج الفتنۃ و فیھم تعود- رواہ البیھقی فی شعب الایمان

(مشکوٰۃ کتاب العلم الفصل الثالث صفحہ ۳۸)

ترجمہ: حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: عنقریب ایسا زمانہ آئے گا کہ نام کے سوا اسلام کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ الفاظ کے سوا قرآن کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔ اس زمانہ کے لوگوں کی مسجدیں بظاہر تو آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بسنے والی مخلوق میں سے بدترین مخلوق ہوں گے۔ ان میں سے ہی فتنے اٹھیں گے اور ان میں ہی لوٹ جائیں گے۔ یعنی تمام خرابیوں کا وہی سرچشمہ ہوں گے۔

ابناء فارس

ہمارے آقا ﷺ نے صرف مسلمانوں کے تنزل کی خبر ہی نہیں دی بلکہ اس تنزل کی حالت سے نکالنے اور نئی ترقیات سے ہمکنار کرنے والے اپنے نائب (امتی) کی آمد کی خبر بھی بار بار دی جو حضرت امام بخاریؒ نے یوں نقل کی ہے۔

عن ابی ھریرةؓ قال انا جلوسا" عند النبیؐ اذا نزلت علیہ سورة الجمعہ فلما قراء و اخرین منھم لما یلحقوا بھم قال رجل من ھئولاء یا رسول اللہ فلم یراجعہ النبی حتی سالہ مرة او مرتین او ثلاثا" قال فینا سلمان الفارسی قال فوضع النبی یدہ علی سلمان قال لو کان الایمان عند الثریا لنالہ رجال من ھئولاء او رجل من ھولاء (بخاری کتاب التفسیر)

ترجمہ۔ حضرت ابو ھریرةؓ فرماتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے ۔ سورة جمعہ نازل ہوئی جب آپ نے آیت آخرین کے گروہ میں جو ابھی ان پہلوں سے ملا نہیں (جن میں آپؐ مبعوث ہوئے تھے) پڑھی تو ہم میں سے ایک نے پوچھا یا رسول اللہ یہ لوگ (آخرین) کون ہیں۔ آپؐ نے جواب نہ دیا حتی کہ اس نے دوسری بلکہ تیسری مرتبہ پوچھا تو اس وقت آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ سلمان الفارسی پر رکھا اور فرمایا کہ جب ایمان ثریا پر چلا جائے گا تو ان (فارسی الاصل) لوگوں میں

سے ایک یا بعض آدمی اسے واپس لائیں گے۔

حضرت سلمان فارسی الاصل تھے اور فارس سے تعلق رکھتے تھے۔

فارسی (ایرانی) لوگ ماور النہر علاقہ (دریائے جیحوں اور سیحون کا درمیانی علاقہ) میں پرانے زمانوں سے آباد تھے۔ بعد میں ترک بھی اس علاقہ میں آئے مگروہ بھی آہستہ آہستہ ایرانی تہذیب و تمدن سے آشنا ہوئے اور ایک حد تک وہی رنگ اختیار کر گئے۔

پروفیسر ویمبرے کے مطابق ماوراء النہر علاقہ کو جیحوں پار کا علاقہ بھی کہتے رہے ہیں کبھی اس کا نام خراسان رہا کبھی ترکستان، قدیم زمانہ میں الروشناء کا ملک یہاں تھا جو مشہور مورخ بلخی کے مطابق مشرق میں فرغانہ تک جنوب میں کیش شمال میں جاج اور مغرب میں سفد تک تھا بخارا کی مشہور ریاست کے پہاڑی حصہ کا نام بھی الروشناء رہا ہے۔ جو مشرق میں سمرقند سے شروع ہو کر مختلف ناموں کے ماتحت، تیان شان کے پہاڑوں تک جاتا تھا مختصر یہ کہ بخارا کی ریاست بھی ماوراء النہر کا علاقہ ہے جس میں کبھی بخارا شہر اہمیت اختیار کر جاتا اور کبھی سمرقند۔ اس علاقہ کی اکثریت ایرانی قوم کے لوگ ہیں بخارا، فرغانہ اور خوارزم کی زبان منگولوں کے حملہ کے بہت بعد تک عربوں، سامانیوں، سلجوقیوں اور خوارازمی شہزادوں کے وقت میں بھی فارسی تھی بعد میں عربی اور ترکی غالب آگئی۔

مذہب کے لحاظ سے اسلام کی آمد سے قبل زرتشت ازم، بدھ مت

اور عیسائیت کا بھی زور رہا ہے۔ عیسائیوں کا مشہور مناد سینٹ طامس عیسائیت کی تبلیغ کے لئے اسی راستے سے چین تک گیا عیسائیت ان علاقوں میں تیسری صدی میں پھیل گئی تھی اور یہاں بدھ مت کا اثر پانچویں صدی عیسوی تک بھی خوب رہا۔

یہ باتیں بڑی تفصیل سے ہنگیرین پروفیسر آر مینس ویمبرے آف پرتھ یونیورسٹی (آسٹریلیا) نے اپنی مشہور کتاب تاریخ بخارا میں لکھی ہیں جو ۱۸۷۳ء میں شائع ہوئی تھی اس نے بخارا کی تاریخ کا گہرا مطالعہ کیا تھا اور وسط ایشیا کی سیاحت بھی کی تھی بخارا کی پہلی تاریخ اس نے لکھی جو بہت مستند بھی ہے۔

اسی ماوراء النہر علاقے کی وادی فرغانہ سے شہنشاہ ہند ظہیر الدین بابر ہجرت کر کے ہندوستان پہنچے تھے جہاں سلطنت مغلیہ کی بنیاد ڈالی تھی ماوراء النہر کے شہر سمرقند سے تعلق رکھنے والے فارسی الاصل حاجی سیف الدین برلاس (جو امیر تیمور کے ایک جرنیل بھی تھے) کی اولاد میں سے مرزا ھادی بیگ بھی شاہ بابر کے زمانہ میں ہجرت کر آئے تھے اور ہندوستان کے شمالی علاقہ میں قادیان کی بستی آباد کی جس میں ان کی اولاد میں ۱۸۳۵ء میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی پیدا ہوئے۔

(ماخوذ از کتاب البریہ صفحہ ۱۶۳ مطبوعہ ۱۸۹۸ء)

حدیث رسول ﷺ کے مطابق اس فارسی الاصل پہلوان نے

خدا تعالیٰ کے حکم سے اعلان فرمایا۔

میں وہ پانی ہوں جو آیا آسمان سے وقت پر
میں وہ ہوں نور خدا جس سے ہوا دن آشکار

پہلی حدیث کی تشریح میں ہمارے پیارے آقا پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کے سردار نے اسی ماوراء النہر علاقے سے اپنے اس نائب (امتی) کے ظہور کی خبریوں بھی دی تھی سمعت علی کرم اللہ وجہہ یقول قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج رجل من وراء النہر یقال لہ الحارث بن حراث علی مقدمتہ رجل یقال لہ منصور یوطی اولا یمکن لآل محمد کما مکنت قریش لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجب علی کل مومن نصرہ او قال اجابتہ

(سنن ابی داود کتاب المھدی)

حضرت علی بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:۔

اسی ماوراء النہر کے علاقہ سے ایک شخص مبعوث ہوگا جسے الحارث بن حراث کے لقب سے پکارا جائے گا۔ اس کے مقدمتہ الجیش کے سردار کا نام منصور ہوگا وہ آل محمد کے لئے تمکنت حاصل کرنے کا ذریعہ ہوگا جس طرح قریش کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کو تمکنت حاصل ہوئی۔ ہر مومن پر اس کی مدد کرنا اور اس کی پکار کا جواب دینا فرض ہے۔

دو اہم بشارتیں

خدا کے اس پہلوان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے خدا تعالیٰ کے حکم سے آخری زمانہ کے موعود مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ فرمایا اور اپنی مشہور کتاب فتح اسلام میں ۱۸۹۰ء میں (جب کہ اس زمانے کے لوگ اور مشہور شاعر حالی اسلام کی اور مسلمانوں کی مرثیہ خوانی کر رہے تھے) اسلام کے شاندار مستقبل کا یوں اعلان فرمایا:۔

"دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا یہ انسان کی بات نہیں خدا تعالیٰ کا الہام اور رب جلیل کا کلام ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ان حملوں کے دن نزدیک ہیں مگر یہ حملے تیغ و تبر سے نہیں ہوں گے اور تلواروں اور بندوقوں کی حاجت نہیں پڑے گی بلکہ روحانی اسلحہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی مدد اترے گی اور یہودیوں سے سخت لڑائی ہوگی۔ وہ کون ہیں؟ اس زمانہ کے ظاہر پرست لوگ جنہوں نے بالاتفاق یہودیوں کے قدم پر قدم رکھا ہے۔ ان سب کو آسمانی سیف اللہ دو ٹکڑے کرے گی اور یہودیت کی خصلت مٹا دی جائے گی۔ اور ہر ایک حق پوش دجال دنیا پرست یک چشم جو دین کی آنکھ نہیں رکھتا حجت قاطعہ کی تلوار سے قتل کیا جائے گا اور سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کیلئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔

(فتح اسلام صفحہ ۱۰-۹ بحوالہ روحانی خزائن جلد

آپ نے اپنی کتاب "تذکرۃ الشہادتین مطبوعہ ۱۹۰۳ء صفحہ ٦٦ , ٦٧
میں اپنی جماعت کے مستقبل کی خبردی:-

"اے تمام لوگو! سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلاوے گا اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہو گا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **یا حسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون** - پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہے کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے مگر ایسا آدمی جو تمام لوگوں کے روبرو آسمان سے اترے اور فرشتے بھی اس کے ساتھ ہوں اس سے کون ٹھٹھا کرے گا۔ پس اس دلیل سے بھی عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب

مخالف جو اب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ
بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے
گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے
اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے
کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ
ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں
آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اترا تب دانش مند یکدفعہ
اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے
پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی
سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدے کو چھوڑ دیں گے اور دنیا
میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا
ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور
کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔"

چنانچہ آپ کی آمد الٰہی نوشتوں کے مطابق چودہویں صدی ہجری کے سر
پر تھی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق آپ کی نصرت بھی خوب فرمائی
ابھی ۱۹۸۹ء میں جماعت کے قیام کا صد سالہ جشن تشکر منایا گیا تو بتایا گیا ہے کہ
اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی جماعت احمدیہ دنیا کے ہر براعظم میں پہنچ گئی ہے
اور ۱۳۰ ملکوں میں تو اس کے ماننے والے اب پائے جاتے ہیں جگہ جگہ احمدیہ

مشن ہاؤس قائم ہو چکے ہیں اور ہزاروں خدا کے نئے گھر خدا کی عبادت کے لیے نمازیوں سے آباد ہو گئے ہیں۔

قرآن مجید جو خدا تعالیٰ کی بنی نوع انسان کے لیے آخری شریعت ہے، کو لوگوں تک پہنچانے اور انہیں سمجھانے کے لیئے دنیا کی اہم پچاس زبانوں میں (مکمل ترجمہ کے ساتھ) پھیلایا جا رہا ہے اور مزید ۵۰ زبانوں میں تراجم عنقریب شائع ہونے والے ہیں۔ مزید برآں منتخب قرآنی آیات کا ترجمہ ۱۱۸ زبانوں میں طبع کروا کر تقسیم ہو رہا ہے۔ اسی طرح منتخب احادیث النبی ﷺ اور حضرت امام مہدی کی منتخب تحریریں بھی ۱۲۰ زبانوں میں شائع ہو کر عوام و خواص کی رہنمائی فرما رہی ہیں۔ یہ قرآنی جہاد جماعت احمدیہ کے ذریعہ دنیا کے کونے کونے میں بلند سے بلند تر ہوتا جا رہا ہے بلکہ اب تو حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ کا خطبہ جمعہ بیت الفضل لندن سے سٹلائٹ کے ذریعہ ساری دنیا میں سنا اور دیکھا جا سکتا ہے اور ریڈیو ماسکو نے بھی اسے نشر کرنا شروع کر دیا ہے۔

افریقہ کے پس ماندہ ممالک میں نئی نسلوں کی دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کے لئے سینکڑوں پرائمری اور مڈل سکولوں کے علاوہ درجنوں سیکنڈری سکول بھی مصروف عمل ہیں۔ دین حق کے ذریعہ جہاں عوام کی روحانی ترقی کی ضمانت دی جا رہی ہے وہاں ان کی جسمانی صحت کو بہتر بنانے کے لیئے احمدیہ ہسپتال کئی ممالک میں مصروف ہیں اور دنیا میں جہاں بھی مظلوم لوگوں کا علم ہوتا ہے ان کی اخلاقی اور حتی المقدور مادی مدد کرنا جماعت احمدیہ اپنا اولین فرض سمجھتی ہے۔

نواں باب

روس میں تیسرا انقلاب

[1] روس میں اسلامی آفتاب کا پورے کمال سے چڑھنا بھی الٰہی تقدیروں میں سے ایک تقدیر ہے[1] جو اس صدی کے آخری روسی انقلاب کے ذریعہ ظاہر ہونی تھی اس انقلاب کے متعلق اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی (۱۸۳۵-۱۹۰۸) بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے دنیا کو اپنی زندگی میں (آج سے نوے سال قبل) ان الفاظ میں بشارت دی تھی "میں اپنی جماعت کو رشیا کے علاقہ میں ریت کی مانند دیکھتا ہوں" (تذکرہ صفحہ ۸۱۳) اس کی تشریح میں امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:

"حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے فرمایا کہ میں اپنی جماعت کو روس میں ریت کے ذروں کی مانند دیکھتا ہوں پس اگر روس کی کامل تباہی مراد ہوتی تو ریت کے ذروں کا ذکر نہ ہوتا۔ مراد یہ ہے کہ نظام ٹوٹے گا روسی قوم سلامت رہے گی اور اسے یہ توفیق ملے گی کہ وہ احمدیت کے نور سے منور ہو اور نئی زندگی حاصل کرے۔ پس روس کو نئی زندگی دینے والے ہم ہی ہوں گے۔"

(الفضل ۲۲ اگست ۱۹۹۰ء)

روس میں احمدیت کا تعارف

۱۸۸۹ء میں اپنے دعویٰ کے بعد حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنی عربی اور فارسی کی مطبوعات عرب بلاد شام اور کابل کے علاوہ روس بخارا میں بھجوائیں۔

(کشف الغطاء صفحہ ۹ روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۱۸۹)

جن سے استفادہ کرنے والے دوستوں میں سب سے پہلے خوش قسمت احمدی حاجی احمد صاحب تھے جن کا نام نامی حضرت اقدس نے اپنے خصوصی اصحاب میں نمبر ۵۷ پر یوں درج فرمایا

"میں پہلے اس سے بھی آئینہ کمالات اسلام (مطبوعہ ۱۸۹۲ء) میں تین سو تیرہ نام درج کر چکا ہوں اور اب دوبارہ اتمام حجت کیلئے تین سو تیرہ نام درج کرتا ہوں تاکہ ہر یک منصف سمجھ لے کہ یہ پیشگوئی (اصحاب مہدی کے نام ایک کتاب میں ہوں گے) بھی میرے ہی حق میں پوری ہوئی اور بموجب منشاء حدیث کے یہ بیان کر دینا ضروری ہے کہ یہ تمام اصحاب خصلت صدق و صفا رکھتے ہیں اور حسب مراتب جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے بعض بعض سے محبت اور انقطاع الی اللہ اور سرگرمی دین میں سبقت لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو رضا کی راہوں میں ثابت قدم رکھے اور وہ یہ ہیں۔"

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم)

۵۷۔ حاجی احمد صاحب ...... بخارا۔

روس میں احمدیت کا یہ ابتدائی بیج پھلتا پھولتا رہا گا ہے بگاہے اس کی خبریں ملتی رہیں مثلاً

۱۷ مئی ۱۹۲۹ء کے الفضل میں نومبایعین ۱۹۲۸ء کی لسٹ میں مزید دو نام روسی دوستوں کے موجود ہیں۔

نمبر شمار ۹۷۴۔ حاجی مرزا شادمان بیگ صاحب بخارا۔

نمبر شمار ۹۷۵ حاجی پیر جان صاحب خوارزم

نمبر ۹۷۱ پر میاں خدا بخش صاحب ضلع فیروز پور ہیں جنہوں نے ان دونوں احباب کے ساتھ ۲۰ جولائی ۱۹۲۸ء کو بیت اقصیٰ قادیان میں حضرت خلیفہ المسیح الثانی کے ہاتھ پر دستی بیعت کی تھی۔ ماشاء اللہ میاں خدا بخش صاحب آج صوفی خدا بخش صاحب عبد زیروی وقف جدید کے حوالہ سے جماعت میں معروف اور خدا کے فضل سے بقید حیات ہیں۔ انہوں نے خود بھی یہ واقعہ خاکسار مؤلف سے بیان فرمایا ہے۔

روسی سیاح ڈکسن قادیان میں

حضرت مفتی محمد صادق صاحب (یکے از رفقاء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) بیان فرماتے ہیں:۔

ایک صبح ایک روسی سیاح جو جسیم اور قد آور آدمی تھا اور تاجر پیشہ تھا قادیان آیا اور حضرت مولوی نور الدین صاحب کے مطب میں آن کر

بیٹھا۔ بہت سے لوگ اس کے ارد گرد جمع ہو گئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب اطلاع ہوئی تو حضور بھی وہیں تشریف لائے جب میں وہاں پہنچا تو حضور نے مجھے فرمایا کہ یہ صاحب روس سے آئے ہیں اور اردو زبان بالکل نہیں جانتے پس انگریزی میں اس کے ساتھ گفتگو ہوتی رہی۔ اور جو کچھ وہ کہتا ترجمہ کر کے حضور کی خدمت میں عرض کیا جاتا اور جو کچھ حضرت صاحب فرماتے ترجمہ کر کے اسے سنایا جاتا۔ بہت دیر تک حضرت صاحب اس کو تبلیغ کرتے رہے۔ پھر اس نے درخواست کی کہ میں حضورؑ کا فوٹو لینا چاہتا ہوں اس کا اپنا کیمرہ اس کے پاس تھا۔ حضرت صاحب نے اجازت دی اس نے فوٹو لیا۔ وہ چاہتا تھا اسی دن واپس چلا جائے مگر باصرار اسے ایک شب ٹھہرایا گیا دوسری صبح جبکہ وہ رخصت ہونے لگا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کی مشایعت کے واسطے گاؤں سے باہر اس کے ساتھ نکلے اور اس کو تبلیغ کرتے رہے۔ جو کچھ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے۔ مولوی محمد علی ترجمہ کر کے اس کو سناتے۔ چلتے چلتے یہ تبلیغ ہوتی رہی۔ جماعت کا ایک بڑا گروہ ساتھ ہو گیا۔ یکہ جس پر اس نے سوار ہو کر بٹالہ جانا تھا آہستہ آہستہ پیچھے آ رہا تھا۔ یہا نتک کہ ہم سب موڑ سے گزر کر جو بٹالہ جاتا تھا قادیان سے قریباً ۴ میل کا فاصلہ چلے گئے۔ تب حضرت صاحب نے اس کو رخصت کیا اور وہ یکے پر سوار ہو کر بٹالہ گیا اور ہم سب واپس قادیان آئے یہ واقعہ ۱۷ نومبر ۱۹۰۰ء کا ہے۔

(ذکر حبیب صفحہ ۲۹، ۳۰)

روسی کونٹ ٹالسٹائی کو تبلیغ

کونٹ ٹالسٹائی (۱۸۲۸ تا ۱۹۱۰) روس کا مشہور ناول نویس اور فلسفی تھا کازان یونیورسٹی کا تعلیم یافتہ تھا اس کا مسلک انسانی محبت اور عدم تشدد تھا اس نے اپنی ساری دولت اہل خاندان اور غرباء میں تقسیم کر دی اور زبان اور قلم سے جمہورت، مساوات اور اخوت کی تلقین کرتا رہا اس کے انقلابی خیالات روس سے باہر بھی مقبول تھے۔ اس کا ناول "جنگ و امن" بہت مشہور ہوا۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے روسی ریفارمر کونٹ ٹالسٹائی کو تبلیغ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی زندگی میں کی اور آپؑ کے وصال کے بعد اپنے ولایت جانے سے قبل یورپ امریکہ کے جن بڑے بڑے لوگوں کو تبلیغ کی ان میں سے ایک مشہور روسی ریفارمر کونٹ ٹالسٹائی بھی تھے حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے اسے پہلا خط لکھا کہ:۔

"جناب - میں نے آپ کے مذہبی خیالات کتاب برٹش انسائیکلو پیڈیا کے جلد نمبر ۳۳ میں پڑھے ہیں جو کہ انہیں دنوں میں انگلستان میں طبع ہوئی ہے اور اس بات کے معلوم کرنے سے مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ یورپ اور امریکہ کے ممالک پر جو تاریکی تثلیث نے ڈال رکھی ہے اس کے درمیان کہیں کہیں خالص موتی بھی پائے ہیں جو کہ خدائے ازلی ابدی ایک

سچے معبود کے جلال کے اظہار کے لئے جھکے جا رہے ہیں۔ سچی خوش حالی اور دعا کے متعلق آپ کے خیالات بالکل ایسے ہیں جیسے ایک مومن مسلمان کے ہونے چاہئیں میں آپ کے ساتھ ان باتوں میں بالکل متفق ہوں کہ عیسیٰ مسیحؑ ایک روحانی معلم تھا اور اس کو خدا سمجھنا یا خدا سمجھ کر پرستش کرنا سب سے بڑا کفر ہے۔ علاوہ ازیں میں آپ کو اس امر سے بھی بخوشی اطلاع دیتا ہوں کہ حضرت عیسیٰؑ کی قبر کے مل جانے سے کافی طور پر ثابت ہو گیا ہے کہ وہ مر گیا۔ یہ قبر کشمیر میں ملی ہے اور اس تحقیقات کا اشتہار حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے دیا ہے جو کہ توحید الٰہی کے سب سے بڑھ کر محافظ ہیں اور جن کو خدائے قادر کی طرف سے مسیح موعود ہونے کا خطاب عطا کیا گیا ہے کیونکہ ایک سچے خدا کی سچی محبت میں وہ کامل پائے گئے ہیں وہ اس زمانہ میں منجانب اللہ ملہم، مصلح اور خدا کے سچے رسول ہیں وہ سب جو اس مسیح پر ایمان لائیں گے خدا کی طرف سے برکتیں پائیں گے پر جو انکار کرے گا اس پر غیور خدا کا غضب بھڑکے گا میں آپ کو ایک علیحدہ پیکٹ میں خدا کے اس مقدس بندے کی تصویر بمعہ یسوع کی قبر کی تصویر روانہ کرتا ہوں۔ آپ کا جواب آنے پر میں بخوشی اور کتابیں آپ کو ارسال

کروں گا۔

میں ہوں آپ کا خیر خواہ

مفتی محمد صادق از قادیان ۲۸ اپریل ۱۹۰۳ء"

اس خط کے جواب میں ۲۹ جون کو حسب ذیل خط کونٹ ٹالسٹائی کی طرف سے آیا۔

بخدمت مفتی محمد صادق صاحب

پیارے صاحب - آپ کا خط بمعہ مرزا غلام احمد صاحب کی تصویر اور میگزین ریویو آف ریلیجنز کے نمونے کے ایک پرچے کے ملا وفات عیسیٰ کے ثبوت اور اس کی قبر کی تحقیقات میں مشغول ہونا بالکل بے فائدہ کوشش ہے - کیونکہ عقل مند انسان حیات عیسیٰؑ کا قائل کبھی ہو ہی نہیں سکتا ---- ہمیں معقول مذہبی تعلیم کی ضرورت ہے اور اگر مرزا احمد صاحب کوئی نیا معقول مسئلہ پیش کریں گے تو میں بڑی خوشی سے اس سے فائدہ اٹھانے کے لیے تیار ہوں میگزین کے نمونے کے پرچے میں مجھے دو مضمون بہت ہی پسند آئے۔ یعنی گناہ سے کس طرح آزادی ہو سکتی ہے۔ اور آئندہ زندگی کے مضامین خصوصاً دوسرا مضمون مجھے بہت پسند آیا۔ نہایت ہی شاندار صداقت سے بھرے ہوئے خیالات ان مضامین میں ظاہر کئے گئے ہیں

میں آپ کا نہایت ہی شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے یہ پرچہ بھیجا اور آپ کی چٹھی کے سبب بھی میں آپ کا بہت ہی شکر گزار ہوں۔

میں ہوں آپ کا مخلص ٹالسٹائی از ملک روس - ۵ جون ۱۹۰۳ء

اس کا جواب میں نے پھر اسے لکھا کہ مسیح کی کیا ضرورت ہے اور قبر مسیح ناصری کا مشتہر کرنا کس واسطے ضروری ہے۔ میرے بیان کے ساتھ اس نے اتفاق کیا اور اس کے بعد بہاء اللہ اور بابی مذہب کے متعلق اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے جس کا جواب مفصل اسے لکھا گیا۔

(ذکر حبیب - از حضرت مفتی محمد صادق صاحب)

روس میں جماعت احمدیہ

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی پیشگوئیوں میں روس کی اہمیت کے پیش نظر آپ کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے روس سے مزید رابطہ بڑھایا اسکی دلچسپ تفصیلات حضور کی اپنی قلم سے تحریر شدہ پڑھیں۔

بولشویک علاقہ میں احمدیت کی تبلیغ

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست آخر آمد ز پس پردہ تقدیر پدید

۱۹۱۹ء کا واقعہ ہے جسے میں پہلے بھی بعض مجالس میں بیان کر چکا ہوں۔ کہ ایک احمدی دوست اللہ تعالیٰ ان کو غریق رحمت کرے جو انگریزی فوج میں ملازم تھے۔ اپنی فوج کے ساتھ ایران میں گئے۔ وہاں سے بولشویکی فتنہ کی روک تھام کے لئے حکام بالا کے حکم سے ان کی فوج روس کے علاقہ میں گھس گئی۔ اور کچھ عرصہ تک وہاں رہی۔ یہ واقعات عام طور پر لوگوں کو معلوم نہیں ہیں کیونکہ اس وقت کے مصالح یہی چاہتے تھے کہ روسی علاقہ میں انگریزی فوجوں کی پیش دستی کو مخفی رکھا جائے۔ ان دوست کا نام فتح محمد تھا اور یہ فوج میں نائیک تھے۔ ان کی تبلیغ سے ایک اور شخص فوج میں احمدی ہو گیا۔ اور اس کو ایک موقع پر روسی فوجوں کی

نقل و حرکت کے معلوم کرنے کے لئے چند سپاہیوں سمیت ایک ایسی جگہ کی طرف بھیجا گیا جو کیمپ سے کچھ دور آگے کی طرف تھی وہاں سے اس شخص نے فتح محمد صاحب کے پاس آکر بیان کیا کہ ہم لوگ پھرتے پھراتے ایک جگہ پر گئے جہاں کچھ لوگ شہر سے باہر ایک گنبد کی شکل کی عمارت میں رہتے تھے۔ جب ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ اس عمارت کے اندر ایسے آثار ہیں۔ جیسے مساجد میں ہوتے ہیں لیکن کرسیاں بچھی ہوئی ہیں۔ جو لوگ وہاں رہتے تھے ان سے میں نے پوچھا کہ یہ جگہ تو مسجد معلوم ہوتی ہے پھراس میں کرسیاں کیوں بچھی ہیں توانہوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ مبلغ ہیں اور چونکہ روسی اور یہودی لوگ ہمارے پاس زیادہ آتے ہیں وہ زمین پر بیٹھنا پسند نہیں کرتے اسلئے کرسیاں بچھائی ہوئی ہیں۔ نماز کے وقت اٹھا دیتے ہیں ان سے پوچھا کہ آپ لوگ کون ہیں انہوں نے جواب دیا کہ ہم مسلمان ہیں اسپر اس دوست کا بیان ہے کہ مجھے خیال ہوا کہ چونکہ یہ مذہبی آدمی ہیں میں ان کو تبلیغ کروں چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ان لوگوں کو کہا کہ آپ لوگوں کا کیا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا فوت ہو گئے انہوں نے کہا کہ جس طرح اور انبیاء فوت ہو گئے ہیں اسی طرح وہ فوت ہو گئے ہیں اسپر میں نے پوچھا کہ انکی نسبت تو خبر ہے کہ وہ دوبارہ دنیا میں تشریف لائینگے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں اسی امت میں سے ایک شخص آجائے گا اسپر میں نے کہا کہ یہ عقیدہ تو ہندوستان میں ایک

جماعت جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو مانتی ہے اس کا ہے اسپر ان لوگوں نے جوابدیا کہ ہم لوگ بھی انہی کے ماننے والے ہیں فتح محمد صاحب نے جب یہ باتیں اس نو احمدی سے سنیں تو دل میں شوق ہوا کہ وہ اس امر کی تحقیق کریں اتفاقاً" کچھ دنوں بعد ان کو بھی آگے جانے کا حکم ہوا۔ اور وہ روسی عشق آباد میں گئے وہاں انہوں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا یہاں کوئی احمدی لوگ ہیں لوگوں نے صاف انکار کیا کہ یہاں اس مذہب کے آدمی نہیں ہیں جب انہوں نے یہ پوچھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو وفات یافتہ ماننے والے لوگ ہیں تو انہوں نے کہا کہ اچھا تم صابیوں کو پوچھتے ہو وہ تو یہاں ہیں چنانچہ انہوں نے ایک شخص کا پتہ بتایا کہ وہ درزی کا کام کرتا ہے اور پاس ہی اس کی دکان ہے یہ اس کے پاس گئے اور اس سے حالات دریافت کئے اس نے کہا کہ ہم مسلمان ہیں یہ لوگ تعصب سے ہمیں صابی کہتے ہیں جس طرح رسول کریم ﷺ کے دشمن ان کے ماننے والوں کو صابی کہتے تھے انہوں نے وجہ مخالفت پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ اس امر پر ایمان رکھتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں اور ان کی مماثلت پر ایک شخص اسی امت کا مسیح موعود قرار دیا گیا ہے اور وہ ہندوستان میں پیدا ہو گیا ہے اس لئے یہ لوگ ہمیں اسلام سے خارج سمجھتے ہیں شروع میں ہمیں سخت تکالیف دی گئیں روسی حکومت کو ہمارے خلاف رپورٹیں دی گئیں کہ یہ باغی ہیں اور ہمارے

بہت سے آدمی قید کئے گئے لیکن تحقیق پر روسی گورنمنٹ کو معلوم ہوا کہ
ہم باغی نہیں ہیں بلکہ حکومت کے وفادار ہیں تو ہمیں چھوڑ دیا گیا اب ہم
تبلیغ کرتے ہیں اور کثرت سے مسیحیوں اور یہودیوں میں سے ہمارے ذریعہ
اسلام لائے ہیں لیکن مسلمانوں میں سے کم نے مانا ہے زیادہ مخالفت کرتے
ہیں جب اس شخص کو معلوم ہوا کہ فتح محمد صاحب بھی اسی جماعت میں
سے ہیں تو بہت خوش ہوا سلسلہ کی ابتدا کا ذکر اس نے اس طرح سنایا کہ
کوئی ایرانی ہندوستان گیا تھا وہاں اسے حضرت مسیح موعود کی کتب ملیں وہ
ان کو پڑھ کر ایمان لے آیا اور واپس آکر یزد کے علاقہ میں جو اس کا وطن
تھا اس نے تبلیغ کی کئی لوگ جو تاجروں میں سے تھے ایمان لائے وہ
تجارت کے لئے اس علاقہ میں آئے اور ان کے ذریعہ سے ہم لوگوں کو
حال معلوم ہوا اور ہم ایمان لائے اور اسطرح جماعت بڑھنے لگی۔

یہ حالات فتح محمد صاحب مرحوم نے لکھ کر مجھے بھیجے چونکہ عرصہ
زیادہ ہو گیا ہے اب اچھی طرح یاد نہیں رہا کہ واقعات اسی ترتیب سے
ہیں یا نہیں لیکن خلاصہ ان واقعات کا یہی ہے گو ممکن ہے کہ بوجہ مدت
گزر جانے کے واقعات آگے پیچھے بیان ہو گئے ہوں جس وقت یہ خط مجھے
ملا میری خوشی کی انتہا نہ رہی اور میں۔ نے سمجھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ
السلام کی پیشگوئی کہ بخارا کے امیر کی کمان آپ کے ہاتھ میں آگئی ہے
اسی رنگ میں پوری ہو رہی ہے اور میں نے چاہا کہ اس جماعت کی مزید

تحقیق کے لئے فتح محمد صاحب کو لکھا جائے کہ اتنے میں ان کے رشتہ
داروں کی طرف سے مجھے اطلاع ملی کہ سرکاری تار کے ذریعہ ان کو اطلاع
ملی ہے کہ فتح محمد صاحب میدان جنگ میں گولی لگنے سے فوت ہو گئے ہیں
اس خبر نے تمام امید پر پانی پھیر دیا اور سردست اس ارادہ کو ملتوی کر دینا
پڑا۔ مگر یہ خواہش میرے دل میں بڑے زور سے پیدا ہوتی رہی اور آخر
۱۹۲۱ء میں میں نے ارادہ کر لیا کہ جس طرح بھی ہو اس علاقہ کی خبر لینی
چاہیئے۔

چونکہ انگریزی اور روسی حکومتوں میں اس وقت صلح نہیں تھی اور
ایک دوسرے پر سخت بدگمانی تھی اور پاسپورٹ کا طریق ایشیائی علاقہ کے
لئے تو غالبًا بند ہی تھا یہ دقت درمیان میں سخت تھی۔ اور اس کا کوئی علاج
نظر نہ آتا تھا۔ مگر میں نے فیصلہ کیا کہ جس طرح بھی ہو اس کام کو کرنا
چاہئے اور ان احباب میں سے جو زندگی وقف کر چکے ہیں ایک دوست
میاں محمد امین صاحب افغان کو میں نے اس کام کے لئے چنا اور ان کو بلا کر
سب مشکلات بتا دیں۔ اور کہدیا کہ آپ نے زندگی وقف کی ہے اگر آپ
اس عہد پر قائم ہیں تو اس کام کے لئے تیار ہو جائیں جان اور آرام ہر
وقت خطرہ میں ہونگے اور ہم کسی قسم کا کوئی خرچ آپکو نہیں دیں گے آپ
کو اپنا قوت خود کمانا ہو گا اس دوست نے بڑی خوشی سے ان باتوں کو قبول
کیا اور اس ملک کے حالات دریافت کرنے کے لئے اور سلسلہ کی تبلیغ کے

لئے بلا زادراہ فوراً نکل کھڑے ہوئے کوئٹہ تک تو ریل میں سفر کیا سردی
کے دن تھے اور برفانی علاقوں میں سے گزرنا پڑتا تھا مگر سب تکالیف
برداشت کر کے بلا کافی سامان کے دو ماہ میں ایران پہنچے اور وہاں سے روس
میں داخل ہونے کے لئے چل پڑے۔ آخری خط ان کا مارچ ۱۹۲۲ء کا لکھا
ہوا پہنچا تھا۔ اس کے بعد نہ وہ خط لکھ سکتے تھے نہ پہنچ سکتا تھا مگر الحمدللہ کہ
آج ۹ اگست کو ان کا اٹھارہ جولائی کا لکھا ہوا خط ملا ہے جس سے یہ خوشخبری
معلوم ہوئی ہے کہ آخر اس ملک میں بھی احمدی جماعت تیار ہو گئی ہے اور
باقاعدہ انجمن بن گئی ہے۔

اس دوست کو روسی علاقہ میں داخل ہو کر جو سنسنی خیز حالات پیش
آئے وہ نہایت اختصار سے انہوں نے لکھے ہیں لیکن اس اختصار میں بھی
ایک صاحب بصیرت کے لئے کافی تفصیل موجود ہے اور میں امید کرتا ہوں
کہ ان کے تجربات سے دوسرے بھائی فائدہ اٹھا کر اپنے اخلاص میں ترقی
کریں گے اور اسلام کے لئے ہر ایک قسم کی قربانی کے لئے تیار ہو جائینگے
کہ حقیقی کامیابی خدا کی راہ میں فنا ہونے میں ہی ہے۔

چونکہ برادرم محمد امین خانصاحب کے پاس پاسپورٹ نہ تھا اس لئے
وہ روسی علاقہ میں داخل ہوتے ہی روس کے پہلے ریلوے سٹیشن قہقہ پر
انگریزی جاسوس قرار دئے جا کر گرفتار کئے گئے کپڑے اور کتابیں اور جو کچھ
پاس تھا وہ ضبط کر لیا گیا اور ایک مہینہ تک آپ کو وہاں قید رکھا گیا اس

کے بعد آپ کو عشق آباد کے قید خانہ میں تبدیل کیا گیا وہاں سے مسلم روسی پولیس کی حراست میں آپ کو براستہ سمرقند تاشقند بھیجا گیا اور وہاں دو ماہ تک قید رکھا گیا اور بار بار آپ سے بیانات لئے گئے تا یہ ثابت ہو جائے کہ آپ انگریزی حکومت کے جاسوس ہیں اور جب بیانات سے کام نہ چلا تو قسم قسم کی لالچوں اور دھمکیوں سے کام لیا گیا اور فوٹو لئے گئے تا عکس محفوظ رہے اور آیندہ گرفتاری میں آسانی ہو اور اس کے بعد گوشکی سرحد افغانستان پر لے جایا گیا اور وہاں سے ہرات افغانستان کی طرف اخراج کا حکم دیا گیا مگر چونکہ یہ مجاہد گھر سے اس امر کا عزم کر کے نکلا تھا کہ میں نے اس علاقہ میں حق کی تبلیغ کرنی ہے اسنے واپس آنے کو اپنے لئے موت سمجھا اور روسی پولیس کی حراست سے بھاگ نکلا اور بھاگ کر بخارا جا پہنچا۔

دو ماہ تک آپ وہاں آزاد رہے لیکن دو ماہ کے بعد پھر انگریزی جاسوس کے شبہ میں گرفتار کئے گئے اور تین ماہ تک نہایت سخت اور دل کو ہلا دینے والے مظالم آپ پر کئے گئے اور قید میں رکھا گیا اور اس کے بعد پھر روس سے نکلنے کا حکم دیا گیا اور بخارا سے مسلم روسی پولیس کی حراست میں سرحد ایران کی طرف واپس بھیجا گیا۔

اللہ تعالیٰ اس مجاہد کی ہمت میں اور اخلاص اور تقویٰ میں برکت دے چونکہ ابھی اس کی پیاس نہ بجھی تھی اس لئے پھر کاکان کے ریلوے

سٹیشن سے روسی مسلم پولیس کی حراست سے بھاگ نکلا اور پاپیادہ بخارا پہنچا بخارا میں ایک ہفتہ کے بعد پھر ان کو گرفتار کیا گیا اور بدستور سابق پھر کاکان کی طرف لایا گیا اور وہاں سے سمرقند پہنچایا گیا وہاں سے آپ پھر چھوٹ کر بھاگے اور بخارا پہنچے۔ اور ۱۳ مارچ ۲۳ء کو پہلی دفعہ بخارا میں اس جماعت کے مخلصین جو پہلے الگ الگ تھے اور حسب میری ہدایات کے ان کو پہلے آپس میں نہیں ملایا گیا تھا ایک جگہ اکٹھا کر کے آپس میں ملایا گیا اور ایک احمدیہ انجمن بنائی گئی اور باجماعت نماز ادا کی گئی۔ اور چندوں کا افتتاح کیا گیا۔

وہاں کی جماعت کے دو مخلص بھائی ہمارے عزیز بھائی کے ساتھ آنے کے لئے تیار تھے لیکن پاسپورٹ نہ مل سکنے کے سبب سے سردست رہ گئے۔ اسوقت محمد امین خان صاحب واپس ہندوستان کو آرہے ہیں اور ایران سے ان کا خط پہنچا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو خیریت سے واپس لائے اور آئندہ سلسلہ کی بیش از پیش خدمات کرنے کا موقع دے۔

میں ان واقعات کو پیش کر کے اپنی جماعت کے مخلصوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ تکالیف جن کو ہمارے اس بھائی نے برداشت کیا ہے ان کے مقابلہ میں وہ تکالیف کیا ہیں جو ملکانہ میں پیش آرہی ہیں پھر کتنے ہیں جنہوں نے ان ادنیٰ تکالیف کے برداشت کرنے کی جرات کی ہے۔ اے بھائیو! یہ وقت قربانی کا ہے کوئی قوم بغیر قربانی کے ترقی نہیں کر سکتی۔ آپ لوگ

سمجھ سکتے ہیں کہ ہم اپنی نئی برادری کو جو بخارا میں قائم ہوئی ہے۔ یونہی نہیں چھوڑ سکتے۔ پس آپ میں سے کوئی رشید روح ہے جو ان ریوڑ سے دور بھیڑوں کی حفاظت کیلئے اپنی جان قربان کرنے کیلئے تیار ہو۔ اور اس وقت تک ان کی چوپانی کرے کہ اس ملک میں ان کے لئے آزادی کا راستہ اللہ تعالیٰ کھولدے۔

خاکسار میرزا محمود احمد (خلیفتہ المسیح الثانی) (الفضل ۴ اگست ۱۹۲۳ء)

خان بہادر شیر جنگ ہیرو آف انڈیا

ایک معزز غیر احمدی سیاح تھے جنہوں نے اپنا روح پرور چشم دید واقعہ روسی احمدیوں سے ملاقات کا یوں لکھا:۔

"میں باکو شہر میں گیا جہاں روسی قونصل کے پاس ایک روسی کرنل بیٹھے تھے اور قفقاز کے رہنے والے تھے۔ کرنل نے مجھے ایک خط لکھ دیا کہ یہ انگریزوں کے آدمی ہیں ان کو راستے میں تکلیف نہ دی جائے۔ میں وہاں سے رخصت ہوا واپسی کے وقت میں باکو کے لمبے بازار سے ہوتا ہوا چلا مجھے اس وقت پھر دوبارہ وہی کرنل آکر ملا اور بذریعہ ترجمان گفتگو کرنے لگا اور میرے ساتھ کیمپ میں آگیا بہت خلیق آدمی تھا اثناء گفتگو میں میں حیران رہ گیا جب اس نے یہ دریافت کیا کہ آپ لوگوں کو مرزا احمد سے بھی واقفیت ہے یا نہیں اور وہ چاہتا تھا کہ اچھی طرح مفصل حالات دریافت

کرے اس کا خیال تھا کہ ہندوستان اور افغانستان سب ان کی جماعت میں
داخل ہو چکے ہوں گے میں نے کہا مجھے واقفیت نہیں ہے اس نے حیرانی
ظاہر کی اور کہا کہ جس ملک میں اسلام کا علمبردار ظاہر ہو اس ملک کا آدمی
اگر اسلامی تعلیم سے واقفیت نہ رکھے تو تعجب ہے میں نے کہا کہ تمہیں
ان کی نسبت کیسے علم ہوا؟ کہنے لگا کہ میں داغستان کا رہنے والا قفقازی
ہوں۔ ہم لوگ یورپ میں تعلیم پاتے ہیں اور تجارت کرتے ہیں امریکہ کا
ایک انگریزی زبان کا رسالہ ملا ہے میرا ایک انگریز دوست تھا اس کے پاس
یہ رسالہ تھا اس کا میں نے روسی اور ترکی زبان میں ترجمہ کیا تھا جس کو میں
جنگ کی وجہ سے شائع نہ کر سکا علاوہ ازیں ہمارے چند تاجر بخارا سے
آئے اور انہوں نے مرزا احمد کی تعلیم سنائی اب ہم اپنے ملک میں تعلیم
حاصل کر کے ان کی فکر میں تھے کہ نامراد جنگ شروع ہو گئی اس کے بعد
ہم تبریز پہنچے اور قونصل جنرل سے ملے اس کے بعد اس نے کہا کہ یہاں
صرف مظفر ہے اس سے بھی ملتے جاؤ وہ میرا ماتحت ہے اس کے پاس جب
گئے تو وہ خاطر تواضع سے پیش آیا اور اندر لے گیا"

سردار کردستان کی گفتگو

"اندر ایک شخص بہت ہی حسین اور جوان بیٹھا تھا میں اسے دیکھ کر
ششدر رہ گیا ایسا خوبصورت آدمی میں نے کبھی نہ دیکھا تھا اس نے فارسی

میں ہماری مزاج پرسی کی ان کا نام حضرت سیلاط پاشا تھا اور وہ تمام کردستان کے سردار مانے جاتے تھے سیلاط نے فراشی کو کہا کہ سب کو باہر لے جاویں صرف میں، حمید گل صاحب (جو میرے ہمراہ تھے) سیلاط اور مظفر بے رہ گئے بات چیت شروع ہوئی افغانستان کی نسبت انہوں نے دریافت کیا اور جب ہندوستان کا ذکر آیا تو انہوں نے سب سے پہلے حضرت مرزا احمد کی نسبت دریافت کیا اور احمدی جماعت کی نسبت گفتگو شروع کردی وہ احمدیت سے اتنے واقف تھے کہ مجھے تو پتہ بھی نہ تھا۔ پھر انہوں نے بعض سوالات کئے لیکن میں نے لاعلمی ظاہر کی۔ اور ان کا اتنا رعب مجھ پر طاری ہوا کہ میں ان سے یہ بھی نہ پوچھ سکا کہ حضرت احمد سے آپ کیوں محبت رکھتے ہیں دنیا میں سیلاط عجیب و غریب انسان ہے عربی زبان کا ماہر اور بہت ہی عقلمند آدمی ہے۔ وہ ہمیشہ اسیر ہی رہا ہے۔ آٹھ برس کا تھا کہ ترکوں نے قید کیا اس کے بعد اکثر قید میں رہا اس کی عمر اس وقت ۲۸ سال کی تھی بڑی مسرت کے ساتھ میں اس سے رخصت ہوا دوسرے دن پھر سنا کہ روسیوں نے اسے قید کر دیا ہے اور ماسکو لے گئے"

("جدید علم کلام کے عالمی اثرات" از محترم مولانا دوست محمد شاہد)

(الفضل ۱۸ مارچ ۱۹۲۴ء)

مولانا ظہور حسین مجاہد روس کے دردناک حالات

مکرم محترم مولوی ظہور حسین صاحب اور مولوی محمد امین

صاحب مجاہد ۱۴ جولائی ۱۹۲۴ء بروز ہفتہ قادیان سے بخارا (روس) کے سفر کے لئے روانہ ہوئے۔ اس سفر میں ان کے ساتھ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے رفیق حضرت شہزادہ عبدالمجید صاحب بھی تھے۔ جنہوں نے ایران جانا تھا کوئٹہ سے دزداب ایران ریل کے ذریعہ پہنچے یہاں سے مشہد چھ سو میل جنگل کے سفر کا کچھ حصہ پیدل اور باقی سفر گدھے اونٹ یا گڈے پر سوار ہو کر طے کیا۔ ۱۶ اکتوبر کو یہ تینوں ایران کے شہر مشہد پہنچ گئے یہاں مکرم مولوی ظہور حسین صاحب کو بخار ہو گیا اور شہزادہ عبدالمجید صاحب تہران کے لیے روانہ ہو گئے اور مکرم محمد امین خانصاحب نے بخارا کا سفر اختیار کیا۔

مکرم محمد امین صاحب مجاہد نے بخارا سے خط کے ذریعہ پہنچنے کی اطلاع مکرم مولوی صاحب کو دی تو آپ نے اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے بخارا کے لیے سفر شروع کر دیا ان دنوں برف باری شروع ہو چکی تھی ۱۰ دسمبر ۱۹۲۴ء کو روس کے علاقہ میں ارتھک مقام پر پہنچے وہاں آپ گاڑی کی طرف روانہ ہوئے تو ایک روسی حاکم نے روکا دفتر میں لے جا کر آپ کے کپڑوں بستر اور کتابوں کی تلاشی لی اور نقدی بھی لے کر اپنے پاس رکھ لی اور قید خانہ میں داخل کر دیا۔

قید خانہ میں آپ کے ساتھ سات آٹھ اور قیدی بھی تھے۔ روسی افسر کو آپ کے انگریزوں کا جاسوس ہونے کا شک تھا۔ رات کو جب تہجد

کے لیے اٹھتے تو باہر سپاہی آپ کی حرکات کا بغور جائزہ لیتا تو خیال کرتا کہ آپ بھاگنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ پندرہ دن آپ یہاں قید رہے اور اس دوران زمین کھودنے، صفائی کرنے اور پانی لانے کا کام آپ کو کرنا پڑا لیکن حکومت کی طرف سے کھانے کا کوئی انتظام نہ تھا۔ چند دن بعد ارتھک سے ریل کے ذریعہ عشق آباد پہنچے۔ جہاں دوسرے قیدیوں کے ساتھ آپ بھی قید خانہ میں ڈال دیئے گئے یہاں چوبیس گھنٹے میں چار چھٹانک روٹی تھوڑا سا سالن اور دو وقت پانی چائے کے طور پر دیا جاتا تھا۔ یہاں قید کے دوران ایک روسی قیدی سے آپ نے روسی زبان سیکھی جیل خانہ میں بہت سے ترک قیدی بھی تھے ان کا برتاؤ مولوی صاحب سے بہت اچھا تھا اور روسی حکام کا سلوک آپ سے دوسرے قیدیوں کا سا تھا۔ نہانے وغیرہ پر پابندی تھی کپڑے ارتھک والے ہی پہنے تھے جو تقریباً گل سڑ چکے تھے۔

عشق آباد جیل میں تین ماہ گزارنے کے بعد ایک روسی افسر کے زیر نگرانی آپ کو تاشقند لے جایا گیا۔ وہ روسی افسر اچھا آدمی تھا اور نمازوں اور تلاوت سے متاثر تھا۔ روسی زبان سیکھنے کا عمل یہاں بھی جاری رہا۔ جب روسی پہریدار ادھر ادھر ہوتا تو سب قیدی آپ کے پاس آکر بیٹھ جاتے اذیتوں کے سلسلہ کے ساتھ ساتھ روزانہ رات کو آپ کی پیشی ہوتی اور بعض اوقات ساری ساری رات سوالوں کے جواب دینے پڑتے ساری ساری رات جگا کر رکھتے۔ انہی دنوں جیل میں سٹرائیک ہوئی۔ بہت بڑے

پیمانے پر قیدیوں نے احتجاج کیا ایک پیٹیشن بھی لکھی جس پر سوائے آپ کے سب نے دستخط کئے آپ نے ان کو بتایا کہ ہمارے مذہب میں یہ طریق جائز نہیں۔ یہاں ۶ ماہ گزرنے کے بعد آپ کو بورڈ کے سامنے پیش کیا گیا بورڈ نے احتجاج میں حصہ نہ لینے کے متعلق سوال کیا جس کا تسلی بخش جواب دیا گیا اب تمام قیدی مختلف جیلوں میں بھجوائے گئے۔ آپ کو بھی ایک اور جیل میں بھیج دیا گیا۔ یہاں افغانستان بخارا اور تاشقند کے مسلمان تھے۔ انہوں نے آپ کو اپنا امام منتخب کرلیا۔ روس میں ابتدائی احمدی انہی لوگوں میں سے ہوئے ان کے ایمان اور محبت کو دیکھ کر حیرت ہوتی تھی کہ یہ لوگ جو ان دیکھے ایمان لے آئے ہیں اتنے مضبوط ایمان اور محبت رکھنے والے ہیں۔

جیل میں پہلا روسی احمدی

تاشقند کے رہنے والے ایک ذی وجاہت قیدی عبداللہ خان نے احمدیت قبول کی اس کے ساتھ قیدیوں کی ایک بڑی تعداد بھی احمدی ہو گئی۔ جب عبداللہ خان نے بیعت کی تو جیل خانہ میں شور مچ گیا۔ مسلمان علماء نے آپ کے خلاف کفر کا فتویٰ لگایا۔ دو مقامی ملاں جیل میں بھیجے گئے، تا وہ عبداللہ خان کو واپس لائیں لیکن وہ ناکام ہوئے۔ روسی حکام کو بھی اس سے تشویش ہوئی۔ انہوں نے نامی گرامی باا‌ثر شخصیت عبدالقادر
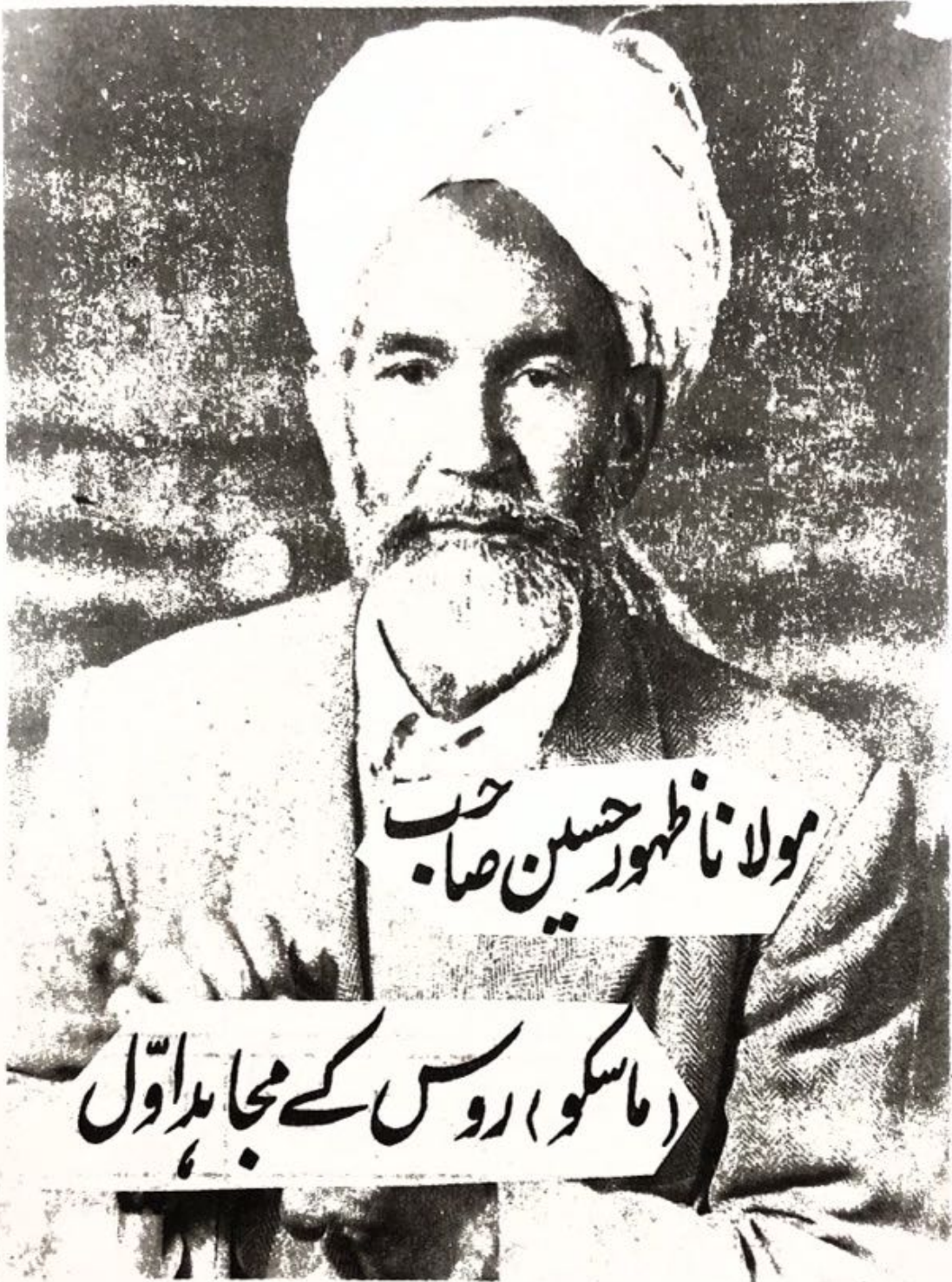
حضرت مولانا ظہور حسین جنہوں نے اشتراکی دور میں بھی روسی جیلوں میں احمدیت کا پیغام پہنچانے میں زبردست کامیابی حاصل کی۔

صاحب کو آپ کے ساتھ بحث و مباحثہ کے لیے بھیجا۔ انہوں نے روسی حکام کو بتایا کہ یہ نوجوان بڑا عالم ہے اور لوگ اس کے صحیح عمل کی وجہ سے احمدی ہو رہے ہیں۔ پھر باقاعدہ ایک بورڈ آف آفیسرز تشکیل دیا گیا جسکا پریزیڈنٹ ایک اعلیٰ روسی افسر تھا۔ پیشی کے دوران حضرت مسیح موعود کی کتاب "احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے" کا فارسی ترجمہ پڑھ کر آپ نے سنایا افسر نے کتاب ہاتھ میں لی اور اس کے بعض حصے اپنی کتاب میں دلچسپی سے نوٹ کیے بورڈ نے زیادہ تر مذہبی سوالات کیئے اور وہ نوٹس بھی لیتے رہے انٹیروگیشن کے دوران ایک مسلمان جج آیا اور وہ جماعتی ایڈمنسٹریشن کے بارہ میں سوال کرتا رہا مترجم آپ سے بہت متاثر تھا روسی افسر اب نرم رویہ اختیار کرنے لگے ان پیشیوں کے دوران خدا تعالیٰ نے تائید کی ایک دن ایک روسی افسر نے تفتیشی افسر کو ڈانٹا کہ ایسے سوال نہ کرو۔ جس پر واپسی کے وقت آپ کی خوب پٹائی ہوئی کہ افسر کی بے عزتی کیوں ہوئی ہے۔ ایک دن ایک روسی افسر آپ کے ہیلو کہنے پر برہم ہوا۔ اور اس نے تکلیف دہ پٹائی کی۔ تمام بدن زخموں سے چور تھا۔ نیم بے ہوش ہو گئے۔ جیل ہسپتال پہنچایا گیا ایک دفعہ رات کے وقت آپ کو کسی اور جگہ لے گئے جہاں الگ کمرے میں رکھا گیا کمرے کے باہر جانے کی اجازت نہ تھی اور باہر چہل قدمی کی بھی اجازت نہ تھی دسمبر کے مہینے میں ننگے فرش پر لٹا کر مارا پیٹا جاتا جسم میں اتنی سکت نہ ہوتی تھی کہ ہاتھ پاؤں

ہلا سکیں ایک دن چھ سات سپاہی آندر آئے اور آپ کو مارنے کے لیے
جھپٹے۔ بے ہوشی میں فرش پر گر پڑے آپ کے بازوؤں کو مروڑ کر پیٹھ کے
پیچھے سختی سے رسیوں سے باندھ دیا گیا اور رسیاں گوشت کے اندر دھنس
گئیں بعدہ ہسپتال لے گئے لیکن جسم پر زخموں کے نشان مستقل پڑ گئے
آپ نے ہسپتال میں دو ماہ گزارے یہاں کھانا اور ہر قسم کی سہولت تھی۔
جب ہسپتال والوں نے فارغ کیا تو دوبارہ جیل میں چلے گئے اس دوران
حضرت صاحب کی خدمت میں سلام بھیجنے کا موقعہ ملا ایک عیسائی وارڈن
آیا اس سے گفتگو ہوئی اس نے اللہ تعالیٰ اور جماعت کے متعلق بہت
سوال کیے اور اس کے سامنے زار کی پیشگوئی کا بھی تذکرہ تفصیلی رنگ میں
ہوا اسی اثنا میں ایک بڑے دینی عالم نے بیعت کی ۹ ماہ بعد آپ کو ماسکو
جانے کا حکم ملا اور وہاں ایک cell میں بند کر دیا گیا۔ یہاں بھی سوالوں کی
بوچھاڑ ہوتی رہی۔ اور جاسوس ہونے کا اقبال جرم کر لینے کے لئے آپ پر
ہر قسم کی سختیاں کی گئیں کھانے کے لیے صرف سور کا گوشت اور خشک
روٹی کے ٹکڑے دیتے سور تو آپ کھانے سے رہے خشک روٹی اور پانی سے
گزارہ کر لیتے خوراک کی کمی سے پیشاب بھی جل کر آتا اور رسیوں سے
بندھے ہونے کی وجہ سے جسم پر ہی نکل جاتا جہاں جہاں پڑتا جسم کی جلد پر
سیاہ دھبے ڈال دیتا جو اس مؤلف نے اپنی آنکھوں سے بھی دیکھے ہیں

انہی ایام میں آپ کے کانوں میں بھنک پڑی کہ روسی حکومت کو

انگریزی حکومت کی طرف سے آپ کے بارے میں بعض مراسلات ملے ہیں چند دن بعد جیل سپرنٹنڈنٹ نے آپ کو بلایا اور بتایا کہ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ انہیں ہسپتال بھیجا جائے جہاں ہر قسم کی سہولت حاصل تھی جس سے صحت تھوڑے دنوں میں ٹھیک ہوگئی تو آپ کو یہاں ہی معلوم ہوا کہ رہائی کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

آخری بار پھر بورڈ کے سامنے پیش ہوئے۔ بورڈ میں دو درجن کے قریب روسی افسر تھے۔ انہوں نے خدا تعالیٰ کی ہستی کے متعلق سوال کیئے اور دوسرے سوالات بھی ہوئے اور تبلیغ کا موقع ملا۔ آپ پہلے احمدی مبلغ تھے جو ماسکو تک پہنچے اور خوب تبلیغ کی اور آپ کی یہ تبلیغ کوئی ڈھکی چھپی بات نہ تھی بلکہ ایک روسی اخبار میں یہ شائع ہوا کہ ایک دیوانہ ہندوستان سے آیا ہے جو ایک خدا کا نام لیتا پھرتا ہے۔ اس بورڈ نے بتایا کہ تمہاری رہائی کا فیصلہ ہو گیا ہے۔ ایک دن صبح ہی صبح سورج نکلنے سے قبل آپ کا نام پکارا گیا۔ آپ کو سفر جاری رکھنے کے لئے ۵۰ روبل دیئے گئے چند روز باکو میں گزارنے کے بعد بحری جہاز پر سوار ہو کر ۲۴ گھنٹے میں ایران پہنچے برٹش کونسل نے تہران جانے کی ہدایت کی۔ وہاں سے بغداد۔ بصرہ اور کراچی سے ہوتے ہوئے ۱۹۲۶ء میں واپس قادیان پہنچ گئے اہالیان قادیان نے آپ کو پرتپاک اھلاً و سھلاً و مرحبا کہا۔ صدر انجمن احمدیہ نے اس دن عام تعطیل کا اعلان کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ملاقات کی اور

رات کے کھانے کی دعوت کی۔ (ماخوذ از آپ بیتی)

ایک خوشکن توارد

امریکہ میں ہمارے پہلے مربی حضرت مفتی محمد صادق صاحب ۱۵فروری ۱۹۲۰ء کو فلاڈلفیا کی بندرگاہ پر پہنچے تو انہیں وہاں قید کردیا گیا تھا تا وہ دین حق کو نہ پھیلا سکیں مگر انہوں نے جیل کے قیدیوں کو ہی احمدی بنانا شروع کردیا عین اسی طرح روس میں جانے والے مربی مولانا ظہور حسین صاحب ٹھیک پانچ سال بعد ۱۹۲۵ء کے اوائل میں تاشقند (بخارا کے علاقے کے ایک اہم شہر کی) جیل میں پہنچے تو انہوں نے بھی جیل میں قیدیوں کو احمدی بنایا اور حضرت المصلح الموعود کی وہ رویا پوری ہوئی جس میں آپ نے دیکھا تھا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ جلدی سے آئے ہیں اور فرمایا کہ میں پانچ سال امریکہ میں رہا ہوں اب بخارا جاتا ہوں

(ماخوذ از الفضل ۶ جنوری ۱۹۲۱ء ، ۱۶ نومبر ۱۹۲۳ء)

ایک احمدی کا قابل تقلید مذہبی جوش

مولوی صاحب کی روس سے واپسی پر "کشمیری اخبار" لاہور نے مندرجہ بالا عنوان سے لکھا:۔

"مولوی ظہور حسین مبلغ احمدیت جو دو سال سے بالکل لاپتہ تھے پھر

ہندوستان واپس آگئے ہیں اس دوران آپ کو بہت سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ وہ اپنے ایک خط میں بیان کرتے ہیں کہ انہیں بغیر پاسپورٹ کے بے کسی اور بے بسی کی حالت میں مشہد سے بخارا کی طرف جانا پڑا اور وہ بھی دسمبر کے مہینہ میں جبکہ راستہ برف سے سفید ہو رہا تھا۔ راستہ میں روسیوں کے ہاتھ چڑھ گئے۔ جہاں آپ پر مختلف مظالم توڑے گئے قتل کی دھمکیاں دی گئیں۔ بے رحمی سے مارا گیا۔ تاریک کمروں میں رکھا گیا۔ کئی کئی دن سؤر کا گوشت کھانے کے لیے ان کے سامنے رکھا گیا لیکن وہ سرفروش عقیدت جادۂ استقلال پر برابر قائم رہا۔ وہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ کوئی بھی شخص جو قید خانہ میں انہیں دیکھنے آیا۔ ان کی تعلیمات کی بدولت احمدی ہوئے بغیر باہر نہ نکلا۔ اس طرح تقریباً چالیس اشخاص احمدی ہو گئے جو باتیں آج مولوی ظہور حسین سے جیل کے اندر اور جیل سے باہر ظہور میں آئی ہیں قرنِ اولیٰ کے مسلمانوں میں اشاعت مذہب کے لیے ایسی ہی تڑپ ہوا کرتی تھی کیا ہمارے ناظرین کو معلوم نہیں ہے کہ امام ابو حنیفہ جیل کے اندر بھی لوگوں کو درس دیتے رہے احمدی مسلمانوں کے عقائد اور عام مسلمانوں کے عقائد میں بوجہ احمدیت اور محمدیت بہت کچھ اختلاف ہے تاہم اس امر کو بلاخوف تردید سمجھ لینا چاہئے کہ ہمارے اندر وہ اخلاص وہ عزم اور وہ تڑپ اپنے مذہب کی حمایت و اشاعت کے لیے نہیں جو ایک معمولی احمدی بھی اپنے دل کے اندر رکھتا ہے کاش!

اسلام کے دوسرے فرقے بھی کفر سازی و کفر پروری کے بجائے ایسے ہی مجاہد پیدا کر سکیں
(کشمیری اخبار ۲۱ اکتوبر ۱۹۲۶ء)

حضرت خلیفتہ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا خراج تحسین

"اس سلسلے میں جو اہم کردار حضرت ظہور حسین صاحب نے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ادا کیا ہے وہ تاریخ میں دہرانی چاہتا ہوں تاکہ روس کے تعلق میں ابتدائی خدمت کے وہ واقعات بھی آپ کے سامنے آجائیں۔ اور اس مجاہد اول مولوی ظہور حسین صاحب کے لیے اور ان کے لیے جو ان کے ساتھ شامل ہوئے تھے دعا کی بھی تحریک ہو۔

مولوی ظہور حسین صاحب نے روس سے واپس آنے کے بعد کچھ عرصہ تو ایسی حالت میں گزارا کہ ان کو اپنے دماغ پر کوئی کنٹرول نہیں تھا۔ اتنا شدید ان کو وہاں عذاب دیا گیا ایسی ایسی تکلیفیں دی گئیں کہ اس کے نتیجے میں وہ اپنے حواس کھو بیٹھے تھے۔ جب ان کو ترکی کی سرحد سے پار باہر پھینک دیا گیا تو اتفاق سے کسی نے اندازہ لگا کر کہ یہ ہندوستانی ہے اس کو برٹش ایمبیسی میں پہنچا دیا اور چونکہ وہ پاگل پن کی حالت میں بھی "قادیان" بار بار کہتے تھے اس لیے کسی برٹش آفیسر کو یہ معلوم ہو گیا کہ یہ ہندوستانی قصبے قادیان کا رہنے والا ہے۔ چنانچہ انہوں نے جماعت سے تعلق قائم کیا اور پھر ان کو وہاں بھجوا دیا۔

یہ وقتی دور جو بدحواسی کا تھا۔ یہ زیادہ لمبا عرصہ نہیں چلا لیکن وہ جو تعذیب کے نشانات تھے وہ ساری عمر بدن پر قائم رہے اور ہم نے بھی بچپن میں بار بار دیکھے سارے جسم پر جھلنے کے اور تکلیفوں کے آثار باقی رہے تھے مولوی ظہور حسین صاحب نے بعد میں ایک لمبا عرصہ جماعت احمدیہ کی مختلف حیثیتوں سے خدمت کی۔

مولوی ظہور حسین صاحب بعد میں جب اکیلے روس میں داخل ہوئے تو وہ بھی ۱۰ تاریخ تھی اور یہ ۱۰ دسمبر کا دن تھا آپ ارتھک پہنچے لیکن جب آپ بخارا جانے کے لئے جہاں طے ہوا تھا کہ یہ اور محمد امین خانصاحب ملیں گے ریلوے سٹیشن پر پہنچے تو وہاں آپ کو گرفتار کر لیا گیا۔ چونکہ آپ کو رشین زبان نہیں آتی تھی۔ کوئی ساتھیوں سے رابطہ نہیں تھا۔ آپ نے رویا میں دیکھا کہ حضرت فضل عمر فرماتے ہیں کہ ''ظہور حسین'' آپ جیل میں (دعوت الی اللہ) کیوں نہیں کرتے۔ اس رویا سے وہ خدائی منشاء سمجھ گئے اور اپنے ساتھیوں سے روسی زبان سیکھنی شروع کی چنانچہ سب سے پہلا شخص روس میں جو احمدی ہوا ہے وہ جیل میں ہوا ہے اور اس طرح سنت یوسفی دوہرائی گئی''

(الفضل ۸ مئی ۱۹۹۰ء)

دسواں باب

روس میں اسلام -- روشن مستقبل

۱۹۲۶ء میں مولانا ظہور حسین صاحب مجاہد روس کی واپسی کے بعد روسی احمدیوں کا رابطہ عملاً" مرکز احمدیت قادیان / ربوہ سے منقطع رہا۔ لیکن روس میں احمدی موجود تھے جس کی شہادت روسی انسائیکلوپیڈیا بھی دیتی ہے۔

خدائی بشارت Friday The 10th کے عین مطابق ۱۰نومبر۱۹۸۹ء بروز جمعتہ المبارک ایک عظیم انقلاب ہاں اس صدی کا سب سے بڑا انقلاب اچانک آیا روس اور باقی دنیا کے درمیان آہنی پردہ (Iron Curtain) کے طور پر کام آنے والی دیوار برلن کو راتوں رات گرا دیا گیا جس کے نتیجہ میں مشرق اور مغرب کے لوگوں کے باہمی رابطے وسیع پیمانے پر شروع ہو گئے اسی دور میں احمدیوں کے رابطے بھی روسی لوگوں سے ہونے شروع ہو گئے پھر خدائی تقدیر کے مطابق دنیا کے نقشے میں دسمبر۱۹۹۱ء میں سوویت یونین کے خاتمہ سے عظیم الشان تبدیلی آئی تو آزاد روسی ریاستوں کے عوام و خواص نے امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب سے رابطے بڑھانے شروع کئے پہلے سے تیار شدہ قرآن مجید کے روسی ترجمہ اور ۴۰ اسلامی کتب نے روسی عوام و خواص کی خدمت کرنی شروع

کر دی حضرت امام جماعت احمدیہ کی تحریک پر سینکڑوں احمدیوں نے وقف عارضی میں شمولیت کی اور حضور کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے روسی علاقوں میں پھیل گئے اور اب تو مستقل واقفین بھی مختلف روسی ریاستوں میں پہنچ چکے ہیں بلکہ پہلے واقف زندگی ڈاکٹر عبدالخالق صاحب بھی روسی میدان عمل میں پہنچ کر اپنا خدمت خلق کا ادارہ کھولنے کی تیاریوں میں مصروف ہیں اس تیسرے انقلاب کی آمد کی جھلکیاں حضرت امام جماعت احمدیہ کے خطبات میں سے پیش کرتا ہوں۔

(ا) عظیم الشان تبدیلیاں

"آج دنیا میں رونما ہونے والی عظیم الشان تبدیلیوں کا محور روس ہے۔ روس کے اندر ریاستوں میں جو بڑی بڑی تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں اس بارہ میں سیاستدانوں کی مختلف آراء ہیں اور مذہبی راہنماؤں نے بھی دلچسپی لینی شروع کی ہے۔ اسی طرح اقتصادی نقطہ نگاہ سے بھی خیال آرائی کی جا رہی ہے۔ اس طرح مختلف سمتوں سے روس دنیا میں دلچسپی کا موجب بنا ہوا ہے لیکن میں جماعت کو بتانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے آئندہ کیا تاریخی اور مذہبی کردار ادا کرنا ہے جس کا خدا کی تقدیر نے پہلے ہی فیصلہ کر رکھا ہے"

(الفضل ۲۲اگست ۱۹۹۰ء صفحہ ۱)

(۲) روس کے متعلق خدائی ارشادات

"اس سلسلہ میں مذہبی نقطۂ نگاہ سے جو اہمیت ہے اس کے متعلق میں کچھ باتیں آپ کو یاد دلانی چاہتا ہوں جو جماعت احمدیہ کی تاریخ سے تعلق رکھتی ہیں۔

روس کے متعلق قریباً سب احمدی جانتے ہیں بچے بچے کو یہ علم ہے کہ حضرت اقدس (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)نے فرمایا تھا کہ وہ جماعت احمدیہ کو روس میں ریت کے ذروں کی طرح پھیلا دے گا اور ایک رویا میں آپ نے روس کے عصا کو اپنے ہاتھوں میں تھامے ہوئے دیکھا اور وہ عصا بھی تھا اور بندوق کی نالیوں کی طرح اس عصا کے اندر نالیاں بھی تھیں۔ (یہ ارشادات) جماعت میں عام ہیں یعنی ان کا علم عام ہے اور سب نظریں لگائے بیٹھے رہے کہ کب خدا تعالیٰ ان (ارشادات) کے پورے ہونے کے آثار ظاہر فرمائے گا اس سلسلے میں حضرت مصلح موعود نے جماعت کو بار بار تحریک بھی کی۔ ان دنوں میں یعنی انقلاب روس کے بعد شروع کے دس پندرہ سال تک باہر کی دنیا کیلئے روس کے علاقہ میں داخل ہونا بہت ہی مشکل تھا بعد ازاں سہولتیں پیدا ہوئیں لیکن پابندیاں جاری رہیں ان دنوں میں تو بہت ہی مشکل کام تھا اور خطرناک کام تھا۔ اس لئے باقاعدہ جماعت کی طرف سے (مربی) تو وہاں بھجوایا نہیں جا سکتا تھا یعنی اجازت لے کر اور ویزا حاصل کر کے لیکن حضرت مصلح موعود نے جماعت کو یہ توجہ دلائی کہ

کچھ ایسے لوگ نکلیں جو روس تک حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا پیغام پہنچانے کے لیئے اپنے آپ کو پیش کریں اور اس راہ میں قربانیاں دیں"

(الفضل ۸ مئی ۱۹۹۰ء)

الحمدللہ کے مکرم محمد امین خان اور مولانا ظہور حسین صاحب نے اپنے پیارے امام کی آواز پر لبیک کہا ان کی سرگزشت پہلے گزر چکی ہے۔

(۳) روسی انسائیکلوپیڈیا میں روسی احمدی جماعتوں کا ذکر

"مولوی ظہور حسین صاحب کے روس جانے کا واقعہ آپ جانتے ہیں ۱۹۲۴ء کا ہے اس کے بعد مولوی ظہور حسین صاحب کے ساتھ مرکز کا بھی رابطہ کچھ عرصہ کٹا رہا۔ پھر جب وہ واپس آئے تو اس وقت اتنی ہوش نہیں تھی کہ بتائیں کہ کہاں کہاں احمدی ہیں اور ان سے کس طرح رابطہ کیا جائے۔ چنانچہ رابطہ بالکل کٹ گیا اور رابطہ کٹنے کے باوجود مولوی ظہور حسین صاحب ہمیشہ اس بات پر مصر رہے اور اس بات کے قائل رہے کہ وہاں احمدیہ جماعتیں قائم ہو چکی ہیں جو قائم ہیں اور پھیل رہی ہونگی لیکن ہمیں ان کی تفاصیل کا کوئی علم نہیں تھا سب سے پہلے مجھے روس میں جماعت احمدیہ کے متعلق جو علم ہوا ہے وہ ایک روسی انسائیکلو پیڈیا کے مطالعہ سے ہوا جو انگلستان سے غالباً بشیر احمد صاحب رفیق نے یا کسی اور نے معلوم کر کے مجھے مطلع کیا کہ یہاں ایک روسی انسائیکلو پیڈیا

شائع ہوا ہے جس میں جماعت احمدیہ کے اوپر ایک روسی سکالر نے مقالہ لکھا ہے اور اس مقالے میں احمدیت کے متعلق کئی قسم کی باتیں درج تھیں۔ چنانچہ میں نے تحقیق کر کے اس مقالے کو حاصل کیا اور اس کے انگریزی اور اردو میں تراجم کروائے اور ان تراجم میں بعض بہت دلچسپ باتیں سامنے آئیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ روسی مقالہ نگار نے بڑی تحدی کے ساتھ یہ لکھا کہ روس میں بھی احمدیہ جماعتیں قائم ہیں لیکن ان کا تعلق اپنے مرکز سے کٹ چکا ہے اور اس کی وجہ مقالہ نگار نے یہ بیان کی کہ ان کو غالبًا اپنے مرکز سے یہ ہدایت ہے کہ روس میں رہتے ہوئے ہم سے تعلق نہ رکھو۔ یہ بات تو غلط تھی غالبًا انہوں نے اس بات کو چھپانے کے لئے یعنی اس پر پردہ ڈالنے کے لئے کہ روس نے مذہبی جماعتوں کو بیرونی دنیا سے تعلق رکھنے پر روکیں عائد کر رکھی ہیں یہ ایک بہانہ تراشا اور باوجود اس کے کہ یہ تسلیم کیا کہ جماعتیں موجود ہیں لیکن یہ بات غلط کہہ دی کہ مرکز نے گویا جماعتوں کو ہدایت دے رکھی ہے کہ ہم سے رابطہ نہ کرو۔ اب سوال یہ ہے کہ ان سے رابطہ کیسے ہونا تھا اور خدا تعالیٰ کی تقدیر میں کیا مقدر تھا" (الفضل ۸ مئی ۱۹۹۰ء)

(۴) احمدیہ خلافت رابعہ اور روس

"میری خلافت کا روس کے ساتھ بھی ایک تعلق ہے اور وہ یہ کہ

حضرت مصلح موعود نے بہت لمبا عرصہ پہلے (۱۹۴۰ میں) ہندوستان کی تقسیم بھی ابھی نہیں ہوئی تھی اور میں ابھی بہت چھوٹا تھا ایک رویا دیکھی (جو الفضل ۷ مئی ۱۹۴۵ء میں مطبوعہ ہے) اور رویا یہ تھی کہ آپ کسی ایسی جگہ میں ہیں جہاں اردگرد فوج کا گھیرا ہے اور خطرہ ہے اور اس کمرے میں ام طاہر (میری والدہ) لیٹی ہوئی ہیں اور ان کے ساتھ ایک بچہ ہے لیکن چونکہ میری عمر اس بچے سے بڑی تھی جو ان کو نظر آیا اس لیے حضرت مصلح موعود کو سمجھ نہیں آسکی کہ یہ لڑکا کون ہے بہرحال آپ نے فرمایا میں نے دیکھا کہ خطرہ ہے میں ام طاہر کو کہتا ہوں کہ جلدی سے اٹھو اور تیار ہو۔ آؤ ہم اس ملک سے نکل جائیں لیکن وہ شاید دیر کرتی ہیں یا تیار نہیں ہو سکیں۔ آپ نے بچے کو گودی میں اٹھایا اور تیزی کے ساتھ وہاں سے باہر نکل گئے۔ ایسی حالت میں کہ وہ بچہ ان کی گود میں ہے ایک ایسی جگہ جاتے ہیں جو اجنبی ہے اور وہاں جا کر پوچھتے ہیں کہ یہ کون سا علاقہ ہے تو لوگ آہستہ آہستہ کہتے ہیں آہستہ بات کریں یہ روس کا علاقہ ہے۔ آپ کہتے ہیں تم کون لوگ ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو احمدی ہیں اور یہاں احمدیت پھیل رہی ہے لیکن ابھی کھل کر باتیں کرنے کا وقت نہیں ہے۔

اب اس رویا میں حضرت مصلح موعود کی گود میں جو بچہ ہے وہ میں تھا اور چھوٹا بچہ اس لیئے دکھایا گیا کہ ابھی کچھ وقت لگنا تھا۔ جب خدا تعالیٰ مجھے تربیت دے کر ایسی جگہ کھڑا کرتا کہ جن حالات میں مجھے پاکستان سے

(1928ء تا حال)

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفہ المسیح الرابع جن کی قیادت میں آج جماعت احمدیہ دنیا کے 137 ممالک میں دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے نیز روس میں احمدیت کا نفوذ انہی کی قیادت میں جاری ہے۔

روسی زبان میں ترجمہ قرآن مجید کے جملہ اخراجات برداشت کرنے والے
خوش نصیب چوہدری شاہ نواز آف لاہور

ہجرت کرنی پڑی ان حالات میں ہجرت کرتا اور پھر جا کر روس سے میرا رابطہ ہوتا حضرت مصلح موعود کی گود میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی حمایت میں آپ کی نیک تمناؤں کے مطابق آپ کی دعاؤں کے نتیجہ میں، ان وعدوں کے نتیجہ میں جو آپ کی ذات سے وابستہ تھے اللہ تعالیٰ آپ کے کسی بیٹے کو یہ توفیق دے گا کہ وہ روس میں تبلیغ حق کرے گا اور روسی احمدیوں سے اس کے روابط ہوں گے۔ پس یہ رویا بعینہ میری ذات میں پوری ہوئی ہے کیونکہ فوج کے گھیرے کا مطلب ہے مارشل لاء کے دوران حالات کا خطرناک ہونا۔ اور حضرت مصلح موعود کے ساتھ میرے سوا آپ کا کوئی اور بیٹا نہیں جو وہاں سے ہجرت کرتا تو مصلح موعود تو تمثیلاً" دکھائے گئے ہیں لیکن اصل میں میری ہجرت مراد تھی اور بعینہ انہی حالات میں کہ فوج کا گھیرا ہے اور آپ سمجھتے ہیں کہ خطرناک حالات میں مجھے نکل جانا چاہیے اور پھر یہاں انگلستان آنے کے بعد وہ حالات پیدا ہوئے جب کہ ہمارے روس سے روابط ہوئے۔ اس سے پہلے ہم ان روابط کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے تو ان دونوں تعلقات کو میں آپ پر کھول رہا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ روس یں تبلیغ حق کے سلسلہ میں احمدی خواتین بھی بہت بڑے بڑے کام کر سکتی ہیں ہمیں ایسی احمدی بچیوں کی ضرورت ہے جو کثرت کے ساتھ حضرت مسیح موعود کی کتب کا ترجمہ براہ راست اردو سے روسی زبان میں کر سکیں میں امید رکھتا ہوں کہ اس

سلسلہ میں آپ انشاء اللہ پوری توجہ کے ساتھ اس ذمہ داری کو نبھانے کی کوشش کریں گی" (کینیڈا میں حضرت امام جماعت احمدیہ کا خطاب ٦ جولائی ١٩٩١ء)

(۵) روسی اہل دانش سے رابطے

"اب یہ کوئی اتفاقی بات نہیں تھی کہ روس کا تعلق دوبارہ جماعت احمدیہ سے قائم ہونا میرے زمانہ میں ہو۔ یہ سارے مقدر کے فیصلے تھے جن کے آپس میں ڈانڈے ملے ہوئے تھے اور پھر مجھے ..... فرائیڈے دی ٹینتھ Friday The 10th دکھایا اور فرائیڈے دی ٹینتھ کو وہ حیرت انگیز انقلاب برپا ہوئے جن کی روشنی میں روس میں دین حق کے داخل ہونے یا جماعت احمدیہ کے ذریعہ دین حق کے داخل ہونے کے نئے دروازے کھلیں اور نئے امکانات روشن ہوں اور یہ بھی عجیب بات ہے اور کوئی اتفاق نہیں بلکہ مقدر تھا کہ جماعت احمدیہ کے آئمہ میں سے صرف میں ہوں جس کے ساتھ متعدد روسی علماء اور صاحب دانش لوگوں نے ذاتی رابطہ کیا ہے اور اس کے علاوہ ایک بھی امام اس سے پہلے نہیں گزرا جس کا کسی روسی رہنما سے ذاتی رابطہ ہوا ہو۔ ایک نہیں، دو نہیں، تین نہیں، متعدد رابطے ہوئے اور ایسے رابطے ہوئے جن میں ہماری طرف سے کسی کوشش کا دخل نہیں۔ خدا تعالیٰ نے خود اس کے سامان پیدا فرما دیئے اور جس طرح وہ سامان پیدا ہوئے ہیں ان میں جیسا کہ میں

نے بیان کیا ہے نہ ہماری کوشش کا دخل تھا نہ اتفاقات تھے بلکہ خدا کی واضح تقدیر ان میں کار فرما دکھائی دیتی ہے۔

پہلے روسی عالم جو عالمی شہرت رکھتے ہیں جن کی مجھ سے ملاقات ہوئی وہ الحاج عبد الائیو (Abdullayev) تھے جس دن ان سے ملاقات ہوئی اس کے دوسرے یا تیسرے دن جمعہ تھا اور میں نے جمعہ میں یہ بیان بھی کیا تھا کہ روس کے ایک بہت ہی مقتدر مسلمان تشریف لائے تھے اور ان سے ملاقات ہوئی تھی اور اس کے بعد داغستان کے علاقے کے مسلمان راہنما بھی ملے اور آذربائیجان کے علاقے کے مسلمان راہنما بھی ملے اور اس کے علاوہ بھی متعدد ایسے اہم لوگ جو کانفرنسوں میں ہی یہاں تشریف لاتے رہے، آکے مجھے ملتے رہے اور پھر "بیلا روس" (Byelorussia) کے مسلمان راہنماؤں میں سے ایک نے بذریعہ خط رابطہ کیا اور انہوں نے یہ بتایا کہ ان کو کسی ذریعے سے جماعت احمدیہ کا وہ کتابچہ جس میں قرآن کریم کی منتخب آیات کا روسی ترجمہ ہے ان تک پہنچا اور ان کو اس کے مطالعہ سے بے حد خوشی ہوئی کیونکہ وہ لکھتے ہیں کہ اس سے بہتر روسی زبان میں کبھی قرآن کریم کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔ تو یہ جو سب رابطے پیدا ہوئے ہیں یہ سارے ایک ہی مضمون کی کڑیاں ہیں اس لیئے اگر کسی کے ذہن میں یہ وہم ہو کہ فرائیڈے دی ٹینتھ کا اس دن پر اطلاق پانا کوئی اتفاقی حادثہ تھا تو اس سارے مضمون کو سننے کے بعد کوئی بہت ہی

متعصب ہوگا یا طفلانہ خیال کا حامل ہوگا جو یہ اصرار کرے کہ یہ اتفاقی حادثہ ہے۔ ۱۰ نومبر ۱۹۸۹ء کو دیوار برلن ٹکڑے ٹکڑے ہوئی اس دن اسلامی مہینے کا انگریزی مہینے کے ساتھ انطباق۔ اس دن جمعہ کا ہونا اس دن انقلابی سال کا سب سے بڑا انقلابی دن ہونا جس کے متعلق ساری دنیا نے کہا کہ یہ سال ایک غیر معمولی حیثیت کا حامل سال ہے اور تمام دوسرے اپنے اردگرد کے سالوں سے بہت ہی زیادہ نمایاں حیثیت رکھتا ہے اور پھر اس دن کا اس سال میں سے بھی چوٹی کی طرح ابھر آنا اور غیر معمولی حیثیت اختیار کر جانا اور اس سے پہلے حضرت مصلح موعود کا یہ رؤیا جس کی تعبیر روس سے رابطہ ہوگا اور پھر ساری (امامت) احمدیہ کی تاریخ میں ایک (امام) کے ذریعہ واقعات کا ترتیب پانا کچھ اور ہی معنی رکھتا ہوگا۔ درحقیقت یہ ظاہر طور پر تقدیر ہے جس نے باقاعدہ ان واقعات کو منضبط کیا ہے۔ اور ایک ترتیب دی ہے۔ (الفضل ۸ مئی ۱۹۹۰ء)

ایک روسی دانشور

پروفیسر راویل بخاریو

صد سالہ جشن تشکر ۱۹۸۹ء کا سال احمدیت کیلئے تو اہم تھا ہی باقی دنیا کے لیئے بھی بہت اہمیت کا حامل تھا۔ اس سال بڑی انقلابی تبدیلیاں دنیا بھر میں ہوئیں۔ بیسویں صدی کا سب سے اہم واقعہ "دیوار برلن کا انہدام"

روسی پروفیسر راویل بخاریو جنہوں نے روس میں احمدیت کی اشاعت کے لئے اپنی
زندگی وقف کر رکھی ہے۔ آپ نے 1991ء میں قادیان کے سویں جلسہ سالانہ میں
شمولیت کی جہاں بیت اقصیٰ میں اس کتاب کے مئولف (محمد اسماعیل منیر) سے
پرجوش ملاقات کا نظارہ۔

بھی اسی سال ۱۰ نومبر جمعہ کو ہوا۔ جس کی خبر خدا تعالیٰ نے ہمارے پیارے امام حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کو Friday The 10th کے الفاظ میں پہلے ہی دے دی تھی۔ احمدیت کے لئے اسی سال کا اہم ترین پھل روسی پروفیسر راویل بخاریو تھا جس پر تحقیق کے بعد احمدیت کی سچائی ظاہر ہوگئی۔ سویں جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۱ء میں شرکت فرمائی اور اپنی تقریر میں قبول احمدیت کے دلچسپ واقعات بتائے۔ پھر آپ نے ہندوستان کے جنوبی صوبہ کیرالا (مالا بار) کا طویل دورہ فرمایا ۱۔ کالی کٹ ۲۔ کرناگاپلی ۳۔ اریوناٹیکلم ۴۔ کالی کٹ یونیورسٹی ۵۔ نلمبور ۶۔ کنانور ۷۔ پینگاڈی میں پریس کانفرنسیں اور پبلک کانفرنسیں ہوئیں۔ جن میں آپ نے صحافیوں کے مختلف سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے جو روس میں کمیونزم کے زوال اور وہاں احمدیت کے نفوذ کے بارے میں تھے۔ پبلک تقریروں کا خلاصہ چند الفاظ میں یہ تھا "میں ایک توحید پرست مومن ہوں۔ مومن وہ ہوتا ہے جو اپنے آپ کو اور اپنی زندگی اور موت کو خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرے دل کی گہرائی سے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی آواز بلند ہوتی رہتی ہے ... سوویت یونین نے دنیا میں اپنے آپ کو ایک عظیم طاقت کے طور پر ظاہر کرنے کے لیئے وہاں کے عوام سے بہت قربانیاں لی تھیں اور اقلیت کی خاطر اکثریت کو قربانی کا بکرا بنا لیا تھا جس کا آخری نتیجہ دنیا کے سامنے ہے

... روحانی ارتقا اور بہبودی کے علاوہ دنیاوی خوشحالی کے لیئے بھی اس زمانہ میں صرف قابل عمل مذہب حقیقی اسلام ہی ہے جو آج احمدیت کی شکل میں نمودار ہوا ہے میں نے دنیا میں بہت سارے ممالک کا دورہ کیا مختلف قسم کے لوگوں سے رابطہ کیا لیکن احمدیوں کی طرح اطمینان بخش زندگی اور پرمسرت چہرے مجھے دنیا میں کہیں نظر نہیں آئے"۔ کیرالا میں آٹھ دنوں کے پروگرام کی خبریں اور تصویریں ۲۶ اخبارات میں شائع ہوئیں۔ پروفیسر راویل تاتاری ہیں اور کازان کے باشندے ہیں اور ماسکو یونیورسٹی کی کئی ڈگریاں حاصل کر چکے ہیں آپ سوویت رائٹرز یونین اور ہنگارین رائٹرز یونین کے ممبر، ایک جرنلسٹ اور شاعر ہیں۔ اور کئی کتابوں کے مصنف ہیں ۲۰ سے زائد اہم احمدیہ کتب کا روسی ترجمہ کرنے کا آپ کو شرف حاصل ہے B.B.C لندن سے بھی آپ کی تقریریں نشر ہوتی رہتی ہیں۔

(ماخوذ از ہفت روزہ بدر قادیان ۳۰ جنوری ۱۹۹۲ء)

------ خوش خبریاں ------

روس اور اہل روس سے رابطوں کے سلسلہ میں امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع نے چند خوشخبریاں بھی سنائیں

(ا) مشرقی یورپ میں احمدیت کی مقبولیت

ایک یورپین ملک کے کلچرل اتاشی مجھ سے ملنے آئے اور جب ان کو

جماعت احمدیہ کا لٹریچر ان کی زبان میں پہنچایا گیا تو وہ اتنا ایکسائیٹ (Excite)ہو گئے، اتنا ان کی طبیعت میں ہیجان پیدا ہوا کہ دراصل اسی وجہ سے وہ ملنے آئے اور ملنے کے بعد انہوں نے کہا کہ میں اس بات پر مجاز ہوں، میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ میں اپنے ملک کے دروازے آپ پر کھولتا ہوں یہ ایسا عظیم الشان لٹریچر ہے کہ اسے جلد لے کر ہمارے ملک میں پہنچیں۔ ہمارے ملک کے لوگ بھی اور غیر بھی اس کے منتظر ہیں وہ حیران رہ گیا یہ دیکھ کر کہ ایسا فرقہ بھی دنیا میں موجود ہے جو اسلام کے نام پر جبر کا قائل نہیں اور "اسلام" کے نام پر محض محبت سے پیغام پہنچانے کے نظریئے پر زور دیتا ہے اور جماعت احمدیہ کی دیگر امتیازی تعلیمات جب اس کو معلوم ہوئیں اور اس نے کہا کہ ہم بے وجہ اسلام سے خوف کھا رہے تھے یہ تو بہت ہی پیارا مذہب ہے اور آپ کے آنے سے دوسرے مسلمانوں کی بھی تربیت ہو گی۔ ان کو بھی پتہ چلے گا کہ دین حق ہے کیا؟ تو میں آپ کو تجربے سے بتا رہا ہوں یہ کوئی اندازے نہیں ہیں، تخمینے نہیں ہیں، واقعہ یہ ہے کہ خدا کی تقدیر نے مشرقی بلاک کے ممالک کو اسلام کو قبول کرنے کے لیئے تیار کر دیا ہے بہت سے سینوں کے داغ دھوئے جا چکے ہیں۔ بہت سی غلط فہمیوں اور کج رویوں کے نشان مٹ چکے ہیں اور اب وہ صاف اور کھلے دل کے ساتھ ایک نئی روشنی کے منتظر اور متلاشی ہیں اور بلاشبہ احمدیت ہی وہ روشنی ہے جو ان کے دلوں کو مطمئن کر سکتی

ہے اس کے سوا اسلام کی سب تفسیریں جو دوسرے فرقوں کے ذریعے ان تک پہنچ سکتی ہیں وہ ان کے مزاج کے مطابق نہیں رہیں ' ان کے مزاج میں روشنی آچکی ہے ان کے مزاج میں عقل و دانش کے ساتھ چیز کو پرکھنا داخل ہو چکا ہے اس لیئے اب وہ ایسی تعلیمات جن پر غور و فکر کے نتیجہ میں ان تعلیمات پر ایمان نہ رہے۔ قبول کرنے کے لیئے تیار نہیں رہے اور اسلام ایک ایسی تعلیم ہے جس پر جتنا غور کریں ایمان بڑھتا ہے اور اس رنگ میں اسلام کی حقیقی تعلیم احمدیت کے سوا کم ہی دوسروں کے پاس ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر فرقے کے پاس سچائی موجود ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ دوسرے فرقوں میں بھی بہت سی باتوں میں اسلام کا نور اسی شکل میں موجود ہے کہ وہ دوسرے دلوں کو مطمئن کر سکتا ہے یعنی احمدیت اسلام کی ان معنوں میں (اجارہ داری) Monopoly اختیار نہیں کر سکتی کہ گویا ساری سچائی احمدیت کے پاس ہے اور باقی سب کے پاس جھوٹ ہی جھوٹ ہے ہاں احمدیت سچائی کی غلام ہے جھوٹ کے ساتھ ہمارا کوئی تعلق نہیں جن معنوں میں میں آپ پر بات واضح کر رہا ہوں اس کو غور سے سمجھ لیجئے تاکہ کہیں غلط دعوے نہ کر بیٹھیں۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ احمدیت کے سوا دوسرے فرقوں میں سچائی نہیں ہے یعنی یہ کہہ رہا ہوں کہ بہت سے ایسے امور ہیں جن میں احمدیت کے سوا دوسرے فرقوں نے اسلام کی ایسی تصویر بنا لی ہے جس کو آج کا دانشور ' آج کے زمانے کی

پیداوار، جس نے سائنس کی روشنی میں آنکھ کھولی ہے قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہو سکتا۔ بہت سی غلط کہانیوں کو اپنا لیا گیا ہے اور ایمانیات میں داخل کر لیا گیا ہے پس اس پہلو سے احمدیت ہی ہے کہ جو آج کی باشعور دنیا کو اسلام کی ایسی تعلیم دے سکتی ہے جس کے ساتھ جتنا غور کریں محبت بڑھتی چلی جائے گی۔ اس پہلو سے مشرقی یورپ، مغربی یورپ کے مقابل پر بہت زیادہ تیار ہے۔ بہت سی ایسی وجوہات ہیں جن کے نتیجے میں دونوں میں فرق ہے باوجود اس کے کہ وہ دہریہ ہو چکا تھا باوجود اس کے کہ مذہب سے بہت دور جا چکا تھا ان کے اندر کچھ ذہنی صفائی بھی ہے اور دل کی تختیاں بہت سے ایسے تعصبات سے پاک ہو چکی ہیں جو عیسائیت کے عروج کے زمانے میں موجود تھے پس اس پہلو سے مشرقی یورپ کا اپنے دروازے احمدیت کے لیئے کھولنا ایک بہت عظیم الشان واقعہ ہے اور حیرت انگیز اہمیت کا حامل واقعہ ہے اور اس واقعہ کا ہمارے جشن تشکر کے سال میں رونما ہونا یہ بھی کوئی اتفاقی حادثہ نہیں ہے۔ اس لیئے میں امید رکھتا ہوں کہ ان باتوں پر غور کرتے ہوئے ساری جماعت جہاں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرے گی کہ اس نے ہمارے لیئے کس طرح غیب سے تقدیریں جاری کی ہوئی تھیں جن کے دھاگے یہاں آکر اکٹھے ہوئے اور اچانک ہمیں ان تقدیروں کے مقاصد معلوم ہو گئے وہاں ان مقاصد کی پیروی کیلئے بھی اپنے آپ کو تیار کریں اور دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ جلد از جلد ان بڑھتے

ہوئے تقاضوں کو پورا کرنے کی بااحسن توفیق دے" (الفضل ۸ مئی ۱۹۹۰ء)

(۲) خدائی تقدیر حرکت میں

"پس اس پس منظر کو بیان کرتے ہوئے جہاں میں آپ کو یہ خوشخبری دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر حرکت میں آچکی ہے اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو ملنے والے ارشادات کے پورے ہونے کے دن قریب آرہے ہیں وہاں ان کی ذمہ داریاں دوبارہ یاد کراتا ہوں کہ ان قوموں سے جو روس کے ساتھ تعلق رکھنے والی ہیں دینی رابطے قائم کرنے کے لیئے اپنے آپکو تیار کریں۔ ایک سو (۱۰۰) قومیں ہیں جو صرف روس میں ہیں اس کے علاوہ روس کے ماحول میں جو روس کے سٹیلائٹس کہلاتے تھے ان میں بھی مختلف زبانیں بولنے والی قومیں ہیں ابھی ہم نے اگرچہ چند زبانوں میں دینی لٹریچر کے ترجمے کئے ہیں لیکن وہ انتخاب ایسا ہے کہ شاذ ہی کوئی مشرقی بلاک کا ملک ہو جس میں جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کردہ لٹریچر سمجھا نہ جا سکتا ہو۔ ایک دو زبانیں جو پیچھے رہ گئی تھیں ان میں بھی اب تراجم ہو رہے ہیں جہاں پہلے صرف انتخاب شائع ہوئے تھے۔ وہاں اب پورے قرآن کریم کے تراجم کا انتظام ہو رہا ہے تو میں امید رکھتا ہوں کہ اگلے چند سال کے اندر اندر پورے قرآن کریم کے تراجم کی تعداد ایک سو تک پہنچ جائے گی اور اگلے چند مہینے کے اندر پچاس سے تجاوز کر

جائے گی۔ پس جہاں تک تیاری کا تعلق ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ نے خود بخود کروائی ہے اور اس کا پاکستان سے میرے باہر جانے کے ساتھ گہرا تعلق ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے....

"سنو بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ تمہیں ایک چیز بری دکھائی دیتی ہے تکلیف دہ معلوم ہوتی ہے لیکن وہ تمہارے لیئے بہتری رکھتی ہے تمہارے لیئے اس میں بھلائی پائی جاتی ہے" اب آپ غور کر کے دیکھیں اگر پاکستان میں ہی میرا قیام رہتا اور وہیں فعال مرکز رہتا تو اس صورت میں پچاس سال میں بھی ہمیں وہ توفیق نہیں مل سکتی تھی جو میرے باہر آنے کے نتیجہ میں ہمیں ملی اور اس طرح دنیا کی بہت سی اہم زبانوں میں بلکہ اکثر اہم زبانوں میں نہ صرف قرآن کریم کے تراجم کرنے کی توفیق ملی بلکہ اور دینی لٹریچر تیار کرنے کی توفیق بھی ملی جس پر کام بڑی تیزی سے جاری ہے۔

پس جماعت احمدیہ کو یہ پکا ہوا پھل ملا ہے اور بہت سے پکے ہوئے پھل ابھی درخت پر پڑے ہیں شاخوں سے لٹک رہے ہیں ان کے لئے آپ کو کچھ تھوڑی سی محنت تو کرنی پڑے گی۔ درخت کو ہچکولے تو دینے ہوں گے۔ یہ خیال کہ لیٹے رہیں اور بیٹھیں رہیں اور پاس پڑا ہوا بیر کوئی اور اٹھا کر آپ کے منہ میں ڈال جائے یہ تو افیموں والا خیال ہے اور ہم تو دنیا کو افیم سے نجات دینے والے ہیں نہ کہ خود افیمی بننے والے۔ اس

لیئے اس جہت سے مزید حرکت کریں"۔

(الفضل ۸ مئی ۱۹۹۰ء)

(۳) ایک غیر متوقع کامیابی

"روس کے انتشار کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ کا وہاں بڑی تیزی سے نفوذ ہوا اور بکثرت ان کے ساتھ ہمارے رابطے ہوئے اور بہت بڑی بڑی اسلامی مملکتوں کے جو اس وقت روس کا حصہ ہیں چوٹی کے بعض نمائندگان انگلستان آکر مجھ سے ملے اور بعض تک ہم نے اپنے نمائندے بھیجے۔ اب نتیجہ یہ نکلا ہے کہ خدا کے فضل سے اکثر مسلمان ریاستوں میں جماعت احمدیہ قائم ہو چکی ہے اور ان کے راہنما اس سال جلسہ میں شرکت کے لیئے حاضر ہو رہے ہیں (چنانچہ روس کے مختلف علاقوں سے ۴۰ افراد جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۹۱ء میں شامل ہوئے انؐ میں بخارا کے میئر بھی شامل تھے جنہوں نے بخارا کا تحفہ گاؤن اور قراقلی ٹوپی حضرت خلیفہ المسیح الرابع کو جلسہ کے سٹیج پر پہنایا اور جواباً تحفہ بھی حضور سے حاصل کیا اس واقعہ کی رنگین تصویر ۱۹۹۱ء کے الفضل کے سالنامہ اور خالد کے سالنامہ میں شائع ہو چکی ہے) بعض ایسے نئے ممالک بھی احمدیت میں داخل ہو رہے ہیں جن کے متعلق ہمارے پروگرام میں کوئی ذکر نہیں تھا

اور بظاہر کوئی سبیل نظر نہیں آتی تھی کہ کیسے ہم وہاں تک پہنچیں گے۔
مثلاً منگولیا ہے خدا تعالیٰ نے اپنی طرف سے ایسا انتظام کیا کہ افسران کی عقل دنگ رہ جاتی ہے اور یقیناً یہ سارا کاروبار جو شروع ہو چکا ہے یہ خدا کی تقدیر کے تابع ہے اس میں ہمارا کوئی دخل نہیں ہماری کوششوں کا کوئی دخل نہیں چنانچہ کچھ عرصہ پہلے منگولیا کے ایک مسلمان لیڈر جو قازق یا قزق قوم سے تعلق رکھتے ہیں اور کسی زمانہ میں وہ لوگ روس سے منگولیا منتقل ہو گئے تھے وہ انگلستان تشریف لائے۔ انگلستان آنے کے بعد کسی نے ان کو مشورہ دیا کہ اگر تم کسی مسلمان تنظیم سے رابطہ قائم کرنا چاہتے ہو تو ایک ہی جگہ ہے تم لنڈن مسجد جاؤ اور ان سے ملو۔ وہ تمہیں سمجھائیں گے اور تمہاری ضروریات کے متعلق بھی تمہیں آگاہ کریں گے کہ کیسے پوری کی جاسکتی ہیں چنانچہ انہوں نے رابطہ کیا اور رابطہ کے بعد کئی مجالس ہوئیں اور انہوں نے اس بات پر آمادگی کا اظہار کیا کہ وہ واپس جا کر پہلے میرے نمائندے کو دعوت دیں گے اور پھر مجھے دعوت دیں گے تاکہ میں خود وہاں جا کر ان مسلمانوں سے رابطہ کر سکوں۔ ایک لاکھ چالیس ہزار مسلمان قزق وہاں موجود ہیں لیکن الا ماشاء اللہ تمام کے تمام بے دین ہو چکے ہیں ایک بھی مسجد وہاں باقی نہیں رہی تھی کلیتہً "اسلام کے نشانات وہاں سے مٹا دیئے گئے تھے بہت ہی دردناک تصویر تھی جو انہوں نے میرے سامنے کھینچی لیکن مجھے معلوم کر کے افسوس بھی ہوا کہ ان کے

رجحانات تیل کی دولت کی طرف زیادہ ہیں اسلام کی طرف کم ہیں چنانچہ
کچھ اشارے کرتے رہے جن سے میں سمجھا کہ ان کی ضرورتیں ہم سے
پوری نہیں ہو سکیں گی ان سے میں نے کہا دیکھیں اگر تو آپ کو دنیا کی
دولت چاہئے تو آپ غلط جگہ آگئے ہیں آپ ایران جائیے آپ سعودی
عرب جائیے انڈونیشیا جائیے لیبیا سے رابطہ کریں دولت تو ملے گی دین نہیں
ملے گا اور انسانی قدریں نہیں ملیں گی اسلام اگر ملا بھی تو نام کا وہ اسلام
ملے گا جو تاریک زمانوں کا اسلام ہے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے
روشن زمانے کا اسلام نہیں ملے گا اب آپ کی مرضی ہے کہ کون سا رستہ
اختیار کرتے ہیں بہرحال واپس جا کر انہوں نے ایک وعدہ پورا کیا اور
میرے نمائندہ کو آنے کی دعوت دی وہ جب اس علاقے میں پہنچے جہاں
سے وہ نمائندہ منتخب ہوئے تھے تو ان لوگوں کا طرز عمل بالکل مختلف تھا وہ
واقعتہ" اسلام کے پیاسے تھے وہ چاہتے تھے کہ کوئی ان کی رہنمائی کرے
کیونکہ اس سے پہلے میں روسی زبان میں ایک محبت بھرا پیغام اہل روس
کے لئے لکھ چکا تھا وہ اسے ساتھ لے گئے اور اسے پڑھنے کے بعد بہت
تیزی سے ان کے اندر دلچسپی پیدا ہوئی وہاں سینما ہال کے سوا اور کوئی ہال
نہیں ہوتے جہاں لیکچرز ہوں تو چونکہ کمیونسٹ پارٹی کے لیڈر خود دلچسپی
لے رہے تھے اس لئے انہوں نے ہمارے نمائندہ کی سینما ہال میں تقریر
کروائی اور وہاں سب نے ہاتھ اٹھا اٹھا کر تائید کی کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں

ان کو اس نمائندہ نے مطلع کر دیا کہ تمہارا لیڈر دوسری طرف رحجان رکھتا ہے ہو سکتا ہے کہ وہ اس بات کو برا منائے کہ تم ہم سے تعلق قائم کرو لیکن انہوں نے کہا کہ ہم نے اسے لیڈر چنا ہے اگر وہ ہماری مرضی کے مطابق رہے گا تو لیڈر رہے گا۔ نہیں ہو گا تو ہم دوسرا لیڈر چن لیں گے مگر احمدیت میں دلچسپی سے وہ ہمیں اب ہٹا نہیں سکتا۔ چنانچہ ان کے تین بہت ہی اہم لیڈر میرے امریکہ آنے سے پہلے مجھ سے ملنے آئے اور جب میں وہاں سے رخصت ہوا ہوں تو ابھی وہیں موجود تھے اس ملاقات کے نتیجہ میں ہم نے منگولین ایمبیسی کو بھی بیچ میں شامل کر لیا اور یہ فیصلہ ہوا کہ واپس جا کر یہ بڑی جلدی احمدیت کی باقاعدہ رجسٹریشن کرائیں گے اور اس کے بعد انہوں نے مجھے یہ تاثر دیا کہ ایک دفعہ احمدیت کی رجسٹریشن ہو گئی تو ہمارے ساتھ سارے کے سارے ایک لاکھ چالیس ہزار مسلمان احمدیت کے ممبر بن جائیں گے (نعرے - نعرے - نعرے) چنانچہ جتنی دیر وہ وہاں رہے ہماری آپس میں بہت ہی مختلف موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی اور ان کی علمی ضروریات کی بھی تعیین ہوئی اور کس حد تک ہم معلم بھیج کر ان کی مدد کر سکتے ہیں یہ باتیں بھی طے ہوئیں - یہاں تک کہ منگولین ایمبیسی نے ہم سے وعدہ کیا کہ آپ ان کی تربیت کے لئے وہاں جتنے آدمی بھی بھیجنا چاہیں گے ہم پاکستان کے ذریعہ آپ کو ویزا کی درخواست دینے پر مجبور نہیں کریں گے کیونکہ ہم حالات کو جانتے ہیں آپ براہ راست ہمیں

کہیں اور ہم ذمہ دار ہیں کہ آپ کے آدمی وہاں پہنچتے رہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ رابطے بڑی تیزی کے ساتھ استوار ہوئے اور ہو رہے ہیں بہت سی کتب وہ ساتھ لے گئے گو کچھ ہم ان کو بھجوا رہے ہیں خیال یہ ہے کہ انشاء اللہ منگولیا میں سب سے پہلی مسجد جماعت احمدیہ قائم کرے گی اور امید ہے کہ بہت جلد اس کی بنیادیں ڈال دی جائیں گی"

(کینیڈا میں حضرت امام جماعت احمدیہ کا خطاب ۶ جولائی ۱۹۹۱ء)

(۴) قاز قستان کے ایک بڑے لیڈر

"حقیقت یہ ہے کہ آجکل پولوشن (Pollution) کی طرف دنیا کی بہت توجہ ہے اور پولوشن میں وہ زیادہ تر ظاہری پولوشن کی بات کرتے ہیں مجھ سے روس کے ایک بہت بڑے لیڈر ملے اور پولوشن کے متعلق مجھ سے بعض باتوں میں مدد چاہی وہ قاز قستان صوبے کی پارلیمنٹ کے بھی ممبر ہیں اور وہاں کی مرکزی پولٹ بیورو کے بھی ممبر ہیں ان کو میں نے سمجھایا کہ اگرچہ ان کے ہاں کے لوگ ظاہری پولوشن کو بہت ہی خوف و خطر کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں اور اس سے ڈر رہے ہیں مگر آپ کو میں توجہ دلاتا ہوں کہ ہمیں بھی ایک پولوشن کی مدد کرنے کیلئے مامور کیا گیا ہے اور وہ روحانی اور اخلاقی پولوشن ہے اور دنیاوی پولوشن سے یعنی فضائی مادی آلودگی کی بہ نسبت بہت زیادہ خطرناک ہے اور بہت زیادہ بدنتائج پیدا کرتی

ہے شروع میں تو وہ کچھ تھوڑے سے متردد سے تھے مجھے معلوم ہوتا تھا کہ
مطمئن نہیں ہو سکے وہ سمجھ رہے تھے کہ ایک مذہبی لیڈر ہے وہ مجھے ٹال
رہا ہے میری کسی قسم کی مدد نہیں کرنا چاہتا بلکہ ایک عذر رکھ کر بات کو ختم
کرنا چاہتا ہے لیکن جب میں نے تفصیل سے سمجھایا اور قوموں کی مثالیں
دیں مغرب میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کی مثالیں دیں مشرق میں جو کچھ ہو
رہا ہے اس کی مثالیں دیں اور ان کو بتایا کہ دنیا کے اکثر ممالک اس روحانی
پولوشن اور اخلاقی پولوشن کی وجہ سے تباہی کیطرف جا رہے ہیں دنیا میں
سیاست کی فضا گندی ہو چکی ہے کیونکہ قوموں کے اخلاق گندے ہو گئے
ہیں تب ان کو اس بات کی سمجھ آئی اس بات کے اظہار کے لئے کہ وہ مجھ
سے پوری طرح مطمئن ہو کر لوٹے ہیں انہوں نے واپس جا کر U.S.S.R کی
اس علاقے کے لئے اپنی صدارت میں جو مرکزی کمیٹی قائم کی اس میں
اعزازی ممبر کے طور پر میرا نام بھی شامل کیا چنانچہ ان کی خواہش کے
مطابق میں نے وہاں اپنا ایک نمائندہ بھی بھجوایا الما اتا (Alma Ata)
قازقستان کے صوبے کا مرکز ہے یہ اتنا بڑا صوبہ ہے کہ سارے ہندوستان
کے برابر اس کا رقبہ بنتا ہے وہاں انہوں نے میرے نمائندے کے ساتھ
بے حد تعاون فرمایا وہاں کے لیڈروں سے ملاقاتیں ہوئیں احمدیت کی تعلیم
میں احمدیت کے پیغام میں انہوں نے بہت گہری دلچسپی لی یہاں تک کہ ان
میں بہت سے بااثر لوگوں نے باقاعدہ بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت

اختیار کی۔

انہوں نے مجھے پیغام یہ بھجوایا کہ ہمارے دروازے آپ کے لئے کھلے ہیں جب آئیں سر آنکھوں پر آئیں لیکن جلد آئیں کیونکہ دیر ہو رہی ہے اور ہمیں اس پیغام کی شدید ضرورت ہے"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ مئی ۱۹۹۱ء مطبوعہ اخبار احمدیہ جرمنی سالنامہ اگست ستمبر ۱۹۹۱ء)

(۵) روس کے لئے واقفین عارضی

"روس کے متعلق میں نے اعلان کیا تھا کہ ہمیں ایسے واقفین کی ضرورت ہے جو عارضی طور پر روس میں جا کر اسلام کا پیغام پہنچائیں ضرورت بہت تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے کہ ہماری طرف آؤ۔ ہماری طرف آؤ۔ ہمارے پاس مستقل آدمی بھیجو۔ ہمیں ایسے معلم عطا کرو جو بیٹھ کر ہمیں اسلام سکھائیں مگر سردست جماعت احمدیہ کے پاس ایسی انفرادی طاقت نہیں ہے کہ ہم ان کی ضرورتیں پوری کر سکیں وقف کی جو میں نے تحریک کی تھی اس میں اگرچہ میں سمجھتا ہوں کہ جماعت میں لبیک کہنے کا جذبہ ضرور ہے لیکن بعض غلط فہمیاں غالباً مانع ہو رہی ہیں۔ ایک غلط فہمی یہ ہے کہ روس میں صرف روسی زبان استعمال کی جاتی ہے اور اس وجہ سے وہ لوگ جن کو روسی زبان کا ایک لفظ بھی نہیں آتا وہ سمجھتے ہیں ہماری خواہش تو ہے دل تو چاہتا ہے مگر ہم مجبور ہیں اور اس خدمت

میں شامل نہیں ہو سکتے ان کی غلط فہمی دور کرنے کے لئے میں بتاتا ہوں کہ روس میں بہت زبانیں بولی جاتی ہیں اور خاص طور پر اہل مشرق کے لئے یہ خوش خبری ہے کہ فارسی زبان بعض علاقوں میں بکثرت بولی اور سمجھی جاتی ہے اور بعض ایسے علماء ہیں جو عربی زبان بھی خوب اچھی طرح بولتے اور سمجھتے ہیں پس وہ لوگ جو روسی زبان نہیں جانتے اور فارسی جانتے ہیں یا فارسی سے کسی حد تک شدبد رکھتے ہیں ان کے لئے بھی بہت اچھا موقع ہے کہ اپنے آپ کو پیش کریں پس روسی زبان جاننا کوئی شرط نہیں ہے علاوہ ازیں اگر ان میں سے بھی کوئی زبان نہ آتی ہو تو اب تک جو میں نے جائزہ لیا ہے اس سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ اکثر روسی ریاستوں کے صدر مقامات میں ہر قسم کے مترجمین مل جاتے ہیں مثلاً یہ ازبکستان ہے بخارا، سمرقند وغیرہ کے علاقے ہیں ان میں بڑے اچھے اردو دان بھی موجود ہیں جب میں نے اپنا نمائندہ وہاں بھجوایا تو مجھے معلوم کر کے حیرت ہوئی کہ بہت ہی اچھے اردو دان جو ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر بھی اردو میں تقریریں کرتے ہیں اور پھر بعض اردو کے رسالے بھی شائع کرتے ہیں وہ نہ صرف وہاں مہیا ہیں بلکہ بہت ہی معمولی داموں پر ان کی صلاحیتوں کا استعمال کیا جا سکتا ہے پھر ایک سے زیادہ زبانیں جاننے والے بھی وہاں بہت موجود ہیں ایسے بھی ہیں جو دو تین چار مشرقی زبانیں جانتے ہیں اور ہر قسم کے مواقع کے لئے مفید ثابت ہو سکتے ہیں لیکن اگر کوئی احمدی پاکستان سے جا رہا ہے

جو اردو دان ہے تو وہ اردو سے اس مقامی زبان میں بھی ترجمہ کر سکتے ہیں زبانوں کے لحاظ سے اس بات نے مجھے بہت ہی متعجب کیا میرا خیال تھا کہ روس کے علاقوں میں سوائے ایک آدھ زبان کے لوگوں کا زبانوں کی طرف رجحان نہیں ہو گا مگر ہمارے اس دور کے پہلے روسی احمدی جو ایک بہت قابل آدمی ہیں مسٹر راویل وہ آجکل یہاں تشریف بھی لائے ہوئے ہیں اور انہوں نے اپنی زندگی احمدیت کے لئے وقف کر رکھی ہے ان کے متعلق یہ معلوم کر کے تعجب ہوا کہ پانچ زبانیں نہایت شستگی سے جانتے ہیں مثلاً مشرقی یورپ کی زبانوں میں سے روسی زبانوں کے تو وہ بہت اچھے لکھنے والے ماہر شاعر بھی اور ڈرامہ نویس بھی اور کالم نویس بھی لیکن ہنگیرین زبان میں بھی ایسے ماہر ہیں کہ بی بی سی نے اپنے ہنگیرین پروگرام کے لئے ان کی خدمات حاصل کی ہیں کہ وہ کچھ وقت ہنگیرین زبان میں وہ پیغامات ان قوموں کو پہنچائیں یعنی اگرچہ پیغامات کی شکل میں تو نہیں دیئے جاتے مگر جب بی بی سی غیر زبانوں میں اپنے پروگرام بناتی ہے تو آخری مقصد یہی ہوا کرتا ہے کہ انگلستان جو باتیں ان تک پہنچانا چاہتا ہے اس رنگ میں وہ ان تک پہنچیں مختلف مضامین کی شکلوں میں مختلف اہم امور پر مقالے لکھ کر وہ اپنے رنگ میں نہایت عمدگی کے ساتھ آخر اپنے مطلب کو وہاں تک پہنچا دیتے ہیں اور راویل صاحب جن کا میں نے ذکر کیا ہے یہ اتنے ماہر ہیں کہ بی بی سی جو بڑے اعلیٰ معیار کے مترجمین کو قبول

کرتی ہے جن کے ترجمے کا معیار بہت بلند ہے انہوں نے ان کو اس قابل سمجھا کہ ہنگیرین زبان میں یہ بی بی سی کی نمائندگی کریں اور بھی بہت سی زبانیں یہ جانتے ہیں ترکی زبان بھی جانتے ہیں لیکن پانچ زبانیں انہوں نے مجھے بتایا ایسی ہیں کہ باآسانی بغیر کسی دقت کے بغیر کسی توقف کے وہ ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کر لیتے ہیں۔ تو اسی طرح ازبکستان وغیرہ میں ایسے لوگ بکثرت ہیں جو زیادہ زبانیں جاننے والے ہیں اور کوئی احمدی جس کو سوائے اردو کے کوئی زبان نہیں آتی وہ ازبکستان کے علاقے میں تو اپنے آپ کو کلیتہ" اجنبی نہیں پائے گا"

(الفضل ۳۰ دسمبر ۱۹۹۱ء)

(۶) مثبت نتائج

"خدا کے فضل سے اب روس میں بہت تیزی سے احمدیت میں دلچسپی پیدا ہو رہی ہے اور جتنے وفد یہاں سے گئے ہیں وہ بہت ہی مثبت نتائج کی خوش خبریاں دے رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر وفد کے دورہ کے بڑے اچھے رابطے ہوئے اور اس دفعہ جب مولوی منیرالدین شمس گئے ہیں تو کئی جگہ باقاعدہ ٹھوس جماعتیں پیدا ہوئی ہیں بڑے اچھے اچھے صاحب اثر لوگ احمدیت سے مستقلا" وابستہ ہوئے ہیں اور وہاں جا کر پتہ چلا ہے کہ کس طرح غیر معمولی طور پر احمدیت کا پیغام قبول کرنے

کے لئے وہاں صلاحیت موجود ہے بعض لوگوں نے اپنے طور پر جماعت کا لٹریچر وہاں پھیلانا شروع کیا ہے۔

U.S.S.R یعنی یونین آف سوویت سوشلسٹ ریپبلکس جو پہلے ہوا کرتی تھی اب یہ ٹکڑوں میں بٹ چکی ہے یا عملاً" ٹکڑوں میں بٹ چکی ہے اس کو باہر کی زبان میں رشیا (Russia) کہتے ہیں۔ حالانکہ رشیا ان میں سے صرف ایک ریاست کا نام ہے توجب میرے منہ سے رشیا نکلے تو مراد ساری ریاستیں ہیں ان میں جو مسلمان ریاستیں نہیں ان میں تو اس پیغام کے نتیجہ میں ایسا مثبت رد عمل دکھایا گیا ہے کہ کئی اخبارات نے فوری طور پر اپنے اخبارات میں اسے شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور روس یعنی جو واقعتہ" رشیا پہلے ہے اس میں بھی ایک وسیع چھپنے والے اخبار نے بڑے شوق سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں یہ پیغام اپنے ملک کے لئے شائع کروں گا اور سب کا یہ رد عمل تھا کہ اہل روس کو اس کی شدید ضرورت ہے"۔

(۷) واقفین عارضی کے لئے سہولت

"وہاں جو جائزے لئے گئے ہیں ان کے نتیجہ میں واقفین کے لئے سب سے بڑی مشکل یہ بنتی ہے کہ اگر وہ مثلاً" ماسکو جا کر ٹھہریں یا لاعلمی کی حالت میں سفر کریں حکومت کا قانون ایسا ہے کہ باہر کے مسافر کو بہت

زیادہ خرچ کرنا پڑتا ہے یعنی ماسکو میں روزانہ ۱۴۵/۱۳۰ ڈالر روزانہ پر ہوٹل ملے گا اور لازماً اس کو یہ بیرونی کرنسی میں ادا کرنا ہوگا تو یہ اکثر واقفین عارضی کی توفیق سے باہر کی بات ہے اس کا حل یہ کیا گیا ہے کہ ماسکو میں ہم نے اپنا ایک فلیٹ لے لیا ہے اس فلیٹ کو بھی اس طرح جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بہت سستے کرایہ پر واقفین عارضی کے لئے پیش کیا جائے گا جس نے وقف کرنا ہو وہاں جائے وہاں ہم نے مستقل سٹاف بھی مقرر کر لیا ہے ایک اچھا انگریزی سمجھنے والا اچھا روسی بولنے والا سکالر جماعت نے وہاں باقاعدہ ایمپلائے (Employ) کر لیا ہے۔ وہ اس فلیٹ میں موجود ہوگا اور آپ کی ہر قسم کی رہنمائی بھی کرے گا اور اس کی وساطت سے دوسری جگہ جو ہمارے روابط ہوئے وہاں تک پہنچنا آسان ہوگا کم سے کم روپیہ خرچ کر کے سفر کرنے کے متعلق وہ ہر قسم کی مدد کرے گا اور اس کے لئے یہاں بھی معلومات اکٹھی کی جا چکی ہیں۔ یعنی وہ صاحب اگر وہاں ہوں یا نہ ہوں اس سے قطع نظر فلیٹ کی چابی یہاں تبشیر سے حاصل کریں اور وقف عارضی گروپ سیدھا ماسکو جا کر تسلی سے ٹھہرے۔

اگر وہ بیس ڈالر روزانہ پر کمرہ لیں تو کہاں یہ بیس ڈالر اور کہاں ڈیڑھ سو ڈالر روزانہ اور اگر کسی میں توفیق کم ہو تو اس سے بھی سستا کیا جا سکتا ہے مگر سستا کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے کیونکہ جماعت کا خرچ ہوگا

گیس کی سہولت ہے ٹیلیفون کی سہولت ہے سنٹر میں واقع ہے اگر اس قسم کی سہولت کا مکان کرایہ پر عارضی طور پر لے تو اسے روزانہ دو اڑھائی سو ڈالر دینے پڑیں گے بہرحال یہ روپیہ زیر بحث نہیں میں تو سمجھا رہا ہوں کہ واقفین عارضی کی سہولت کے لئے ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے کہ کم سے کم خرچ پر ان کا سفر مکمل ہو اور زیادہ سے زیادہ معلومات ان کو سفر اختیار کرنے سے پہلے مہیا کر دی جائیں اس سلسلہ میں لمبی محنت کے بعد اب ہم نے تبشیر میں بہت سی معلومات اکٹھی کر لی ہیں بہت سے روابط اور ان کے پتہ جات اکٹھے کر لئے ہیں روسی زبان میں لٹریچر شائع ہو چکا ہے اور مزید ہو رہا ہے اور جتنا لٹریچر شائع ہوا ہے بہت ہی مفید پایا گیا ہے تو اب ہر قسم کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر اور ہر قسم کے سامانوں سے مرصع ہو کر واقفین روس جا سکتے ہیں اور مختلف علاقوں میں جا کر وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خدمت دین کا کام سرانجام دے سکتے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ الفضل ٦ جون ١٩٩٢ء)

روسی انتشار کے خطرات

(ا) حضرت امام جماعت احمدیہ نے بعض خطرات کی طرف ان الفاظ میں اشارہ فرمایا

"نسلی عصبیتوں میں ہمیں مثال کے طور پر روس میں اس وقت بہت

سے خطرات دکھائی دیتے ہیں۔ نسلی عصبیتوں کے لحاظ سے ترک قوم اس وقت ایسے تاریخی دور سے گزر رہی ہے کہ اس میں نئے نئے قسم کے خیالات اور امنگیں پیدا ہو رہی ہیں اور امر واقعہ یہ ہے کہ اس قوم نے آئندہ چند سالوں میں کوئی نہ کوئی ایسی حرکت کرنی ہے جس کے نتیجے میں بہت بڑے بڑے عالمی تغیرات برپا ہو سکتے ہیں یا کل عالم کے امن پر اس کا اثر پڑ سکتا ہے میں نے گزشتہ جمعہ میں بتایا تھا کہ ترکوں کی اکثریت ترکی سے باہر بستی ہے اور نصف سے زیادہ ان میں سے سوویت یونین میں رہتے ہیں چنانچہ ترکی میں کل ترک ۴۴ ملین ہیں یعنی ۴ کروڑ ۴۰ لاکھ اور سوویت یونین میں ۲۲ ملین یعنی ۲ کروڑ بیس لاکھ اس طرح چین میں ۷ ملین گویا ان دونوں اشتراکی ملکوں میں بسنے والے ترک اپنی مجموعی طاقت کے لحاظ سے ترکی میں بسنے والے ترکوں سے بھی زیادہ ہیں لیکن ان کا رجحان ان ملکوں کی طرف نہیں جن میں یہ رہتے ہیں بلکہ ترکی کی طرف ہے اور ترکوں کا رجحان بھی اب ان کی طرف ہے اور ان کی آنکھیں کھل رہی ہیں میں جب پرتگال اور سپین کے دورے پر گیا تو ان دونوں جگہ بلغاریہ کے ایمبیسیڈرز نے مجھ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی اور ملاقات کی اور ان سے گفتگو کے دوران مجھے معلوم ہوا کہ یہ دونوں ترکی سے خطرہ محسوس کر رہے ہیں چنانچہ زیادہ تفصیل سے جب چھان بین کی گئی تو مجھے یہ محسوس ہوا کہ یہ ترکی سے اس وجہ سے خائف ہیں کہ انہوں نے ماضی

میں ترک قوموں پر کچھ زیادتیاں کی ہوئی ہیں اور اب جبکہ روس کی حفاظت کا سایہ ان کے سر سے اٹھ رہا ہے تو ان کو خطرہ یہ ہے کہ ہم ترکی کے رحم و کرم پر چھوڑ دیئے جائیں گے اور ترک قوم اپنے تاریخی بدلے ہم سے لے گی چنانچہ اس وقت تو مجھے علم نہیں تھا یہاں آنے کے بعد جب میں نے مزید جستجو کی تو مجھے بلغاریہ کی پریشانی کی وجہ تو سمجھ میں آگئی ۱۹۸۹ء میں یعنی پچھلے سال بلغاریہ نے بلغاریہ کے اندر بسنے والے ترکوں پر اتنے مظالم کیئے کہ ایک ہی سال میں ۳ لاکھ ترک بلغاریہ سے ہجرت کر کے ترکی چلے گئے پس قومی عصبیتیں نہ صرف اس دور میں قائم ہیں بلکہ روس کے اندر برپا ہونے والے انقلاب کے نتیجے میں ابھر رہی ہیں پس بہت ہی جاہل انسان ہو گا جو یہ کہہ دے کہ دنیا ایک بڑے امن کے دور میں داخل ہو رہی ہے بڑی بڑی جنگوں کے خطرے ٹل گئے ہیں عملاً" یہ دبے ہوئے خطرے اب سر نکال رہے ہیں اسی طرح آرمینیا اور ترکی کے درمیان دیرینہ مخالفتیں ہیں اسی طرح آذربائیجان جو روس کا ایک علاقہ ہے اور آرمینیا ان دونوں کے درمیان تاریخی مخاصمتیں چلی آرہی ہیں اور جو ترک روس میں بستے ہیں ان میں بھی آپس میں ایک دوسرے سے اختلافات ہیں اور ازبک ترک باقی ترکوں سے الگ اپنی ایک شخصیت کے متقاضی ہیں اور ان کو خطرہ ہے کہ اگر ہم روس کے دوسرے ترکوں کے ساتھ ملا دیئے گئے تو ہماری شخصیت اس میں کھوئی جائے گی اور ہم ان سے

مغلوب ہو جائیں گے اور ازبکستان اور ساتھ کے ہمسایہ ترک صوبوں میں لمبے عرصے سے لڑائیاں جاری ہیں اور اختلاف ہیں"۔

(الفضل ۳ جنوری ۱۹۹۱ء)

(۲) روس کی معاشی بدحالی اور ہماری ذمہ داریاں

"اس ضمن میں ایک بات میں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ وہاں رابطوں کے لئے ہمیں (دعوت الی اللہ) کے علاوہ بھی کچھ باتیں کرنی ہوں گی۔ روس اس وقت خطرناک اقتصادی بدحالی کا شکار ہے اور باہر کی دنیا سے جو تاجر جارہے ہیں وہ اکثر لوٹنے کی نیت سے جا رہے ہیں میں احمدی تاجروں کو یا واقفین عارضی کو جو تاجر نہ ہوں دعوت دیتا ہوں کہ اگر وہ وہاں جاکر کچھ تجارتی رابطے قائم کر سکتے ہوں تو اس کے کئی فوائد ہیں ایک تو یہ کہ جو سفر خالصتہً دین کے لئے اختیار کیا گیا ہو اگر اس کے نتیجہ میں دنیا بھی حاصل ہو جائے جو پھر دین کی خدمت میں استعمال ہو تو اس سے اچھا سودا اور کیا ہو سکتا ہے۔ اور وہاں اس کے بہت مواقع ہیں۔

جو معلومات ہمیں میسر آسکی ہیں وہ ہم نے اکٹھی کرلی ہیں اور تاجر انڈسٹریلسٹ (Industrialist) اور اس قسم کے دوست جو مثلاً ہوٹل کا کام جانتے ہوں ان کے وہاں جا کر ذرائع معاش حاصل کرنے کے بہت مواقع ہیں اور مجھے اس وقت دوسرے حصے میں زیادہ دلچسپی ہے۔ اگر

احمدی تاجر اس نیت سے وہاں روابط پیدا کرے اور احمدی کارخانہ دار اس نیت سے وہاں کارخانے بنائے اور ریسٹورنٹ کا تجربہ رکھنے والے احمدی اس نیت سے وہاں ریسٹورنٹ کھولیں کہ مقامی طور پر لوگوں کی اقتصادی حالت بہتر بنائی جائے تو جہاں احمدیت قائم ہو چکی ہے وہاں احمدیوں کو خدا کے فضل سے بہت سی مالی سہولتیں حاصل ہو جائیں گی اور انتہائی غربت کی حالت میں بھی ان لوگوں نے چندے شروع کئے ہیں تو اگر خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ احمدیت سے ان کو دین کے علاوہ دنیا بھی مل جائے تو بہت بڑا استحکام حاصل ہو گا اور ان کو دیکھ کر دوسرے لوگوں کی توجہ بھی ہو گی۔ اور جب بھی آپ ایسے ملک سے تجارت کرتے ہیں جیسا روس اس دور میں ہے تو اس میں تجارت کرنے والے کے لئے نقصان کا کوئی احتمال نہیں رہتا کچھ نہ کچھ فائدہ اس کو ضرور پہنچے گا لیکن اگر آپ اپنے فائدہ کو پیش نظر نہ رکھیں اور دین کی خاطر ضرورت مند لوگوں کے فائدے کو پیش نظر رکھیں تو دنیا کا فائدہ تو ہو گا ہی روحانی طور پر عاقبت کا فائدہ بہت ہو گا اس دنیا میں آپ کی عاقبت سنور جائے گی اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے۔ ان دونوں تحریکوں میں بھی بھرپور حصہ لیں اب وقت آگیا ہے کہ جو واقفین عارضی طور پر منتظر تھے۔ وہ اب میدان میں جھونکنے کا لفظ میں بول رہا تھا پھر رک گیا لیکن اب پھر میں اس نیت سے کہتا ہوں کہ اگر یہ خدا کی خاطر بھٹی ہے تو ہمیں اپنی جان، مال، عزتیں واقعتہً اس میں

جھونک دینے چاہئیں لیکن یہ بھٹی ایسی بھٹی ہے جسے خدا تعالیٰ نے گلزار بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے اس لئے بے دھڑک ہو کر اس میں چھلانگیں لگائیں۔ آپ یقیناً اسے گلزار پائیں گے اور خدا کی رضا کی ابدی جنتیں حاصل کرنے کی جگہ آپ کو میسر آئے گی۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمائے۔"

(الفضل ۲۸ جولائی ۱۹۹۲ء)

(۳) روسی حکومتوں کے مطالبے اور ہماری ذمہ داریاں

"خدا کے فضل سے جماعت کے روابط اب تیزی سے USSR یعنی سابقہ روسی ریاستوں میں بڑھ رہے ہیں کہ اس سے حاسدوں اور دشمنوں کے کیمپ میں کھلبلی پڑ گئی ہے اور یہاں تک کہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ جنکا ایسے کاموں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں وہ اپنے ملک میں ہی انصاف قائم کر لیں تو بڑی چیز ہوگی ان کا یہ حال ہے کہ علماء کی ایک کانفرنس میں گئے اور ان کو تلقین کی کہ اس وقت تمہیں عالمی جہاد کی ضرورت ہے تم جاؤ اور USSR میں جہاں جہاں جماعت کوشش کر رہی ہے ان کا پیچھا کرو۔ تعاقب کرو اور ان کو ناکام بنا دو۔ حالانکہ ہمارے ملک میں اتنی بدیاں پھیلی ہوئی ہیں کہ اگر ایک بدی کے خلاف بھی جہاد کا اعلان کیا جائے تو سارے علماء مل کر بھی اس کو دور نہیں کر سکتے۔ لیکن مل کر دور کرنا تو درکنار اس کی طرف توجہ ہی نہیں۔ بدیوں سے تو ایسا ملاپ ہے جیسے گھی شکر کا ملاپ ہوا

(جن وزیر اعلیٰ کی یہ خبر روزنامہ مشرق ۲۶.۸.۹۲ میں شائع ہوئی تھی) وہ وزیر اعلیٰ آج سے اپنے منصب سے ہاتھ دھو چکے ہیں روزنامہ جنگ ۲۶.۴.۹۳)

کرتا ہے اور اگر نفرت ہے تو خدا کے بھیجے ہوؤں سے ہے۔ ان لوگوں سے نفرت ہے جو خدا کے بھیجے ہوؤں کی منادی کر رہے ہیں اور اسلام کا پیغام اور اسلام کی خوبیوں کو دنیا میں پھیلا رہے ہیں تو یہ مقابلہ تو چلے گا اور بڑے زور کے ساتھ چلے گا اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت شکست کے لئے پیدا نہیں ہوئی اس نے لازماً فتحیاب ہونا ہے جس میدان میں بھی چاہیں ہمارا تعاقب کرلیں۔ جس معرکے میں آئیں ہمیں آزما کے دیکھ لیں۔ ان کے مقدر میں شکست ہے کیونکہ یہ ناکامی کی منادی کرنے والے ہیں یہ نامراد طاقتوں کی منادی کرنے والے ہیں یہ خدا تعالیٰ کے نمائندوں کی نمائندگی کرنے والوں سے کیسے ٹکر لے سکتے ہیں سو سال سے دیکھ رہے ہیں سو سال سے آزما چکے ہیں کبھی ہوا ہے کہ جماعت احمدیہ کی ترقی کو یہ روک سکیں۔ اس کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

خدا کے جماعت پر جو فضل ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ USSR کی ریاستوں میں بڑی تیزی سے جماعت کی طرف مدد کا ہاتھ پھیلانے کی طرف توجہ ہو رہی ہے وہ اخلاقی قدروں میں بھی ہم سے مدد مانگ رہے ہیں کہ ہمارے ملک میں آکر ہماری اخلاقی قدروں کی تعمیر میں ہماری مدد کرو۔ علمی میدانوں میں بھی ہم سے مدد مانگ رہے ہیں اور انہیں ہم پر یہ اعتماد ہے۔ اب تک خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کے فلسفے کو اور جماعت

احمدیہ کے کردار کو ان لوگوں نے سمجھا ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ بالکل خدا تعالیٰ سے نابلد رہتے ہوئے ایک لمبے عرصہ تک خدا سے دور رہنے کے باوجود ذہن کی تختیاں صاف ہیں سادہ ہیں اور ذہن اس حد تک روشن ہیں کہ سچ کو جھوٹ سے الگ کر کے دیکھنے میں ان کو کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی۔ فوراً پتہ لگ جاتا ہے کہ یہ سچ ہے اور یہ جھوٹ ہے۔

جو مطالبے شروع ہوئے ہیں ان میں ایک اکنامکس کے ماہرین کے لیئے ہے کیونکہ اس وقت وہ سخت اقتصادی بحران کا شکار ہیں اور باوجود اس کے کہ مغربی قومیں ان کو اقتصادی ماہرین مہیا کر رہی ہیں لیکن ان کو اعتماد نہیں ہے وہ جانتے ہیں کہ یہاں سے ان کو دھوکہ ہی ملے گا اور جو مشورے ہیں ان میں ہم ایسی مصیبتوں میں مبتلا ہو جائیں گے کہ پھر ان سے نکلنا مشکل ہو جائے گا وہ آزاد، سچے، دیانتدار اور مخلص لوگوں کے طلبگار ہیں اور ان کی نظر جماعت احمدیہ پر اٹھی ہے اور باقاعدہ ریاست کے نمائندوں کی طرف سے ہمیں پیغام ملا ہے کہ آپ ہمارے لیئے اقتصادی ماہرین مہیا کریں۔ بینکنگ کے ماہرین مہیا کریں۔

چونکہ وہ لوگ خود مشکلات میں مبتلا ہیں اس لئے بسر اوقات کے لیئے پیسے دیں گے۔ کھلی تنخواہوں کے لیئے ان کے پاس پیسے نہیں ہیں ان کی اقتصادیات کو اچھا، بلند تر اور صحت مند کرنے میں جو احمدی حصہ لیں گے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ انہیں جزا ان قوموں سے نہیں بلکہ اللہ

تعالیٰ سے ملے گی کیونکہ ہم یہ کام اللہ تعالیٰ کی خاطر کرتے ہیں اس لیئے انہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں تھوڑے پیسے بھی مل جائیں اور ایک عظیم الشان خدمت کی توفیق مل جائے تو وہ اپنی ذات میں ایک صاحب دل کے لئے جزاء ہے۔ جو لوگ صاحب دل ہیں جن کے دل خدا کی طرف مائل ہیں میں ان لوگوں کی بات کر رہا ہوں ان کے لیئے یہی بڑی جزا ہوا کرتی ہے کہ ہمیں نیکی کی توفیق مل گئی اور جہاں تک روزینے کا تعلق ہے ان کے بیوی بچے بھوکے نہیں رہیں گے۔ مکان کا انتظام ہو گا۔ روز مرہ کی خوراک مہیا ہو گی اور شریفانہ صاف پوشی کے ساتھ گزارہ چل سکے گا اور اگر کہیں دقت ہو تو جماعت کو لکھیں۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان کی زائد ضرورتیں پوری کرنے کی کوشش کریں گے کوئی حتمی وعدہ نہیں لیکن یہ وعدہ ضرور ہے کہ توفیق کے مطابق کوشش کریں گے۔

ان کی طرف سے مطالبہ ہے اکنامکس، بینکنگ، فنانس اور اکاؤنٹس کے ماہرین کے لیئے خصوصیت سے ذکر ہے اسی طرح مارکیٹنگ کے ماہرین بھی بہت ساری ان کی پیداوار جو ضائع ہو رہی ہے اور ملکی طور پر ان کی کوئی بھی قیمت نہیں ریاستوں کے ایک دوسرے کے آپس میں تعلقات ایسے ہیں کہ ایک ریاست دوسری کو قیمت بھی ادا نہیں کرتی اور ان کے پاس پیسے بھی نہیں بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جو اچھے امکانات رکھتی ہیں کہ انہیں دنیا کی باہر کی مارکیٹ میں بھیجا جائے۔ اس لئے انہیں مارکیٹنگ

کے ماہرین کی بھی ضرورت ہے۔ بزنس ایڈ منسٹریشن کے ماہرین کی بھی ضروت ہے یہ بڑے بڑے کام ہیں جن کی انہیں ضرورت ہے۔ دنیا میں جہاں جہاں بھی احمدی ماہرین ان باتوں کو سن رہے ہیں اور وہ اپنا وقت پیش کر سکتے ہیں ان کو چاہیئے کہ بلا تاخیر اپنے امراء کی وساطت سے اگر وہ پاکستان میں ہیں تو نصرت جہاں تحریک جدید میں درخواست دیں جہاں تک باقی ممالک کا تعلق ہے وہاں ایسی درخواستیں اپنے اپنے امراء کو بھجوائیں اور امراء یہ درخواستیں اپنے مشورہ کے ساتھ براہ راست مجھے بھجوا دیں پھر میں ان سے درخواست کروں گا کہ جائیں اللہ کی حفاظت میں خدا کی پناہ میں خدا کی خاطر اپنے آپ کو اور اپنے وجود کو اور اپنے خاندانوں کو ان نیک کاموں میں جھونک دیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ پیشگوئی ہماری آنکھوں کے سامنے پوری ہو کہ خدا نے آپ سے وعدہ فرمایا کہ آپکی جماعت روس کے علاقوں میں ریت کے ذروں کی طرح پھیل جائے گی اس کو دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی یہ خدا کی تقدیریں ہیں کوئی انسانی تدبیر خدا کی تقدیر کو نہیں بدل سکتی۔

(خطبہ جمعہ لندن ۲ اکتوبر ۱۹۹۲ء)

روس کے لئے دعا کی خصوصی تحریک

"روس کیلئے میں دعا کی خصوصیت سے تحریک کرنا چاہتا ہوں جب

روس ہم کہتے ہیں تو ہماری مراد U.S.S.R کی تمام مشترکہ ریاستیں ہیں یعنی
وہ علاقہ جس میں یہ ریاستیں شامل تھیں یا کچھ ان میں سے کٹ چکی ہیں
لیکن کبھی روس سے وابستہ تھیں۔ اور بہت سی دوسری قوموں میں بھی
U.S.S.R کو روس کے نام سے جانا جاتا ہے۔ بائبل میں بھی روس کا محاورہ
ہی ہے جو دراصل ان ساری قوموں کی اجتماعی طاقت کے لئے استعمال ہوا
تھا۔ تو روس کے متعلق میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ خیال دل سے مٹا
دیں کہ یہ کمزور ہو گیا اور ٹوٹ گیا یہ دوبارہ ضرور ابھرے گا روس کے اندر
وہ طاقت کی اکائیاں موجود ہیں جن میں دھائیاں بننے کی صلاحیت موجود ہے
اس وقت آپ کو اکائیاں دکھائی دے رہی ہیں لیکن پوٹینشل
(Potential) کی یہی بات ہوا کرتی ہے کہ پوٹینشل اگر صحیح استعمال ہو تو
ایک وقت کے بعد بڑھتا ہے پھولتا پھلتا ہے اور زیادہ ہو جایا کرتا ہے روس
میں بڑی بھاری طاقت کی اکائیاں موجود ہیں اور گزشتہ ۷۰ سالہ اقتصادی
غلطیوں کے نتیجہ میں روس کو جو نقصان پہنچا تھا یہ دائمی نقصان نہیں ہے۔
روس نے لازماً ایک بڑی طاقت بن کر ابھرنا ہے خواہ تمام ریاستیں اکٹھی رہ
کر ابھریں یا الگ الگ رہ کر بعد ازاں دوبارہ ایک دوسرے کی طرف
Rotate کریں ایک دوسرے کی طرف جھکیں اور ایک بڑی وسیع پیمانے
کی کنفیڈریشن بنالیں۔ لیکن جو بھی ہو گا اس علاقے کی تقدیر میں دیکھ رہا
ہوں کہ آئندہ زمانوں میں اس نے ضرور دنیا میں اہم کردار ادا کرنے ہیں۔

اس لیئے روس کی طرف میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں اس کے لئے بھی دعائیں کریں کیونکہ اس سے پہلے جب روس کا ہوّا ساری دنیا میں پھیلایا جا رہا تھا اور مغربی پراپیگنڈے کے ذریعہ اس کو دنیا کی سب سے بڑی انسان دشمن طاقت کے طور پر دکھایا جاتا تھا اس میں بھی یہ روس کا ہی فیض تھا کہ غریب ملکوں کو سانس لینے کی آزادی ملی - چھوٹے ہو کر بڑوں کو للکارنے کی طاقت تھی- یہ توفیق تھی کہ اگر ان پر ظلم ہو تو علی الاعلان دنیا میں کہیں کہ ہم پر ظلم ہو رہا ہے اور روس کی حمایت کا ہوّا تھا جو بڑی بڑی طاقتوں کو امریکہ کو اور یورپی طاقتوں کو اپنے مقام پر رکھتا تھا ان کی مجال نہیں تھی کہ اپنے مقام سے ہٹ کر آگے بڑھ کر کسی پر مزید ظلم کر سکیں ظلم کے ہاتھ جو چل پڑتے تھے وہ تیر جو کمانوں سے نکل چکتے تھے ان کو بھی واپس لے لیا جاتا تھا مصر میں کیا ہوا اس کی تاریخ آپ کے سامنے ہے نہر سویز کے جھگڑے کے وقت کیا قصہ ہوا اور بعد میں کیا کارروائیاں ہوئیں ان کی تفصیل تو بتانے کا وقت نہیں لیکن بہت سے دنیا کے لوگ ایسے ہیں جن کو یاد ہوگا اور جن کو یاد نہیں وہ ایک دوسرے سے پوچھ لیں امریکہ جھک گیا مغرب جھک گیا مجبور ہو گئے اور امریکہ جھکا روس سے اور امریکہ نے خود جھک کر یورپ کو جھکایا اور اسرائیل کو جھکایا اور وہ ظالمانہ کارروائی جو مصر کے خلاف کی گئی تھی اسے واپس لینے پر مجبور کر دیا تو یہ واقعات کیوں ہوتے تھے۔ روس کا احسان تھا۔ پس یہ احسان بالارادہ تھا یا

حالات کے تقاضوں کے نتیجہ میں خود بخود ظاہر ہو رہا تھا۔ لیکن احسان احسان ہی ہے دنیا کو ایک قسم کا امن نصیب تھا وہ امن دنیا سے اٹھ گیا ہے اس لیئے اپنے اس محسن کو دعاؤں میں یاد رکھیں دعائیں کریں کہ پھر خدا روس کو ایک عظیم طاقت بنا دے لیکن ایسی طاقت بنائے جو اپنے ملک کے باشندوں کیلئے بھی بہتر ثابت ہو اور دنیا کے دوسرے ملکوں کے باشندوں کیلئے بھی بہتر ثابت ہو ایسی طاقت ابھرے جو اسلام کے اس اصول کو سینے سے لگا کر اٹھے کہ ہم نے عالمی عدل قائم کرنا ہے اور مظلوموں کی حمایت کرنی ہے اور نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنی ہے اس ضمن میں جو میں نے تحریکات پہلے کی ہیں ان میں ایک تحریک آخر پر میں آپکو یاد کراتا ہوں میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ روس کی ناکامی یعنی روس کے نظام کی ناکامی میں صرف اشتراکی فلسفے کو دخل نہیں تھا۔ اس لیئے روس کی طاقت ٹوٹی ہے کہ اس نظام کی حفاظت کرنے والے دیانتدار نہیں رہے تھے اور نظام کے لحاظ سے اس کے کئی پہلو ہیں میں اقتصادی پہلو سے بات کر رہا ہوں یعنی نظام کے اقتصادی پہلو کے لحاظ سے اس نظام نے لازماً ناکام ہونا ہی تھا اور جب اقتصادی نظام ناکام ہو اور اس کی بنیادی وجہ نظام چلانے والوں کی بڑھتی ہوئی بددیانتی ہو تو جتنی غربت ملک میں بڑھتی ہے اتنا بددیانتی کا معیار اونچا ہوتا چلا جاتا ہے اس کی سطح بلند ہوتی چلی جاتی ہے یہ بھی ایک قاعدہ کلیہ ہے جس کو کوئی بدل نہیں

اور خدا کے شکر سے آنکھیں بہنے لگتی ہیں روس سے ایک وفد ابھی واپس
آیا ہے ان کی رپورٹ یہ تھی کہ جہاں جہاں ہم گئے ہیں وہاں احمدیت کے
پیغام کو انہوں نے برحق قرار دیا۔ اپنے لیئے مفید جانا اور کھل کر اظہار کیا
یہاں تک کہ ایک ملک کے نائب پریزیڈنٹ نے باقاعدہ ٹیلی ویژن پر یہ
اعلان کروایا کہ یہ احمدیت کا پیغام ہے ہم اس کو قبول کرتے ہیں یہ سچا ہے
اور احمدیوں کو کھلے بازوؤں سے دعوت دیتے ہیں آئیں اور اس ملک میں
انسانیت کی خدمت کریں اور ساتھ یہ بتایا کہ انہوں نے ہر جگہ اس بات کا
ذکر کیا کہ ہم وہ قوم نہیں ہیں کہ جو سعودی یا کسی اور کے پیسے سے خریدی
جائیں۔ شدید رد عمل (سعودیہ کی) ان کوششوں کے خلاف ہے کہ جہاں
مولویوں کو پیسے دیکر ان کو خرید لیں یا مدرسوں کو خرید لیں یا مسجدوں کیلئے
تعمیری رقم دے کر مسجدوں کے متولی بننے کی کوششیں کی گئی ہیں اور صاف
بتا رہی ہے اس وقت روس کی نفسیات کہ وہ اندھیروں سے روشنی میں
آرہے ہیں اور بعض روشنیاں جو انہوں نے ان اندھیروں میں خود حاصل
کی ہیں انسانی تجارب سے کمائی ہیں ان کو اپنے سینے سے لگائے رکھا ہے
ان کو نہیں چھوڑا پس یہ وہ نفسیاتی کیفیت ہے جس میں ہر اچھی بات قبول
کرنے کی صلاحیت ہے میں نے تین مضامین اوپر تلے روس کو مخاطب
کرتے ہوئے لکھے اور اس کا رد عمل یہ تھا کہ بعض مضامین سب سے
زیادہ وسیع الاشاعت اخباروں نے خود شوق سے شائع کئے اجازت لے کر

شائع کئے بعض لوگوں نے اپنے طور پر وہ مضامین کتابی صورت میں شائع کر کے آگے تقسیم کئے بعض جگہ ٹیلی ویژن کے اوپر وہ مضامین سنائے گئے اور ابھی وہ آخری پیغام میں نے بھیجا ہے اس کے متعلق بھی مجھے بتایا گیا ہے کہ ٹیلی ویژن کے ذریعہ یہ پیغام اس سارے ملک میں نشر کیا جائے گا جو خصوصاً مخاطب تھا لیکن ویسے تو سارا روس ہی مخاطب ہے یعنی سارا U.S.S.R - تو انشاء اللہ تعالیٰ ان لوگوں میں نیکی اور سچائی کو قبول کرنے کی صلاحیت موجود ہے بہت خدمت کے مواقع ہیں دوسرے اقتصادی لحاظ سے وہ سخت بے چینی کی حالت میں ہیں ان کے پاس بہت قدرتی دولتیں ہیں جن کو حقیقت میں صحیح رنگ میں استعمال نہیں کیا گیا اور وہ اس طرح کھلی پڑی ہوئی ہیں کوئی انسان آئے اور ان سے فائدہ اٹھائے لیکن وہ ڈرتے بھی ہیں کہ کہیں Exploiters یعنی کسی کی کمزوری اور غربت سے فائدہ اٹھانے والی امیر قومیں آکر یہ نہ کریں کہ ہمیں اور بھی لوٹ کر ہماری دولتیں لوٹ کر باہر ملکوں میں بھیجنا شروع کر دیں۔ اس مشکل کا بہترین حل جماعت احمدیہ ہے جو ہر قسم کے لوٹ مار اور ظلم اور تشدد کے بنیادی طور پر مخالف ہے پس میں جماعت کے تاجروں کو پھر دعوت دیتا ہوں کہ ازبکستان ، قازقستان ، تاتارستان اور اس قسم کے جتنے علاقے ہیں مسلمانوں کے ان میں جائیں اور کثرت کے ساتھ خود ذاتی دورے کریں۔ وہ حیران ہو جائیں گے دیکھ کر کہ کتنے مواقع ہیں ان مواقعوں سے فائدہ

اٹھائیں۔ وہاں کارخانے لگائیں لیکن ایک نیت لے کر جائیں خدا کے لئے ایک نیت لے کر کہ ان قوموں کو لوٹنے کی خاطر نہیں جانا کم سے کم زندہ رہنے کے لیئے جو منافع کی حدود ہیں اس پر اکتفا کرتے ہوئے اقتصادیات کی کایا پلٹنی ہے اور اس کے بہترین وہاں مواقع موجود ہیں دیانتداری کیساتھ قوم کی خدمت کرنی ہے اور خدمت کے ساتھ اس کی روحانی خدمت خود بخود ہوگی تو اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے دنیا کے مسائل تو بہت ہیں اور سب کا بوجھ ہم اپنے دلوں پر لیتے ہیں جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دل کے صدقے تمام دنیا کی انسانیت کیلیئے دھڑک رہے ہیں ہم یقین رکھتے ہیں کہ ہمارے دلوں کو بھی ویسی ہی وسعتیں عطا ہونگی آپکی غلامی کے صدقے اور رفتہ رفتہ ہمارے دلوں میں بھی ساری انسانیت کے دل دھڑک کر ساری دنیا کی اصلاح کے موجب بنیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ"

(خطبہ جمعہ حضرت امام جماعت احمدیہ لندن ۱۵ جنوری ۱۹۹۳ء)

تازہ آثار اور ہماری ذمہ داری

"اب جو آثار ظاہر ہو رہے ہیں ان سے یقین ہو جاتا ہے کہ اب وہ وقت آچکا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ روس کی سرزمین احمدیت کو قبول کرنے کے لئے ذہنی اور قلبی اور روحانی لحاظ سے بہت تیزی کے

ساتھ تیار ہو رہی ہے پس دعاؤں میں اس سرزمین (روس) کو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے ان خدمتوں کی جو بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوں اور ان فضلوں کو نازل ہوتا ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں جو مقدر تو ہیں مگر ہماری یہ تمنا ہے کہ ہمارے دور میں وہ فضل اتریں اور ہم اپنی آنکھوں سے ان کو پورا ہوتے دیکھیں"۔

(اختتامی خطاب حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ

بر موقعہ سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ جرمنی ۳۰ مئی ۱۹۹۳ء)

"پس روس کو نئی زندگی دینے والے ہم ہی ہوں گے۔ اس لئے دعائیں بھی کریں اپنے آپ کو وقف کے لیئے بھی پیش کریں اور یقین رکھیں کہ جیسا کہ پیش گوئیوں کا پہلا حصہ پورا ہوا ان کا بقیہ حصہ بھی پورا ہوگا۔ انشاء اللہ" (الفضل ۲۲ اگست ۱۹۹۰ء)

حضرت خلیفتہ المسیح الثالث کا ایک عظیم الشان اعلان
پچیس تیس سال میں عظیم روحانی انقلاب

خطبہ جمعہ ۱۰ دسمبر ۱۹۶۵ء

"میں جماعت کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آئندہ پچیس تیس سال جماعت کیلئے نہایت ہی اہم ہیں کیونکہ دنیا میں ایک روحانی انقلاب عظیم پیدا ہونے والا ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ کونسی خوش بخت قومیں ہونگی جو ساری کی ساری یا ان کی اکثریت احمدیت میں داخل ہونگی۔ وہ افریقہ میں ہونگی یا جزائر میں یا دوسرے علاقوں میں لیکن میں پورے وثوق اور یقین کے ساتھ آپ کو کہہ سکتا ہوں کہ وہ دن دور نہیں جب دنیا میں ایسے ممالک اور علاقے پائے جائینگے جہاں کی اکثریت احمدیت کو قبول کرے گی"

(الفضل ۹ جنوری ۱۹۶۶ء)

نیز آپ نے اس پیش خبری کی مزید وضاحت فرمائی کہ "۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۵ء کے درمیان خدا تعالیٰ دنیا کو ایسی روحانی تجلی دکھائے گا جس سے غلبہ اسلام کے آثار بالکل واضح ہو جائیں گے"۔

(ماہنامہ خالد ستمبر ۱۹۷۳ء)
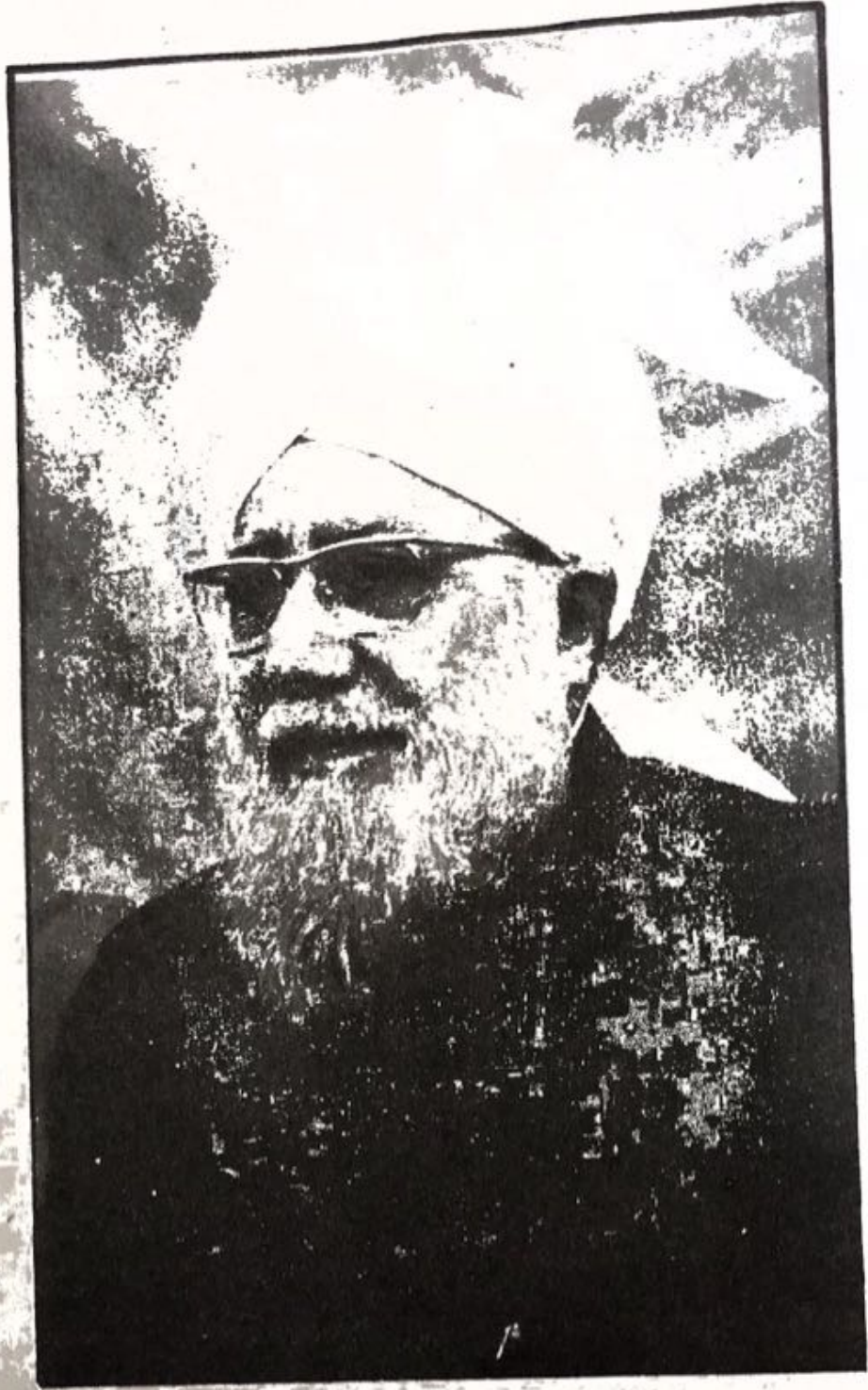
حضرت حافظ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث جن کی پیش خبریوں کے مطابق روسی کمیونزم کے زوال کو دو درجن سال بھی نہ لگے۔

روس کے فلسفی اور ناول نویس کونٹ ٹالسٹائی کا اہم بیان:

"میرے ذہن میں ایک عظیم اور شاندار خیال ہے کہ انسانیت کی فلاح کے لیئے ایک نیا مذہب عملی مذہب بنایا جائے جو صرف آخرت کی نوید ہی نہ دیتا ہو بلکہ موجودہ زمنی زندگی میں خوشیاں لائے جو پورے عالم انسان کو ایک لڑی میں پرودے" (ڈائری کونٹ ٹالسٹائی ۵ مارچ ۱۸۵۵ء)

انگلستان کے فلسفی اور مصنف جارج برنارڈشا کا اہم اعلان:

"مجھے یقین ہے کہ اس صدی کے اختتام سے پہلے ساری کی ساری دولت برطانیہ ایک قسم کا اصلاح شدہ اسلام قبول کرلے گی۔ میں نے محمد ﷺ کے مذہب کو اس کی افادیت کے پیش نظر ہمیشہ ہی بڑی قدرومنزلت سے دیکھا ہے۔ میرے خیال میں اسلام وہ واحد مذہب ہے جسمیں زندگی کے تغیرپذیر حالات کو اپنا لینے کی صلاحیتیں اس طرح پائی جاتی ہیں کہ یہ ہر زمانہ کے لوگوں کو اپیل کرسکتا ہے"۔

(Getting Married)

روسی ڈکٹیٹر لینن نے امیر شکیب ارسلان سے ملاقات کے دوران یہ تسلیم کیا کہ دنیا میں جب کبھی اعتدال قائم ہوگا تو اس کی صورت سوائے اسلام کے اور کوئی نہیں ہوگی کیونکہ اسلام کا نظام نوع انسانی کی بقا کیلئے بہتر ضمانت ہے۔ (پیام امن از عبداللہ منہاس صفحہ ۱۸۴)
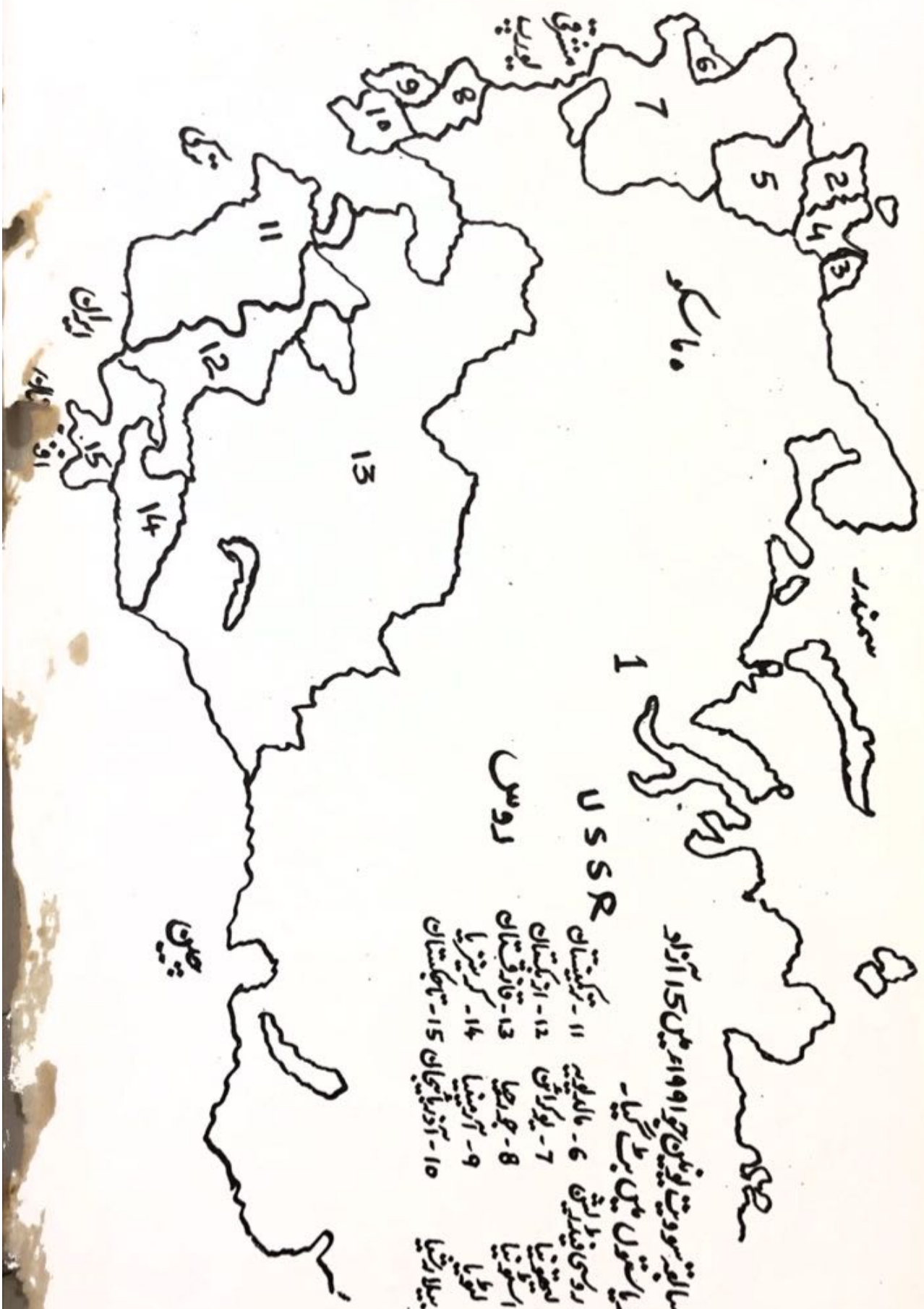
سابقہ سوویت یونین جو ۱۹۹۱ء میں 15 آزاد ریاستوں میں بٹ گیا۔

USSR

۱- روسی فیڈریشن	۶- مالدیویہ	۱۱- ترکمنستان
2- لیتھونیا	7- یوکرائن	۱۲- ازبکستان
3- اسٹونیا	8- جورجیا	۱۳- قازقستان
4- لٹویا	۹- آرمینیا	۱۴- کرغیزیا
5- بیلارشیا	۱۰- آذربائیجان	15- تاجکستان

سمندر

ماسکو

روس

1

مشرقی یورپ

ترکی

ایران

چین

بخارا (ازبکستان) کی سٹی کونسل کے صدر نے برطانیہ میں جماعت احمدیہ کے جلسہ
سالانہ ۱۹۹۱ء کے موقعہ پر امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد
خلیفۃ المسیح الرابع کو روسی گاؤن اور ٹوپی کا تحفہ پہنایا۔

M Ahmad
London
5.8.91